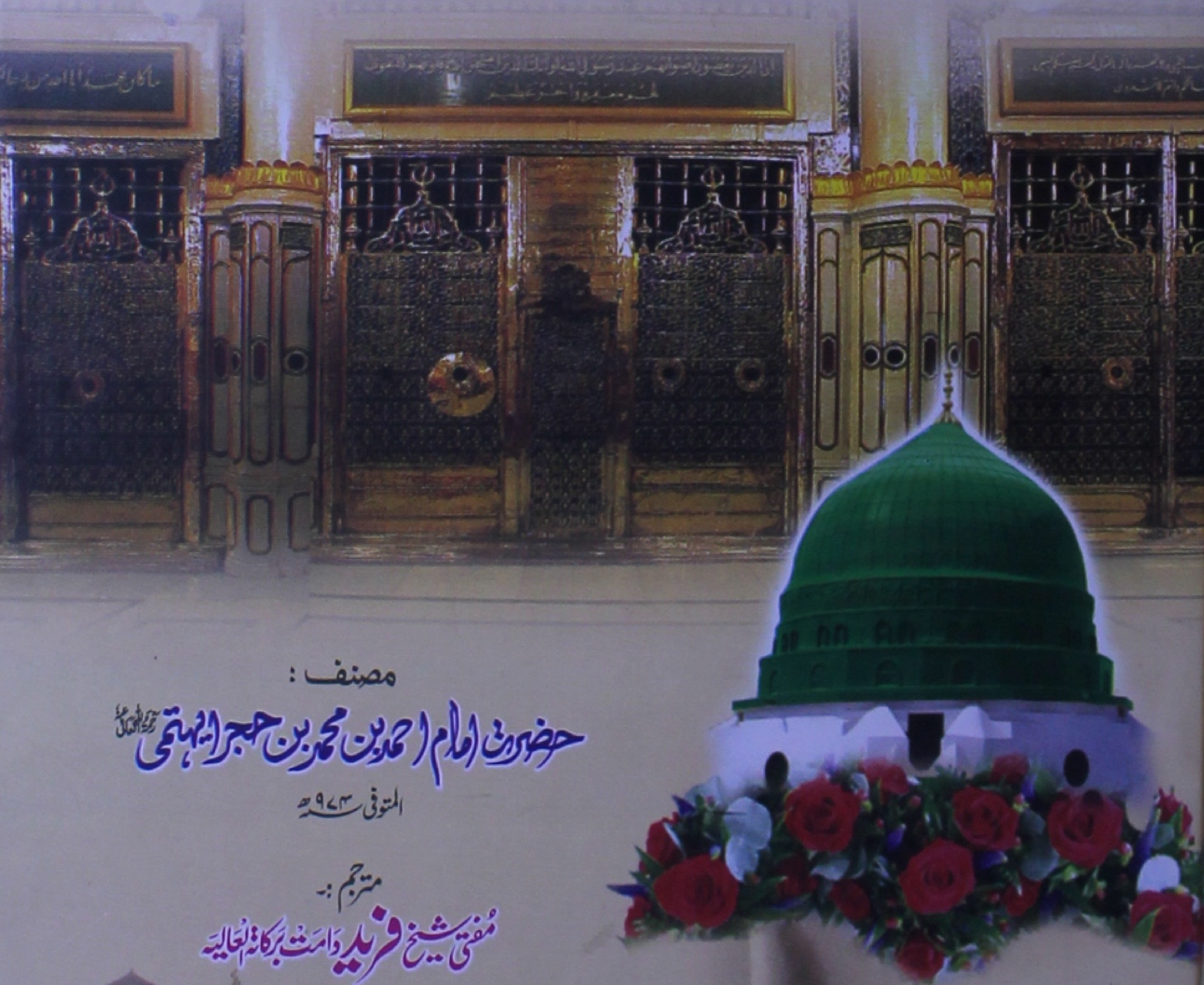
درودِ پاک کے
انمول موتی



مصنف:

حضرتِ امام احمد بن محمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

مترجم:

مفتی شیخ فرید دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں فری حاصل کرنے کے لیئے

ٹیلیگرام چینل لنک

https://t.me/tehqiqat

آرکاریو لنک

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلوگسپوٹ لنک

https://ataunnabi.blogspot.com/?m=1

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

امام احمد بن محمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور آئمہ اُمت کے اقوال کی روشنی میں درود شریف کے موضوع پر تصنیفِ لطیف الدر المنضود فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ صاحبِ المقام المحمود کا خوبصورت

درودِ پاک کے
انمول موتی

مصنف

حضرت امام احمد بن محمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۹۷۳ھ

مترجم

مفتی شیخ فرید مظفر آباد آزاد کشمیر

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

دُرُودِ پاک کے
اَنمول موتی

باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2013ء / رجب المرجب 1434ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر 0322-7202212
قیمت	روپے

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِم

ثُمَّ الرِّضٰی عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ

وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ ۔

فہرست مضامین

عنوان — صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی چیز کے ساتھ خاص فرمایا جس کے سبب آپ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام اور ملائکہ مقربین سے ممتاز وافضل ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ نے ظاہراً و باطناً اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور ان کے حقوق کی ادائیگی سب پر واجب فرمائی تاکہ وہ ہدایت یافتہ گروہ میں سے ہو جائیں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس شہادت کی بدولت میں ائمہ وارثین کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ ان پر اور ان کی آل اور ان کے صحابہ اور ان کی قیامت تک احسن طریقے سے اتباع و پیروی کرنے والوں پر ہمیشہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے۔ ان پر رب العالمین کے دوام کے طفیل دائمی صلوٰۃ وسلام ہو۔

امابعد! بارگاہِ محمدی کی خدمت سب واجبات سے مؤکدترین واجب اور تمام مطلوبات سے اہم مطلوب اور تمام وسائل سے شرف وسیلہ اور تمام فضائل سے افضل فضیلت ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اس عظیم ترین فخر وشرف کے ساتھ فوز و فلاح حاصل کرنے والے لوگوں کی لڑی اور اس سیدھی راہ پر چلنے والے لوگوں کے کارواں میں درود وسلام کے فضائل پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دیکر شامل ہو جاؤں کہ وہ میرے لئے ایسا وسیلہ بن جائے کہ میں جسے بارگاہ نبوت میں اس امید کے ساتھ پیش کرسکوں کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جود و کرم سے اس کو شرف قبولیت عطاء فرما دیں۔ اور اپنی عزت اور اظہار معائنہ کے لائق قرار دیکر اسے دوام و ثبات بخشیں اور اسے اپنی مبارک چشم قبولیت کے ساتھ مشاہدہ فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے عظیم ترین مقصد تک رسائی عطاء فرمائے۔ کہ وہ میرے لئے تمام مہمات میں مستغنی کرنے والی بن جائے اور میدان کارزار میں ایسا سامان حرب بن جائے کہ جس کی وجہ سے میں تمام امتحانات و حوادث میں محفوظ رہ سکوں اور ایسی عبادت بن جائے جس کے سبب میں اللہ تعالیٰ کے بلند عطیات اور اس کی عالیشان نعمتوں کو حاصل کرسکوں۔ لہٰذا میں نے اس کتاب کا نہایت اختصار کے ساتھ ارادہ کیا حتیٰ کہ اگر اس کا اس موضوع پر تالیف شدہ دیگر کتابوں سے موازنہ کیا جائے تو یہ ان کے مقابلے میں ایک پہیلی و معما شمار کی جائے۔ اس اختصار کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اہل زمانہ کی ہمتیں آرام و آسودگی کی دلدادہ اور باقی رہنے والے مقاصد کے مقابلے میں فانی ہونے والی متاع کی طرف مائل دیکھیں تم اہل زمانہ میں سے کسی کو بھی اعلیٰ مقاصد پر مشتمل کتب میں سے کسی کتاب کے ساتھ مشغول نہ پاؤ گے۔ مگر الا ماشاء اللہ کچھ شاذ و نادر ایسے لوگ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت اور حصہ وافر کیلئے خالص فرمایا ہے۔ درود شریف پر لکھی جانے والی اکثر کتب شرح اور زیادہ اصول و تفریعات پر مشتمل ہیں۔ مثلاً حضرت امام حافظ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ القول البدیع ہے۔ حالانکہ یہ کتاب ترتیب کے اعتبار سے حسین ترین اور وضع کے اعتبار سے مستحکم ترین اور تقدیم کے لائق ترین اور اپنے اندر موجود تحقیق و تقسیم کے احاطے کے اعتبار سے بلند ترین کتاب ہے۔ اس لئے میں نے اپنی اس کتاب میں اس کتاب کے مقاصد کو کچھ ایسی زیادات اور اضافہ جات کے ساتھ نقل کیا ہے جن کی عاملین کو ضرورت پڑتی ہے اور محققین جن پر اعتماد کرتے ہیں۔ بعض ایسے مقامات کی تحقیق بھی کی ہے جن کو امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا تھا۔ بعض مقامات میں جہاں انہوں نے اطلاق و ارسال سے کام لیا تھا ان کی تقیید کی گئی ہے۔ جہاں انہوں نے اغماض برتا تھا اس کی انوکھی تحریر اور

خوبصورت اسلوب کے ساتھ توضیح وتشریح کی گئی ہے جس ذات کریم کی بارگاہِ رفیع میں یہ خدمت پیش کی جارہی ہے ان کے طفیل اللہ تعالیٰ ذی الجلال والاکرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس کو میری طرف سے قبول فرمائے۔ اور اس کو اپنے وسیع جودوکرم سے میرے لئے ان تمام چیزوں کی کفیل وضامن بنائے جن کی میں امید رکھتا ہوں۔ بے شک وہ ہر خیر کا کفیل ہے وہی میرے لئے کافی ہے وہ وہی بہتر وکیل وکارساز ہے اور اس کتاب کا میں نے نام الدر المنضود فی الصلوٰۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود رکھا ہے۔

اس کی ترتیب میں نے ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ پر رکھی ہے۔

مقدمہ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ (الاحزاب-۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

مذکورہ آیت کریمہ کئی فوائد پر مشتمل ہے جنہیں ترتیب اور بیان کیا جارہا ہے۔

پہلا فائدہ:

پہلا فائدہ مذکورہ آیت کی ماقبل سے وجہ مناسبت وارد دوسری آیت کریمہ کے سبب نزول سے متعلق ہے۔ یہ آیت کریمہ مدنی ہے اور ماقبل کی علت کے بیان پر مشتمل ہے۔ کیونکہ ماقبل کی آیات بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بالعموم تمام اُمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کے ساتھ ظاہراً و باطناً ادب سے پیش آنے اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کے امر اور قیامت تک ہر ایسے فعل سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وآپ کے ادب واحترام کے مخل ہے ہے نہی پر مشتمل ہے تو گویا کوئی کہنے والا کہہ

رہا ہے کہ اس شرفِ عظیم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازنے کا سبب کیا ہے؟ تو اسے جواب دیا گیا کہ اس کا سبب وہ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس ارشاد پاک۔ ''اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط الآیۃ'' کے ساتھ عطاء فرمائی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بلند مرتبہ عطاء فرمایا ہے اس سے آگاہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اور اس کے فرشتے ان پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ تا کہ بندوں کو جس کا حکم دیا گیا ہے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ اس میں ان کی اطاعت کی بجا آوری مکمل ہو جائے اور اس کے بعد ہم مومنوں کو ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا تا کہ دونوں عالمین یعنی عالم علوی و عالم سفلی دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء میں مجتمع ہو جائیں تفسیر کشاف میں حدیث مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی۔

مَاخصّك الله یارسول الله بشرفٍ الاوقداشر کنافیه

فنزل هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ ۔(الاحزاب ۴۳)

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بھی شرف عطاء فرمایا ہے اس میں ہمیں بھی شریک فرمایا ہے تو اس وقت اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (الاحزاب ۴۳)

(وہی ہے جو صلوٰۃ بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے) ۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اس حدیث کی اصل پر میں ابھی تک آگاہ نہیں ہو سکا ہوں۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس حدیث کے موافق ہے جسے ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ وتعارف کے تحت تخریج کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللّٰهم صلِّ علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما صليت علٰى ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم ......الخ کے

بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر کرم فرمایا کہ ان پر اسی طرح صلوٰۃ فرمائی ہے جس طرح حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر صلوٰۃ فرمائی ہے اور یہ حضرات وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام میں سے خاص فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس ساری اُمت کو صلوٰۃ میں شامل فرمایا اور ان کو اس شرف میں داخل فرمایا جس میں اس نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جس کسی بھی شرف سے نوازا ہے اس میں ان کی اُمت کو داخل فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان آیات کریمہ کو تلاوت کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ (الاحزاب:۵۶)

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (الاحزاب۴۳)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝............ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔(الفتح ۱-۵)

اسلوب میں تغایر کی حکمت:

ان دونوں آیات میں تغایر اسلوب کی یہ حکمت ہے کہ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ساری اُمت پر مزید خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ فعل کا دو کی طرف اسناد ایک کی طرف اسناد کی طرح نہیں ہوتا۔

کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ میں فعل کا اسناد دو کی طرف ہے اور هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ ۔ میں ایک کی طرف ہے۔ پھر دوسرے کا پہلے پہ عطف فرمایا ہے اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ پہلی آیت کریمہ میں صلوٰۃ دونوں کی طرف اصالتاً منسوب ہے اور دوسری آیت میں اوّل کی طرف اصالتاً اور ثانی کی طرف تبعاً منسوب ہے۔ لہٰذا مومنین کے لئے فرشتوں کی صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کے تابع ہوگی جو

اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کے بغیر نہ پائی جائے گی کیونکہ تبعیت میں ضروری ہے کہ متبوع پایا جائے تو تابع پایا جائے بغیر متبوع کے تابع نہیں پایا جائے گا۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کی صلوٰۃ اصالتاً ہے۔لہٰذا وہ مُطلقاً پائی جائے گی۔

پس دونوں آیتیں اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ میں تو مساوی ہیں اور فرشتوں کی صلوٰۃ میں متفاوت ہیں۔

یہ فرق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ اور مومنین پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ کے درمیان امتیاز اور آپ کے بلند مرتبہ کے اظہار اور آپ کی رفعتِ شان کے اعلان کے لئے کافی ہے۔

آئندہ صفحات میں بیان آئے گا کہ دونوں آیتوں میں صلوٰۃ کا معنیٰ مختلف ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے دونوں صلوٰتوں کے درمیان سوائے نام کے کوئی چیز مشترک نہیں۔

دوسرا فائدہ صلوٰۃ کا لغوی معنیٰ:

اصل صلوٰۃ لغت میں دعا کو کہا جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ (سورۃ توبہ ۱۰۳) آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذا دُعِیَ احدکم الی طعام فان کان صَائماً فلیصلّ

جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے دار ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ دعا کرے۔

اکثر اہل علم نے اس حدیث میں فلیصل کا معنیٰ فَلْیَدْعُ کیا ہے۔

اور دعا دو طرح کی ہوتی ہے ایک دعائے عبادت اور دوسری دعائے رسول عبادت کرنے والا سائل کی طرح دعا کرنے والا ہوتا ہے۔

اُدعونی استجب لکم (غافر ۶۰) میں دعا کی دونوں نوع کے ساتھ تفسیر کی

گئی ہے کہ تم میری اطاعت کرو تو میں تمہیں ثواب سے نوازوں گا یا تم مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں عطا کروں گا۔

اس سے واضح ہوا کہ صلوٰۃ شرعیہ کا اسم نہ حقیقت شرعیہ ہے اور نہ ہی مجاز شرعی ہے بلکہ وہ اپنے لغوی موضوع پر باقی ہے اور دعا اپنی مذکورہ دونوں قسموں سمیت۔ اس کا لغوی موضوع ہے۔

کیونکہ نماز ادا کرنے والا تحریمہ سے لے کر سلام تک دعائے عبادت اور دعائے رسول میں مشغول رہتا ہے۔ لہٰذا وہ صلوٰۃ لغویہ حقیقیہ میں مصروف ہے جو نہ کسی دوسرے معنیٰ سے منقول ہے اور نہ مجاز ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ شارح نے صلوٰۃ کے لفظ کو اس کے بعض موضوع کے ساتھ خاص کر دیا ہے، اور وہ بعض موضوع ذات ارکان ہے۔ یہ دابۃ کے لفظ کی طرح ہے کہ جسے چار ٹانگوں والے کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ یہ اس کے منقول ہونے کا موجب بھی نہیں اور نہ ہی اپنے موضوع اصلی سے خروج کا موجب ہے۔

صلوٰۃ کے مادہ کا بیان:

امام مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کا مادہ (ص ل و) اور 'ص ل ی' بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں ان کی وضع اصل واحد کے لئے ہے اور وہ ملانا اور جمع کرنا ہے۔ صلوٰۃ کی تمام تفریعات اور تبدیلیاں جیسے بھی تبدیل کیا جائے اسی معنیٰ کی طرف راجع ہیں۔ اس کی بڑی شرح وبسط اور وضاحت کے ساتھ مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

اس مادہ سے ''الصلا'' کا لفظ ہے جس کا معنیٰ پیٹھ کا درمیانی حصہ ہے یا سرین کا نچلا حصہ ہے۔ ان دونوں میں انضمام واجتماع کا معنیٰ واضح ہے اور اس سے ''صلاہ بالنار'' اس نے اس کو آگ میں جلا دیا۔ کیونکہ جل بھن کر اس کے اجزاء جمع ہو جاتے ہیں اور اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

اور اس سے الصلایۃ کا لفظ ہے جو خوشبو کوٹنے کے آلہ کو کہا جاتا ہے جو مختلف اجزاء کو آپس میں ملا دیتا ہے۔

"المصلّی" گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو کہا جاتا ہے جسے سبقت لے جانے والے گھوڑے کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے۔

"الصلوٰت" یہودیوں کے عبادت خانے کو کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں جمع ہوتے ہیں۔ "المصولة" جھاڑو کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ کوڑا جمع کیا جاتا ہے۔ "الصیلة" تنکے میں گرہ لگانے کو کہا جاتا ہے۔ "التصویل" کھلیان کے گرد جاڑو دینا یعنی اس کے گرد بکھری چیزوں کو جمع کرنا۔ "اللوص" دروازے کی درز سے دیکھنے یا راستے سے انحراف کو کہا جاتا ہے کہ گویا کہ دروازے کی درز سے دیکھنے والا اور راستے سے انحراف کرنے والا چھپنا چاہتا اور ملنے سے گریز کرنا چاہتا ہے۔

"اللصو" دھوکہ دینے کے لئے جمع ہونے کو کہا جاتا ہے۔ "الوصول للشیء" کسی شئی کے ساتھ جمع ہونے کو کہا جاتا ہے۔

اس تفصیل سے ذات الارکان یعنی نماز کو صلوٰۃ کہنے کی وجہ تسمیہ واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں بھی ظاہر و باطن کا اجتماع ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ نماز جمیع مقاصد اور تمام اچھائیوں پر مشتمل ہوتی ہے یعنی تمام مقاصد اور اچھائیاں اس میں مجتمع ہیں۔

ایک وہم کا ازالہ:

مذکورہ تحقیق سے ان لوگوں کے قول کی بخوبی تردید ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں صلوٰۃ کا لفظ المصلّی سے ماخوذ ہے اور المصلّی اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو مسابقت میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ اور اس کو مصلّی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کے پیچھے ہوتا ہے اور نماز ادا کرنے والا بھی اپنے امام کے پیچھے ہوتا ہے۔ وجہ تردید یہ ہے کہ امام کی اتباع لازمی امر نہیں اور نہ ہی ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔ برخلاف دعا اور اس کے قائم مقام چیز کے کہ وہ ہمیشہ نماز میں پائی جاتی ہے۔

علامہ زمخشری کا قول:

علامہ زمخشری کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ صِلَوَیْنِ بالکسرہ سے ماخوذ ہے اور صلوین ان دورگوں کو کہا جاتا ہے جو پشت سے نکل کر سرین سے ہوتی ہوئیں رانوں تک جاتی ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ یہ دو ہڈیاں ہیں جو رکوع اور سجدہ میں جھک جاتی ہیں اور "الصلا" سے جدا ہو جاتی ہیں "الصلا" پشت میں ایک رگ ہے جس کے سبب یہ دونوں رگیں عجب الذنب یعنی ریڑھ کی ہڈی کے قریب سے آپس میں جدا ہو جاتی ہیں۔ نماز کو صلوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ نماز ادا کرنے والا اپنی ان دونوں رگوں کو حرکت دیتا ہے اور اسی سے المصلّی بھی ماخوذ ہے۔ المصلی مسابقت میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو کہا جاتا ہے۔ وہ بھی پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کی ان دونوں رگوں کے قریب ہوتا ہے۔

زمخشری کے قول کا ردّ:

لیکن زمخشری کا قول مردود ہے۔ ردّ کی وجہ سابقاً گزر چکی ہے کہ اس معنی میں قصور پایا جاتا ہے۔ علامہ المراوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کے ردّ میں بہت زیادہ مبالغہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ قول قرآن کریم کے حجت ہونے میں طعن عظیم پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ لفظ صلوٰۃ تمام چیزوں سے زیادہ مشہور اور مسلمانوں کی زبانوں پر سب زیادہ گردش کرنے والا ہے اور مذکورہ قول میں بیان شدہ اشتقاق اہل نقل کے ہاں بہت کم مشہور ہے۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ صلوٰۃ کا مسمّی اصل میں مذکورہ چیز تھی اور پھر وہ پردہ خفاء میں چلی گئی اور وہ اس طرح مٹ گئی کہ اس کی معرفت اب سوائے کچھ افراد کے کسی کو نہیں رہی۔ تو پھر تمام الفاظ میں اس طرح ہونا جائز ہوگا۔ اور اگر اس کو جائز تسلیم کیا جائے تو پھر الفاظ سے جو معانی متبادر الفہم ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ کی مراد ہونے کا یقین منتفی ہو جائے گا۔ کیونکہ پھر یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں وہ الفاظ کہیں دوسرے معانی کے لئے موضوع ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مراد وہی معانی

ہوں۔ مگر ہمارے زمانے تک پہنچتے پہنچتے ان کے وہ معانی پس پردہ چلے گئے ہوں اور مٹ چکے ہوں۔ جیسا کہ بقول آپ کے لفظ صلوٰۃ میں ہوا ہے۔ لیکن ایسا ہونا بالاجماع باطل ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ علامہ زمخشری نے جس اشتقاق کا تذکرہ کیا ہے وہ باطل، مردود ہے۔

علامہ زمخشری کی طرف سے جواب:

(مصنف فرماتے ہیں، حق بات یہ ہے کہ یہ الزام زمخشری پر نہیں لگایا جاسکتا۔ کیونکہ مشتق کبھی کامل طور پر مشہور ہوتا ہے اور مشتق منہ مخفی رہتا ہے۔ کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان شہرت میں کوئی تلازم نہیں ہوتا۔ اشتقاق امرِ اعتباری ہوتا ہے جس کی معرفت اہل فن ہی کو ہوتی ہے۔ البتہ لفظ کے معنیٰ کا متبادر الفہم ہونا بدیہی ہے جس کی معرفت ہر خاص و عام کو سلیقہ کی وجہ سے بغیر کسی تکلّف کے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا علامہ زمخشری کے کلام پر وہ اعتراض لازم نہیں آتا جو اس پر کیا گیا ہے۔ مگر زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اشتقاق پر محمول معنی کی شان اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عام اور مطرد ہو اور صلوٰۃ کا معنی دعا امر ظاہر اور عام و مطرد ہے۔

اسی لئے اشتقاق میں اسی معنیٰ کا اعتبار مناسب تر اور ظاہر تر ہے۔

صلوٰۃ کے دیگر معانی:

لفظِ صلوٰۃ کے دوسرے معانی بھی ہیں جن میں وہ مُستعمل ہوتا ہے لیکن وہ سارے معانی اسی مذکورہ معنیٰ کی طرف راجع ہیں۔

۱- لفظ صلوٰۃ کا ایک معنیٰ استغفار ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

انی بعثت الی اهل البقیع لاصلّی علیهم ۔

مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ میں ان کے لئے استغفار کروں۔

جیسا کہ دوسری روایت میں اَستغفر لَھُمْ کا لفظ وارد ہے۔

۲- صلوٰۃ کا ایک معنیٰ برکت ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

اللھم صلّی علیٰ آل ابی اوفیٰ ۔

اے اللہ ابی اوفیٰ کی آل میں برکت نازل فرما۔

۳۔صلوٰۃ کا ایک معنیٰ قرأت بھی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ۔(الاسراء،۱۰۱)

اپنی قرأت کو بلند نہ کریں۔

۴۔صلوٰۃ بمعنیٰ رحمت اور مغفرت بھی ہے۔

الغرض مصلّی (صلوٰۃ بھیجنے والا) اور مصلّی لَهٗ (جس کے لئے صلوٰۃ بھیجی جائے)

اور مصلّی علیہ (جس پر صلوٰۃ بھیجی جائے) کے احوال کے اختلاف سے صلوٰۃ کے معنیٰ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔عنقریب اس کی بحث آئے گی۔

دوسرا فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی جانب سے صلوٰۃ بھیجنے کے مطلب میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔اس بارے میں درج ذیل اقوال پائے جاتے ہیں۔

۱۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وتعریف فرماتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دیگر محدثین نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ سے یہی معنیٰ روایت کیا ہے علامہ حلیمی رحمہ اللہ نے اس معنیٰ کو ترجیح دی ہے۔چنانچہ شعب الایمان میں انہوں نے اس بارے میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لغت میں صلوٰۃ کا معنیٰ تعظیم ہے اور ذات الارکان یعنی نماز کا صلوٰۃ سے

موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معنی "الصلا" یعنی پشت کا درمیانی حصہ جھک جاتا ہے۔ چونکہ چھوٹا جب بڑے کو دیکھتا ہے وہ جھکتا ہے اور چھوٹے کا بڑے کے لئے جھکنا عادۃً تعظیم سمجھی جاتی ہے اسی لئے نماز پڑھنے کو صلوٰۃ کہا جاتا ہے کیونکہ نمازِ جن تمام چیزوں پر مشتمل ہے جیسا کہ قیام، رکوع، سجود، اور قعود وغیرہ ان سب سے رب تعالیٰ کی تعظیم مراد ہوتی ہے۔ پھر اس لفظ میں مزید توسّع سے کام لیا گیا اور ہر دعا کو صلوٰۃ سے موسوم کیا گیا۔ کیونکہ دعا میں مدعو کی تعظیم ہوتی ہے اور اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے اور مدعولہٗ کی بھی تعظیم ہوتی ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے وہ چیز طلب کی جاتی ہے جو اس کے مناسب و لائق ہے۔

الصلوٰت لِلّٰہ کا مطلب:

اس کا مطلب وہ اذکار ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس جلالتِ قدر اور علو مرتبت کا اعتراف ہے۔ جس کا وہی مستحق ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا اس کے لائق نہیں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد کا مطلب:

اس کا مطلب ہے اے اللہ دنیا میں اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلندی اور دین کو غلبہ اور شریعت کو بقاء عطاء فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما اور آخرت میں اُمت کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما اور ان کے اجر و ثواب میں اضافہ فرما اور مقام محمود پر انہیں فائز فرما کر اوّلین و آخرین پر ان کی فضلیت ظاہر فرما اور تمام مندوبین و حاضرین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدیم فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر فرما۔

صلّی علیہ کی تفسیر تعظیم کے ساتھ کرنے میں وعلیٰ آلہ واصحابہ کے عطف کے منافی نہیں کیونکہ ان کے لئے بھی تعظیم کی دعا کرنی منع نہیں ہر ایک کو وہی تعظیم پہنچے گی جو اس کے مرتبہ و مقام کے لائق ہوگی۔

صلوٰۃ بمعنی رحمت:

بعض حضرات کے نزدیک صلوٰۃ کا معنیٰ رحمت ہے اسی معنیٰ کو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سفیان ثوری وغیرہ کئی اہل علم سے نقل کیا ہے اور ابوالعالیہ وضحاک سے بھی یہی معنیٰ منقول ہے۔ مبرد، ابن العربی اور علامہ ماوردی بھی اسی کے قائل ہیں علامہ ماوردی فرماتے ہیں صلوٰۃ بمعنی رحمت تمام وجوہ سے زیادہ واضح اور زیادہ ظاہر ہے۔

امام فخر الدین رازی، علامہ آفندی، اور علامہ زمخشری بھی اسی کے قائل ہیں۔ زمخشری کہتے ہیں نمازی کی شان یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجود میں جھکتا ہے۔ اور پھر یہی لفظ بطور استعارہ اس شخص لئے استعمال ہونے لگا جو غیر کی طرف مہربانی اور شفقت کے ساتھ جھکتا ہے۔ جیسے کہ مریض کی عیادت کرنے والا مریض کی طرف جھکتا ہے اور ماں اپنے بچے پر شفقت ومحبت سے جھکتی ہے۔ حتیٰ کہ پھر اس کا استعمال صرف رحمت ورأفت میں ہونے لگا۔ عربوں کا قول ہے۔

صلی اللہ علیک ''یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت ومہربانی فرمائے۔

صلوٰۃ بمعنی تزکیہ:

امام راغب فرماتے ہیں صلوٰۃ کا معنیٰ تزکیہ ہے۔ امام طبرانی نے اوسط صغیر میں ایک حدیث تخریج فرمائی ہے جو اس معنیٰ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

قلت یا جبریل أیصلی ربك جل ذكره؟ قال نعم قلت ماصلوته؟ قال سبوح قدوس سبقت رحمتي غضبي ۔

میں نے پوچھا اے جبریل! کیا تمہارا ربّ صلوٰۃ بھیجتا ہے؟ جبریل نے کہا ہاں میں نے پھر پوچھا اس کی صلوٰۃ کیا ہے؟ جبریل نے کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ ۔ (میں سبوح وقدوس ہوں

میری رحمت میرے غضب پر سبقت لی گئی ہے)

اس حدیث پاک کا سیاق صراحۃً اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ "سُبُّـــوْحٌ قُـدُّوْسٌ" اللہ تعالیٰ کے کلام کا جزء ہے اللہ تعالیٰ بذات خود اپنی تنزیہ و پاکی بیان فرمارہا ہے اور اس میں کوئی بعد والی بات نہیں۔ گویا کہ اس شخص کو خاموش کردیا گیا ہے جس کا زعم تھا کہ یہ الفاظ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا حصہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر صلوٰۃ بھیجنے کی خبر دینے سے پہلے اس خوف سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ و پاکی بیان کی کہ کہیں آپ کی جانب سے کسی ایسی چیز کا وہم پیدا نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

اعتراض:

مذکورہ قول پہ یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ اور رحمت کے درمیان مغایرت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

اور اسی طرح صحابہ کرام اگر ان کے درمیان مغایرت نہ سمجھتے تو تشہد میں واقع السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں دعائے رحمت سکھانے کے باوجود صلوٰۃ کی کیفیت دریافت نہ کرتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس سوال کو قائم رکھا ورنہ آپ فرمادیتے کہ یہ تو تم جان چکے۔ اب سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نیز رَحِـمَ کا لفظ متعدی ہے اور صـلّـی غیر متعدی ہے اور غیر متعدی کی تفسیر متعدی کے ساتھ غیر مستحسن ہوا کرتی ہے اور یہ رحم علیہ کے جواز کو مستلزم ہے حالانکہ رحم بذات خود متعدی ہے اس کو حرف جر کے ذریعہ متعدی بنانے کی ضرورت نہیں۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صلوٰۃ خاص رحمت ہے اور صلوٰۃ میں اسی

خصوصیت کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ صلوٰۃ اور رحمت کے درمیان عظمت کے ذریعہ مغایرت بیان فرمائی گئی ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس جواب کے بعد میں نے دیکھا کہ علامہ زمخشری نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں جو بیان کیا ہے۔ اس کا مآل بھی یہی بنتا ہے۔

وہ کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ بمعنی شفقت و مہربانی ہے جسے رأفت کے قائم مقام رکھ کر رأفت اور رحمت دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"رَاْفَةً وَّرَحْمَةً" اور رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"۔ اس کا معنیٰ ہے ان پر رأفت کے بعد رأفت اور رحمت کے بعد رحمت ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صلوٰۃ کی کیفیت پوچھنے کی ضرورت اس لئے پڑی تا کہ وہ اس مذکورہ خصوصیت کا احاطہ کرسکیں۔ اور صلّی کی رَحِمَ کے لفظ سے تفسیر کرنے میں یہ بتانا مقصود ہے کہ صلّی کا موضوع لہ بعینہٖ رَحِمَ کا موضوع لَهٗ ہے یعنی دونوں کے موضوع لہٗ میں کوئی فرق نہیں۔ قطعِ نظر اس کے کہ ان میں تعدی یا لازم کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ دو مترادف لفظ کبھی متعدی و لازم ہونے میں مختلف ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی ضرر رساں چیز نہیں۔ اور یہ کہنا کہ لازم کی تفسیر متعدی کے ساتھ غیر مستحسن ہوتی ہے۔ جس سے رَحِمَ علیہ کا جواز لازم آتا ہے۔ یہ بھی بے محل اعتراض ہے۔ کیونکہ صلّی کو علیٰ کے ساتھ متعدی بنانا مستحسن ہے۔ کہ اس میں تحنن اور تعطف کا معنیٰ پایا جاتا ہے جس کی دلیل زمخشری کے قول میں گزر چکی ہے۔ برخلاف رَحِمَ کے کہ اس کو علیٰ کے ساتھ متعدی بنانا غیر مستحسن ہے۔

اعتراض:

اگر صلوٰۃ کا معنیٰ رحمت ہے تو پھر هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ میں ملائکتہٗ کا عطف کیسے درست ہوگا؟ فرشتے فاعلین رحمت تو نہیں ہیں؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب دعا یا استغفار ہے۔ جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے اور دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرشتے مستجاب الدعوات ہیں جس کی وجہ سے انہیں گویا رحمت ورأفت کے فاعلین قرار دیا گیا ہے۔

اس سے بہتر جواب یہ ہے کہ یہاں پر صلوٰۃ کا معنیٰ اعتناء بالمصلّی علیہ ہے یعنی جس پر صلوٰۃ بھیجی جارہی ہے اس پر توجہ مبذول رکھنا۔ جیسا کہ امام غزالی وغیرہ علماء کرام کا قول آئندہ مذکور ہوگا۔

یا اس کا مشترک معنیٰ، خیر پہنچانے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرما کر خیر پہنچانے کا ارادہ فرماتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں استغفار کر کے خیر کی رسائی کا ارادہ کرتے ہیں۔

اعتراض:

اگر صلوٰۃ کا معنیٰ رحمت ہے تو پھر غیر انبیاء پر بھی صلوٰۃ بھیجنا جائز ہونا چاہیے؟ کیونکہ بالاجماع غیر انبیاء کے حق میں ترحم جائز ہے۔

جواب:

غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ رحمت کے مقابلے میں خاص ہے کہ اس میں مطلق رحمت کی نسبت زائد معنیٰ پایا جاتا ہے۔ اس لئے بالاتفاق ترحم مطلقاً جائز ہے خواہ انبیاء کرام کے لئے ہو یا غیر انبیاء کے لئے۔

ایک قول کے مطابق اس خاص معنیٰ کے پیش نظر غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنی ممنوع ہے۔ اسی لئے نماز میں تشہد کے بعد صلوٰۃ لازم ہے حالانکہ تشہد دعائے رحمت پر مشتمل ہے۔

اقوال میں تطبیق:

(مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ صلوٰۃ کے معنیٰ سے متعلق مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعدان کے درمیان تطبیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

مذکورہ بحث میں غور کیا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ ان مذکورہ اقوال میں درحقیقت کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کیونکہ صلوٰۃ بمعنیٰ رحمت اور صلوٰۃ بمعنی قدر مشترک دونوں کا مآل ایک ہی ہے۔ان کے درمیان صرف لفظ کا اختلاف ہے کیونکہ کوئی انسان یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صلوٰۃ اور رحمت نازل فرماتا ہے اور باقی مؤمنوں پر جو رحمت نازل فرماتا ہے ان دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق جو قدر و منزلت ہے وہ غیر نبی کے لائق قدرومنزلت سے کہیں ارفع واعلیٰ ہے اوراس کے اجل وارفع ہونے کی وجہ سے اس میں موجود وہ خاص معنیٰ ہے جو مطلق رحمت میں نہیں پایا جاتا۔پس اسی لئے وہ صلوٰۃ کے نام کے ساتھ مخصوص ہوگئی ہے۔اوراس کا نام انبیاء کرام کے حق میں استعمال کے ساتھ خاص ہوگیا ہے تاکہ یہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز ہوجائے اور نبی کے شرف کو غیر نبی کے شرف کے مقابلے میں بلندی سے نوازا جائے۔اس پرغور کرو اور باقی باتوں سے اعراض کرو اس کے بعد میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحریر پر مطلع ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی وہی بیان کیا ہے جسے میں ذکر کر چکا ہوں۔چنانچہ وہ ابوبکر قشیری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا مطلب شرف وعزت میں زیادتی کرنا ہے اور غیر نبی پر صلوٰۃ کا مطلب رحمت ہے۔اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی مومنوں میں فرق ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ رولیۃ اوراس سورۃ میں اس آیت سے پہلے فرمایا۔ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ۔

پس معلوم ہوگیا ہے کہ وہ قدر ومنزلت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق

ہے وہ اس قدر و منزلت سے بلند ہے جو کسی دوسرے کے لئے ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان و عظمت بیان کی گئی ہے وہ کسی دوسری آیت میں نہیں ہے۔

صلوٰۃ بمعنی استغفار:

بعض علماء کرام کے نزدیک صلوٰۃ بمعنی استغفار ہے اس کو ابن ابی حاتم نے ابن جبیر اور مقاتل سے نقل کیا ہے اور ضحاک سے بھی یہی مروی ہے۔ علامہ شہاب الدین القرافی نے اسی معنیٰ کو ترجیح دی ہے اور علامہ بیضاوی وغیرہ علماء کرام بھی اسی کے قائل ہیں۔

یہ قول سابقہ دونوں قولوں (صلوٰۃ بمعنی ثناء اور صلوٰۃ بمعنی رحمت) کے منافی نہیں کیونکہ مغفرت سے مراد مغفرت بمعنی رحمت خاص ہے۔ کہ جس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ثناء اور آپ کے شرف کا بیان اور آپ کی رفعتِ شان کا اظہار اور فرشتوں کے درمیان آپ کے عُلو مرتبت اور شرف کا بیان آپ کی عظمت و کمال کے لائق مزید فضل و اکرام اور انعامات کا اظہار مقصود ہے۔

ابن عطیہ کے کلام سے بھی اسی کا اشارہ ملتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر صلوٰت سے مراد، عفو، رحمت، برکت اور دنیا و آخرت میں انہیں شرف عطاء فرمانا اور ان پر ثناء جمیل کو نشر کرنا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر جو صلوٰت ہوتی ہے وہ ان تمام مذکورہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی جو صلوٰۃ ہوتی ہے وہ سب سے اکمل، اعلیٰ، اشرف اور اُتم ہوتی ہے۔

اسی لئے بعض علماء کرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر صلوٰۃ خاص بھی ہوتی ہے اور عام بھی ہوتی ہے۔ پس انبیاء کرام پر اس کی صلوٰۃ تعظیم و ثناء ہے (جو خاص ہے) اور باقی مخلوق پر صلوٰۃ کا مطلب رحمت ہے اور یہ وہ رحمت ہے جو ہر شئی کے لئے

عام ہے۔

اس کی تائید امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ علماء کرام کے قول سے بھی ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں۔ لفظ صلوٰۃ معنی مشترک کے لئے موضوع ہے اور وہ معنی مشترک الاعتناء بالمصلی علیہ یعنی جس پر صلوٰۃ بھیجی جائے اس کی طرف توجہ مبذول کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب

۱-دعا:

بعض علماء کرام کے نزدیک فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب دعا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دیگر محدثین نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ضحاک سے روایت کیا ہے۔ ابن عطیہ اور ابن الاعرابی وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب برکت کی دعا کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس کے مذکورہ قول کو امام بخاری نے تعلیقات میں ذکر کیا ہے۔

۲-رقّت:

مبرّد فرماتے ہیں فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب استدعاء رحمت پر برانگیختہ کرنے والی رقّت ہے اور ان لوگوں کا مطلب بھی یہی ہے جو فرماتے ہیں فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب دعا اور رقت ہے۔

۳-استغفار:

امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صلوٰۃِ ملائکہ کا مطلب طلب مغفرت ہے علامہ ماوردی بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان اقوال میں درحقیقت کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی صلوٰۃ کا مطلب ایسی دعا ہے جو برکت اور مغفرت دونوں کو شامل ہے اور برکت و مغفرت سے مراد وہ برکت و مغفرت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ

ارفع کے لائق ومناسب ہے اوران کے علاوہ وہ تمام مراتب مراد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے لائق ہیں۔

فرشتوں کو صلوٰۃ پر آمادہ کرنے کا باعث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے پر فرشتوں کو آمادہ کرنے والی چیز وہ رقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی وہ معرفت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ذوات میں ودیعت فرمایا ہے، جن حضرات نے فرشتوں کی دعا کو مغفرت اور برکت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ ان کی اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بجز برکت ومغفرت کے کوئی دعا نہیں کرتے۔ کیونکہ اس حصر پر کوئی دلیل نہیں بلکہ ان کا مقصود دعا کے اعلیٰ وارفع مقصد کا اظہار ہے۔

پس اس سے سارے اقوال میں تطبیق بھی ہوگئی اور مراد بھی واضح ہوگئی۔ کہ فرشتے اپنے ربّ کی بارگاہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثناء وتعظیم اور آپ کے مقام رفیع کے لائق مغفرت وبرکت وغیرہ تمام مراتب عالیہ کی عطاء طلب کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مومنوں کی صلوٰۃ کا مطلب:

مومن انسانوں اور جنوں کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سے مراد دعا ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وہ چیز طلب کرتے ہیں جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر ہے اور جس کا آپ کے لئے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

فائدہ۔ اعراب کا بیان:

جمہور قراء کے نزدیک ....

آیت کریمہ میں مَلٰٓئِکَتَہٗ کا لفظ اِنَّ کے اسم پر معطوف ہونے کی بناء

پر منصوب ہے اور یصلّون دونوں کی خبر ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک یصلّون معطوف کی خبر ہے۔ اور اسم جلالت کی خبر محذوف ہے جس پر یصلُّون دلالت کر رہا ہے۔ بقولِ بعض دونوں صلوتوں (اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اور فرشتوں کی صلوٰۃ) کا تغایر دوسرے قول کے راجح ہونے کی تائید کرتا ہے۔ ابوحیان کے ظاہر کلام سے قولِ اوّل کی ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

اور قول ثانی کی دلیل اس بناء پر مسترد کر دی گئی ہے کہ لفظ صلوٰۃ کو معنی مشترک کے لئے موضوع قرار دیا جائے تو پھر دونوں صلوٰتوں کے درمیان کوئی تغایر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سابقاً اس کا بیان گزر چکا ہے۔ بعض حضرات نے قول ثانی پر اعتماد کیا ہے بلکہ اسی کو صواب و درست قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ "یصلون" دونوں کی خبر نہیں بن سکتا کیونکہ دونوں صلوتوں کے درمیان تغایر ہے۔ (مصنف فرماتے ہیں) مگر میرے نزدیک درست وصواب یہ ہے کہ لفظ صلوٰۃ کا لغوی معنیٰ ایک ہی ہے اور وہ عطف (شفقت ومہربانی) ہے پھر یہ معنیٰ اللہ تعالیٰ کی نسبت رحمت اور فرشتوں کی نسبت استغفار اور انسانوں کی نسبت ایک دوسرے کے حق میں دعا ہے۔

ایک قرأت کے مطابق لفظ "ملائکتہ" مرفوع ہے۔ اس کے مطابق یہ احتمال ہے کہ اس کا عطف اسم اِن کے محل پر ہو۔ اور یصلون دونوں کی خبر ہو۔ یا "یصلون" "ملائکتہ" کی خبر ہو اور اسم جلالت کی خبر محذوف ہو یہ بصریوں کا مذہب تا کہ دو عاملوں کا ایک معمول پر توارد نہ ہو سکے۔ اور اشتراک بھی لازم نہ آئے کیونکہ اصل عدمِ اشتراک ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لغت عربیہ میں ایسا کوئی فعل نہیں جس کا معنی مسند الیہ کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہو جبکہ اسناد حقیقی ہو۔

ردّ:

آخری دونوں دلیلوں کو اس بنا پر رد کر دیا گیا ہے کہ لفظ صلوٰۃ کی وضع قدرِ مشترک کے لئے ہے اس لئے یہاں پر نہ تو اشتراک لازم آتا ہے اور نہ ہی مسند الیہ کے

اختلاف سے فعل کے معنی میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

اعتراض:

آیت مبارکہ میں اگر یصلون کو اسم جلالت اور ملائکتہ' کی خبر قرار دیا جائے تو اس کی ضمیر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف راجع ہوگی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کی منافی ہوگی۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جس نے کہا تھا۔

من یطع اللہ ورسول فقدر شد ومن یعصہما فقدغوی ۔

(جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوگیا)

فرمایا تھا۔

بئس خطیب القوم انت قل من بعص اللہ ورسولہ'

تم قوم کے برے خطیب ہو۔ (اس کی بجائے یہ کہو) جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی ضمیر میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کو جمع کرنا جائز نہیں۔

جواب:

یہاں پر ایک ضمیر میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی تشریک مذکورہ حدیث کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے جس کے ذریعہ وہ فرشتوں کو شرف سے نوازنا چاہتا ہے۔ لہٰذا یہاں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز کسی نقص کا وہم پیدا نہیں ہوسکتا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اپنے اس ارشاد میں اپنی ذات کو اپنے ربّ تعالیٰ کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔

لایو من احد کم حتی یکون اللہ ورسولہ احبّ الیہ مماسواھما

(تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کے ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ محبوب نہ ہوں)

لیکن خطیب کا معاملہ دوسرا ہے خطیب کا منصب لغزشوں کے قابل ہے اس کا ایسی عبارت کے نطق سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے نقص اور اپنی کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول کو ایک ضمیر میں شاید اس لئے جمع کر رہا ہے کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ برابر ہے۔

بعض حضرات نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ آیت کریمہ میں ایک جملہ ہے اور ایک جملہ میں اسم مظہر کا لانا غیر مستحسن ہوتا ہے اور خطیب کے کلام میں مدح وذم کے دو جملے ہیں اس لئے وہاں اظہار مستحسن ہے۔

ایک جماعت نے یہ جواب دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب کو زجر فرمانے کا سبب یہ تھا کہ اس نے ''یَعْصِہِمَا'' میں وقف وسکتہ کیا تھا اس پر انہوں نے ابوداؤد کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

چوتھا فائدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا مقصد اور اس کا فائدہ

اس بارے میں علامہ الحلیمی نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقرب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی ادائیگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور کا حقدار ٹھہرایا ہے جن کا تذکرہ ہماری سابقہ گفتگو میں ہو چکا ہے اس لئے **اللّٰھم صل علیٰ محمد** کا مطلب ہوگا۔ اے اللہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں عظمت عطا فرما۔ مگر ان مذکورہ امور میں سے بعض کئی درجات پر مشتمل ہیں۔ پس امت میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کی دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قبول ہو جاتی ہے تو ممکن ہے کہ اس دعا کی وجہ سے ہر اس چیز میں اضافہ کیا جائے جس کو درجہ

اور رتبہ کا نام دیا گیا ہے اور ہمارا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللّٰھم صلّی علیٰ محمد عرض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجی جارہی ہے لیکن ہم آپ کی ذات تک کسی ایسی چیز کے پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت بلند ہو۔ اور آپ کی شان عظیم بن جائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے اختیار میں ہے۔ پس ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عطاء عظمت اور بلندی درجہ کی دعا اور آپ کے لئے عظمت و بلندی درجہ کی طلب ہے۔

صلوٰۃ بمعنی سلام:

علامہ حلیمی فرماتے ہیں۔ صلوٰۃ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سلام بھیجنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلامتی نازل ہے۔ یا آپ پر سلامتی نازل ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تمنا سوال ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ کا مطلب اللّٰھم اغفر لہٗ ہے۔

ردّ:

(مصنف فرماتے ہیں) علامہ حلیمی نے اپنے کلام کے آخری حصہ میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کو علماء نے رد کر دیا ہے۔ کیونکہ آئندہ مذکور ہونے والی احادیث صراحۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ اور سلام کے درمیان فرق بیان کر رہی ہیں اس لئے صلوٰۃ بمعنی سلام مراد لینا درست نہیں۔

ابن عبدالسلام کا موقف:

علامہ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ حلیمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہماری طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شفاعت کرنا نہیں۔ کیونکہ ہم جیسے گنہگار گار د خطا کار آپ جیسی

مقدس و معصوم ہستی کے حق میں شفاعت کرنے کے اہل نہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر اس شخص کو جزاء و بدلہ چکانے کا حکم فرمایا ہے جو ہمارے ساتھ احسان و اکرام سے پیش آئے اور اگر ہم اسے بدلہ و جزاء دینے سے قاصر رہیں تو پھر دعا کے ذریعہ ہی اس کے احسان کا بدلہ چکا دیں۔اور اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور آپ کی نوازشات کا بدلہ چکانے کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے خود ہی ہماری رہنمائی فرمادی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر صلوٰۃ بھیجیں تا کہ ہماری یہ صلوٰۃ آپ کے ہم پر احسانات اور آپ کی کرم نوازیوں کی جزاء بن جائے۔کیونکہ آپ کے احسانات سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں ہوسکتا۔

ایک جماعت کا موقف:

علماء کرام کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا فائدہ صلوٰۃ بھیجنے والے کیلئے ہے کیونکہ آپ کی ذات پر صلوٰۃ بھیجنا اس بات کی دلیل ہے کہ صلوٰۃ بھیجنے والے کا عقیدہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اس کی نیت خالص ہے اور اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت دائمی ہے اور آپ کی اطاعت میں مداومت پائی جاتی ہے اور اس مدم ترین وسیلہ کے ساتھ اس کا ادب و احترام بڑا واضح اور ظاہر ہے۔لہٰذا اس کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ کی تعظیم وتوقیر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم وتوقیر اجزاء ایمان میں سے سب سے بڑا جزء ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہنم سے نجات دلا کر دائمی نعمت یعنی جنت سے نواز کر ہم پر جو عظیم احسان فرمایا ہے اس کے مقابلے میں ہم پر آپ کا شکر بجالانا واجب ہے۔صلوٰۃ بھیجنے کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شکر ہم پر واجب ہے اس کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے۔

لہٰذا صلوٰۃ بھیجنے والا دعا کرنے والا ہے اور حقیقۃً اپنی ذات کو مکمل کرنے والا

ہے کیونکہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں ہم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا ذکر اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کا ذکر کرواتا ہے پس در حقیقت ذاکر اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

خلاصہ کلام:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا فائدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی ہے اور صلوٰۃ بھیجنے والے کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ تو یہ ہے کہ آپ کے حق میں زیادتی درجات کی طلب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کی کوئی انتہاء نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی کے قرب اور اللہ تعالیٰ کے کامل فضل واحسان میں ہمیشہ ارتقاء حاصل ہوتا رہتا ہے اور اس میں بھی کوئی حیرت کی بات نہیں کہ اُمت کی طرف سے درود وصلوٰۃ بھیجنے کے سبب آپ کے ترقیءِ درجات میں مزید اضافہ ہوتا رہے کیونکہ مراتب ودرجات کی کوئی حد اور کوئی انتہاء نہیں۔

صلوٰۃ بھیجنے والے کا فائدہ:

درود وصلوٰۃ بھیجنے والے کا فائدہ یہ ہے کہ اسے وہ تمام چیزیں حاصل ہوتی ہیں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے بعض حضرات نے صلوٰۃ کے فائدے کو صرف صلوٰۃ بھیجنے والے کے فائدے میں منحصر کیا ہے ان حضرات کا اس سے مقصد صلوٰۃ بھیجنے والے کو تنبیہہ کرنا اور اسے صلوٰۃ کے سبب حاصل ہونے والے کمال پر برانگیختہ کرنا ہے۔ اور ان کا اس سے ہرگز یہ مقصد نہیں کہ صلوٰۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہونے والے فائدہ سے خالی ہے اور جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ صلوٰۃ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا (جیسا کہ بعض لوگوں کے کلام سے اس کا اشارہ ملتا ہے) یہ حق سے بعید اور شاذ رائے اور نہایت کمزور نظریہ ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حدیث مشہور میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

ثم سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الوسیلة فانّھا لا تکون اِلّا لعبد وارجو أن أکون انا ذالك العبد فمن سأل لی الوسیلة حلت له شفاعتی یوم القیامة ۔

پھر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ وہ ایک خاص بندے کے لئے مخصوص ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ خاص بندہ میں ہوں گا جو میرے لئے وسیلہ طلب کرے گا قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر بحث کی ہے جسے عنقریب ہم بیان کریں گے۔ امام غزالی کی مذکورہ بحث نہایت ہی نفیس تحقیق پر مشتمل ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کی انہوں نے تصریح فرمائی ہے۔ ان کے کلام کے آخری حصہ پر غور کریں تو آپ پر حق وصواب واضح ہو جائے گا۔

ہمارے اس مذکورہ بیان کی تائید بعض ان حضرات کے قول سے بھی ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ بندہ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات کی برآری یا اپنے حبیب کی تعریف وثناء اور ان کے شرف میں زیادتی اور ان کے ذکر کی تشہیر اور ان کے مرتبہ کی بلندی کی دُعا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی بھی پسندیدہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو پسند فرماتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیزیں طلب کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبوب اشیاء کا سوال کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ اس طلب کو اپنی حاجات کی طلب پر ترجیح دے رہا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی پسندیدہ چیز کو ماسوی اللہ پر ترجیح دے رہا ہوتا ہے۔ عمل کی جزاء عمل کی جنس سے ہوا کرتی ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب کریم نے اُمت کا مرھون احسان بنا کر نہیں چھوڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے حق میں دعا کرنے کا حکم فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُمت کو صلوٰۃ کا عوض و بدلہ چکا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ (التوبہ:۱۰۳)

(ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے)

تنبیہ:

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نابالغ بچے کی میت کے لئے دعائے مغفرت کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ اس سے کسی گناہ کا صدور ہی نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں مگر اس کے باوجود ہمیں ان پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے۔ گویا وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ دعائے مغفرت وجودِ گناہ کو مستلزم نہیں بلکہ دعائے مغفرت کبھی درجاتِ قرب میں اضافے کے لئے کی جاتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دن و رات میں سو بار استغفار کرنا اس بات کی دلیل ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس جواب سے بعض اہل علم کے اس قول کا بھی ردّ ہو جاتا ہے۔ کہ نماز جنازہ کی دُعا میں اللّٰھم اغفر لصغیرنا و کبیرنا (اے اللہ ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کی مغفرت فرما)

میں چھوٹے بچے کی مغفرت طلب کرنے میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ طلب مغفرت کو بچے کے بلوغ اور اس کے ارتکاب گناہ پر معلّق کیا گیا ہو یعنی بلوغت کے بعد جو کچھ کرے گا اس کے لئے یہ دعائے مغفرت کی جاتی ہے یا یہاں پر دعا کرنے والا بچے کے والدین یا ان میں سے کسی ایک یا اس کے مربی کیلئے دعا کرتا ہے (وجہ ردّ یہ ہے کہ

دعائے مغفرت وجودِ گناہ کو مستلزم نہیں۔ معصوم کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے تاکہ اس کے درجات میں اضافہ ہو جائے۔ اس لئے مذکورہ جوابات کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں)

فائدہ:

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ بھیجنے کا کیا مطلب ہے؟ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشراً ۔

اللہ تعالیٰ طرف سے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب:

جو مجھ پر ایک بار صلوٰۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجے گا۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا کیا مطلب ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت سے صلوٰۃ کے مطالبے کا کیا مطلب ہے؟ کیا آپ اس سے خوش ہوتے ہیں یا یہ آپ کی طرف سے اُمت پر شفقت ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر صلوٰۃ بھیجنے والے پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب ان کو اپنے لطف وکرم اور اپنے احسانات وانعامات سے نوازنا ہے اور ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ میں فرشتوں کی طرف سے آپ کی ذات پر صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسی لطف وکرم کی طلب کیلئے سوال کرنا اور گڑگڑا کر دعا کرنا اور آپ کی ذات اقدس پر لطف وعنایات کی بارش برسائے جانے کی خواہش ورغبت رکھنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت سے صلوٰۃ کے مطالبہ کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت سے صلوٰۃ کا مطالبہ تین امور کے پیشِ نظر ہے۔

ا- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس سے اس کا فضل و احسان اور اس کی نعمت و رحمت طلب کرنے میں دعا بڑی مؤثر ہوتی ہے۔ خاص کر جماعتِ کثیر و جمِ غفیر اور اجتماع کبیر میں کی جانے والی دعائیں زیادہ پُر تاثیر ہوتی ہیں جیسا کہ عرفہ کے دن اور جمعۃ المبارک کے دن کی جانے والی دعائیں۔

کیونکہ جن چیزوں کا عنقریب وجود پذیر ہونا ممکن ہے مثلاً بارش کا برسنا اور وباء وغیرہ کا اٹھایا جانا۔ ایسی چیزوں کی طلب میں عزائم مجتمع اور مسائل ہو جائیں تو عالم اسفل کی تدبیر و تنظیم پر مامور و مسخر اور انسانوں کی نگرانی پر مقرر روحانی مخلوق کے واسطے سے جو فیضِ حق ممکن ہے اس کا بلا تاخیر فیضان ہو جاتا ہے۔

اجتماعی دعا کے زیادہ پُر تاثیر ہونے کی وجہ

عزائم کے مؤثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ارواحِ بشریہ اور روحانیاتِ عالیہ کے مابین مناسبت ذاتیہ پائی جاتی ہے کیونکہ انسانی ارواح ان جواہر (روحانیات عالیہ) کی ہم جنس ہیں۔ لیکن شہوات کی تیرگی کی وجہ سے ان پر میل کچیل چڑھ گئی ہے اور اس میل کچیل نے ان کی جواہر (روحانیات عالیہ) سے مجانست و مشابہت منقطع کر دی ہے۔ اسی لئے وہ قلوب جو مزکی و مجلّی اور طاہر و پاکیزہ ہوتے ہیں ان کے عزائم زیادہ سریع التاثیر ہوتے ہیں اور تضرع و زاری میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ تضرع و عاجزی کی حرارت قلوب سے بلا تاخیر شہوات و خواہشات نفسانیہ کی تیرگی کو پگھلا دیتی ہے یا اسے کمزور کر دیتی ہے اور اس کی شدت کو توڑ دیتی ہے۔ اسی لئے مجمع عام کی دعا بہت کم ردّ ہوتی ہے کیونکہ مجمع عام قلوب طاہرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ قلوب طاہرہ کے اجتماع کی مدد

سے دُعا کی تاثیر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ساعت جمعۃ میں دعا کی مقبولیت کی وجہ

جمعۃ المبارک کے دن میں ایک مبہم وقت ہے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے اس میں مصفّی و منقّی قلوب ایک ایسے مبہم وقت میں مجتمع ہوتے ہیں جس کے بارے میں یہ علم نہیں ہوسکتا کہ وہ کب آئے گا لیکن عام طور پر جمعہ کا دن اس مبارک وقت سے خالی نہیں ہوتا اور یہ وہی وقت ہے جس میں بلند ہونے والے عزائم کی مقبولیت ہوتی ہے اور جمعہ کے دن بلند ہونے والے عزائم زیادہ تر اسباب جامعہ کے وقت مجتمع ہوتے ہیں۔ مثلاً آغازِ خطبہ اور نماز کی ابتداء کا وقت اسباب جامعہ کے وقت کا دعا کی مقبولیت کا وقت ہونا زیادہ مناسب اور اولیٰ ہے اگر چہ تعیین وقت کے متعلق عدم جزم و یقین زیادہ مناسب ہے۔ اسی لئے سحری کے اوقات میں صفاءِ قلوب کی وجہ سے عزائم کے بلند ہونے اور دعا کی مقبولیت کی توقع و امید کی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حوضِ کوثر، شفاعت وغیرہ دیگر مقامات محمودہ جن کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ وہ ایسی غیر محدود فضیلتیں ہیں جن میں زیادتی کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور جب یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ دعائیں فضیلتوں کے حصول میں مؤثر ہوتی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاؤں کے ساتھ استمداد ان مذکورہ فضیلتوں اور نوازشوں میں زیادتی کی طلب ہوگی۔

۲- اور دوسرا امر کہ جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلوٰۃ کا مطالبہ پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کی طرف سے بھیجے جانے والی صلوٰۃ سے فرحت و راحت ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

انی اُباھی بکم الامم

''میں قیامت کے روز تمہاری وجہ سے فخر کا اظہار کروں گا''

جس طرح ایک عالم دین اور معلّم کو اپنی زندگی میں اپنے تلامذہ کی کثرتِ تعداد

اور کثرتِ مدح و تعریف اور ان کی ثابت قدمی اور اپنے معلّم و مُربی کے حق میں دعا کے سبب فرحت و راحت ملتی ہے۔ کیونکہ ان کی یہ دعا اس بات پر دلالت کر رہی ہوتی ہے کہ اس معلّم کے یہ شاگرد رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہیں اور استاذ نے ان کی جو رہنمائی اور تربیت کی تھی وہ واقعی کمال درجہ کی پُر تاثیر تھی اور اسی پر تاثیر تربیت و رہنمائی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اس کے یہ تلامذہ اپنے استاذ، اپنے مُربی اور اپنے محسن کے ساتھ کمال درجہ کی محبت و عقیدت سے پیش آ رہے ہیں اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنے امتیوں کی دعا و صلوٰۃ سے خوش ہوتے ہیں اور انہیں راحت ملتی ہے ظاہری حواس خمسہ کے سقوط کے باوجود دعا اور صلوٰۃ سے راحت پانا کوئی بعید از عقل بات نہیں کیونکہ ادراک حواس خمسہ میں محصور نہیں۔ بلکہ دل کے نہاں خانے میں ایک دروازہ عالم ملکوت کی طرف کھلتا ہے۔ جسے دنیاوی مشاغل اور شہوات نفسانی بند کر دیتے ہیں بسا اوقات مشاغل دُنیویہ اور خواہشات نفسانیہ کو مٹانے والی توبہ و ندامت اس دروازہ کو اس طرح کھول دیتی ہے کہ وہ دروازہ انسان کو غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کے سبب انسان مردوں کے حالات پر بھی مطلع ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اس بات تک کی بھی معرفت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے ساتھ کیسے پیش آ رہا ہے۔ وہ مبتلاءِ عذاب ہیں یا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اس کی رحمت کے سائے تلے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

مردوں کے احوال کی معرفت ممکن ہے:

ہمارے لئے اس تاریک عالم میں مُستغرق ہونے کے باوجود مردوں کے احوال کی معرفت ممکن ہے تو عالمِ قدس و صفاء اور دارِ حیات میں موجود موتی (وفات یافتگان) کو ہمارے احوال کی معرفت کیونکر ممکن نہ ہوگی۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سویا ہوا انسان مردوں کے حالات پر مطلع ہو جاتا ہے اور مردے زندہ لوگوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ اگر اس کا تذکرہ کیا جائے تو بات طویل ہوئے جائے گی لیکن اس کی اصل اور اس کی دلیل یہ ہے کہ

مردوں کے احوال پر مطلع ہونے کی دلیل:

موجوداتِ روحانیات میں ایک ایسا روحانی موجود ہے جو ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے یا مستقبل میں جو کچھ ظہور پذیر ہوگا ان تمام امور جزئیہ کو اپنے اندر اس طرح جمع کرتا ہے کہ وہ سب اس کی ذات میں منقش ہو جاتے ہیں لیکن یہ انتقاش اس طرح کا نہیں ہوتا کہ حسِ ظاہری اس کا ادراک کر سکے۔ بلکہ قاری کے دماغ میں جس طرح قرآن کریم کا انتقاش ہوتا ہے اسی طرح ان امور کا اس میں انتقاش ہوتا ہے اور اسی انتقاش کو لوحِ محفوظ یا کتاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوئے ہوئے انسان کے دل میں نیند کے سبب اس لوحِ محفوظ کے مطالعہ کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے تو اس پر مستقبل میں رونما ہونے والے امور اور مردوں کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں اس انکشاف کا سبب دل میں پیدا ہونے والی استعداد ان اور کے ساتھ دل کی وہ مناسبت ہے جس پر بشری قوت کے ذریعے واقفیت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

۳- تیسرا امر جس کی وجہ سے اُمت سے صلوٰۃ کا مطالبہ ہوتا ہے وہ اُمت پر اظہارِ شفقت و مہربانی ہے۔ کہ اُمت کو ایسی چیز پر آمادہ کیا جا رہا ہے جو اس کے حق میں نیکی اور اس کے لئے عبادت و قربت کا درجہ رکھتی ہے۔ بلکہ صلوٰۃ ایک نیکی نہیں بلکہ کئی عبادات و قربات کا مجموعہ ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱- درود و صلوٰۃ بھیجنے میں ایمان باللہ کی تجدید ہے۔

۲- اور ایمان بالرسول کی تجدید ہے۔

۳- درود و صلوٰۃ بھیجنے میں تعظیم نبی پر ایمان کی تجدید ہے۔

۴- صلوٰۃ میں نبی کے حق میں طلب کرامات کی اِلتفات اور اس کا عزم ہے۔

۵- صلوٰۃ بھیجنے میں ایمان بالآخرت کی تجدید ہے اور صلوٰۃ بھیجنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فضائل و کرامات پر تجدید ایمان ہے۔

۶- صلوٰۃ بھیجنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا ذکر ہے اور صالحین

کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

۷۔صلوٰۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جاتی ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

۸۔صلوٰۃ میں آل نبی سے اظہارِ مودّت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے سوائے مودّت قربیٰ کے کسی اجر کا مطالبہ نہیں فرمایا۔

۹۔صلوٰۃ عاجزی وتضرع بھری دعا پر مشتمل ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے۔

۱۰۔درود و صلوٰۃ بھیجنے میں اس بات کا اعتراف ہے کہ تمام امور کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم قدر و منزلت والے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل اور اس کی مدد کے محتاج ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ اگر مسیح بن مریم علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ اور تمام انبیاء کرام اور زمین میں بسنے والی تمام مخلوق کو بالفرض ہلاک اور ان کو اپنے فضل سے محروم کرنا چاہتا تو کوئی بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی چیز کا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہ رکھتا۔

لہٰذا یہ مذکورہ دس نیکیاں ان نیکیوں کے علاوہ ہیں جن کے بارے میں شریعت کا فرمان وارد ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کی جزاء ملے گی اور ایک بُرائی کی سزا ایک ہی ملے گی۔

نیکی کی جزاء میں کئی گنا اضافے کا راز:

نیکی کی جزاء میں کئی گنا اضافے میں یہ راز بھی ہے کہ انسانی روح اپنی طبع کے اعتبار سے عالمِ علوی کی طرف میلان اور اشتیاق رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ اسی عالم سے جدا ہوئی ہے اور عالمِ جسمانی کی طرف اس کا نزول اس کی طبیعت کے لئے غیر مانوس اور اجنبی ہے۔ برائی انسانی روح کو اس کی طبیعت کے برخلاف عالم علوی کی طرف ارتقاء

سے روکتی ہے اور نیکی اس کی طبیعت کے موافق اس کے ارتقاء کا باعث بنتی ہے غور کیجئے کہ جو قوت پتھر کو بلندی کی طرف ایک گز کی مقدار حرکت دے سکتی ہے وہی قوت پتھر کو پستی کی طرف حرکت دینے کے لئے استعمال کی جائے تو دس گز یا اس سے بھی زیادہ مقدار تک حرکت دے گی۔ پس اسی لئے نیکی پر جزاء دس گنا سے لے کر سات سو گنا اور سات سو سے لے کر بے شمار اجر دیا جائے گا۔ یہ وہی نیکی ہے جس کی مؤثریت کے مقابلے میں کوئی مدافعت نہیں پائی جاتی یہ اس پتھر کی مانند ہے جسے کسی پہاڑ کی چوٹی سے گرایا جائے اور اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے والی کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس کا سقوط کسی خاص حساب کی مقدار کا پابند نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ غایت وانتہاء تک پہنچ جائے گا۔ واللہ اعلم

پانچواں فائدہ: آیت کریمہ میں پائے جانیوالے بلاغت کے اسرار و رموز:

اس آیت مبارکہ میں جملہ اسمیہ استعمال ہوا ہے جو دوام واستمرار کا فائدہ دیتا ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے درود بھیجنے کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہے۔ یہ بلند و بالا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اگرچہ اصل صلوٰۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کے لئے ثابت ہے۔ جس پر حدیثِ تشہد دلالت کرتی ہے حدیث تشہد اس شخص کا رد بھی کرتی ہے جس کا خیال ہے کہ اس کے علم کے مطابق قرآن اور غیر قرآن میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ ثابت نہیں جملہ اسمیہ کے استعمال سے مومنوں کی کامل وواضح رہنمائی فرمائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی پیروی کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں مداومت اختیار کریں۔

جس طرح جملے کے اسمیہ ہونے کے اعتبار سے تجدد کا افادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ سے عدول کی حکمت استہزاء کا استمرار اور وقتاً فوقتاً اس

کے تجدد کا مقصد ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے مشرف بسجدہ ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرف بصلوٰۃ ہونے میں فرق:

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا شرف حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنانے کے شرف سے زیادہ کامل اور زیادہ جامع ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے کا حکم صرف فرشتوں کے ساتھ خاص تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ بھیجنے میں اللہ تعالیٰ بذات خود فرشتوں کے ساتھ شریک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہونے والا شرف فرشتوں کے ساتھ مختص شرف سے کئی گناہ زیادہ بلند اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ نیز فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم بطور تادیب تھا۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کو صلوٰۃ بھیجنے کا حکم بطور تعظیم وتوقیر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ ایک ہی بار ہوا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔ مگر صلوٰۃ بھیجنے کا سلسلہ قیامت تک بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہے گا۔ نیز فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے ملا تھا کہ حضرت آدم کی پیشانی مبارک میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ اقدس چمک رہا تھا۔ جیسا کہ امام رازی نے بیان فرمایا ہے۔

لفظ صلوٰۃ کو علیٰ کے ساتھ متعدی بنانے کی حکمت:

لفظ صلوٰۃ کو یہاں پر ''علیٰ'' کے ساتھ متعدی بنایا گیا ہے حالانکہ لغت کے اعتبار سے لفظِ صلوٰۃ کو خیر کے لئے حرفِ لام کے ساتھ اور شر کیلئے حرفِ علیٰ کے ساتھ متعدی بنایا جاتا ہے۔ یہاں پر اس کو علیٰ کے ساتھ متعدی بنانے میں یہ حکمت ہے۔ یہ انزال کے معنی کو متضمن ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے یا اے اللہ ان پر رحمت نازل فرما۔ یا لفظ صلوٰۃ یہاں پر انعطاف (شفقت) کے معنیٰ کو متضمن ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نچھاور کرتا ہے۔ یا اے اللہ ان پر تو اپنی رحمت نچھاور فرما

دوسرے معنیٰ کو ترجیح دی گئی کیونکہ صلوٰۃ وعطف کے درمیان مناسبت پائی جاتی ہے برخلاف صلوٰۃ وانزال کے کہ ان کے درمیان مناسبت کا فقدان ہے۔

تنبیہ:

امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ حدیث جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ ۔ میں صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے نبی کریم پر بھیجے جانے والی صلوٰۃ ہے اور قیامت تک اُمت کو اس بارے میں دیا جانے والا حکم مراد ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر صلوٰۃ بھیجنے کا قطعی حکم دیا اور فرشتوں کی طرف سے بھی صلوٰۃ بھیجا جانا قطعی طور پر ثابت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں یقین حاصل ہو گیا اور آپ نے اس پر کامل اعتماد کرلیا تو اس کی وجہ سے آپ کی مبارک آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی کامل رحمتوں اور نوازشوں کی قطعیت کے سبب صلوٰۃ میں ٹھنڈک اور تروتازگی مل گئی۔ اس حدیث پاک میں جعلت کے ساتھ تعبیر فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ شرف آپ کو عطا فرمایا گیا ہے۔ آپ بذاتِ خود اس کے مدعی نہیں۔ یا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث الذات اس کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ نہ اس پر آپ اتراتے ہیں اور نہ اس سے اعراض فرماتے ہیں۔ جس طرح کہ دنیا کی وہ چیزیں آپ کی محبوب بنائی گئی ہیں جن میں آپ محفوظ تھے۔ اسی طرح یہاں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اس چیز کو بنایا گیا جس کے ساتھ آپ کو عظمت بخشی گئی ہے۔ تاکہ آپ دین و دنیا دونوں میں محفوظ مامون اور بارگاہ رب العزت میں منظور و مقبول رہیں۔

لفظِ نبی کی تحقیق:

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد کی بجائے نبی کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے یہ اس غالب استعمال اسلوبؓ کے برعکس ہے جو انبیاء کرام کے تذکرہ میں اختیار فرمایا گیا ہے۔ یعنی عام طور پر انبیاء کرام کا تذکرہ ان کے اسماء مبارکہ

کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں پر اس کے برعکس اسلوب اختیار فرمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص عظمت ورفعت اور علوّ مرتبہ کا اظہار مقصود ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ذکر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لقب کے ساتھ ذکر فرمایا۔ ارشاد فرمایا

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ (۶۸:۳)

(بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے حقدار وہ لوگ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی)

اور لفظ نبی پر الْ ''داخل کر کے اس کی تاکید فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وصف نبوت کے ساتھ متصف ومعروف ہونے کے حقدار اور اس صفت میں تمام انبیاء کرام پر مقدم ہیں۔ کیونکہ ''ال'' کا استعمال غلبہ کے لئے ہوتا ہے لفظ نبی ہمزہ کے ساتھ نبأٌ سے ماخوذ ہے اس کا معنیٰ خبر دینا ہے اور لفظِ نبی فَعِیْلٌ کے وزن پر فاعلٌ یا مفعول کے معنیٰ میں ہوگا کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی خبر دیتا ہے یا اللہ کی طرف سے نبی کو خبر دی جاتی ہے۔ اور اگر لفظ نبی ہمزہ کے بغیر ہو تو نُبُوَّۃٌ سے ماخوذ ہوگا اور نَبْوَۃٌ بلند جگہ کو کہا جاتا ہے۔ علامہ زمخشری اور ان کے متبعین کے نزدیک اس کا معنیٰ رفعت ہے لیکن صاحب قاموس المجد اللغوی کی تحقیق اس کے برعکس ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق اس کا معنیٰ مکانِ مرتفع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کے ہاں مقام رفیع کے مالک ہیں اس لئے آپ کو نبی سے موسوم فرمایا گیا۔

لفظِ نبی کو قرأت سبع میں دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ حضرت امام القراء نافع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں سوائے دو مقاموں کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ دو مقام یہ ہیں۔

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ۔(الاحزاب:۵۰)

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ ۔ (الاحزاب:۵۳)

لیکن امام النحو علامہ سیبویہ رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ہمزہ والی قرأت قلتِ استعمال کی وجہ سے غیر اولٰی ہے خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے غیر اولٰی نہیں ۔کیونکہ ہمزہ والی قرأت بھی موافقِ قیاس ہے۔امامِ سیبویہ کے اس قول کی تائید وہ حدیثِ پاک بھی کرتی ہے جس میں ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر یا نبی اللہ پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لست بنبی اللہ ولکن نبی اللّٰہ۔ میں نبی اللہ نہیں بلکہ نبی اللہ ہوں مستدرک للحاکم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا لایغیر اسمی ''میرا نام نہ بگاڑا جائے۔کیونکہ اس میں خلافِ مراد کا ابہام ہوسکتا ہے۔یہ عربوں کے قول نَبَأْتُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰی اَرْضٍ (میں ایک سرزمیں سے دوسری سرزمین کی طرف نکلا سے ماخوذ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پکارنے میں خلافِ مراد یہ وہم پیدا ہوسکتا تھا کہ اے مکہ سے مدینہ کی طرف نکالے جانے والے۔ (اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں لفظ نبی کو ہمزہ کے ساتھ استعمال کرنے سے منع فرمادیا) اس کی تائید دوسری روایت میں موجود الفاظ بھی کررہے ہیں جب اعرابی نے اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اصل بات سمجھانے کے لئے فرمایا۔

''اِنَّا مَعْشَرُ قُرَیْشٍ لَانَنْبِیَا'' ہم تو گروہِ قریش ہیں ہمیں نہیں نکالا جاسکتا ہے) علامہ زمخشری کہتے ہیں نہی فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ لفظ نبی ہمزہ کے بغیر ہو تو رفعت وبلندی کو مُستلزم ہوتا ہے اور ہمزہ کے ساتھ رفعت وبلندی کو مُستلزم نہیں ہوتا کیونکہ ہر بلند رفیع المرتبہ نہیں ہوا کرتا۔لیکن مصنف فرماتے ہیں نہی کا پہلا سبب جو بیان کیا گیا ہے وہ زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔

رسول اور نبی میں فرق:

رسول اور نبی میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے نبی کی تعریف ہے: وہ ذات

جس کی طرف شریعت کی وحی ہو لیکن اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا جائے۔ نبی کی اس تعریف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور حضرت مریم خارج ہو جائیں گی کیونکہ ان پر مطلق وحی کا نزول ہوا ہے۔ شریعت کی وحی ان پر نازل نہیں ہوئی۔ مطلق وحی کا نزول جس پر ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔ نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس پر شریعت کی وحی کا نزول ہو۔ لیکن اس کی تبلیغ کا حکم نہ ملے اگر شریعت کی وحی کے ساتھ اس کی تبلیغ کا حکم بھی ملے تو وہ رسول بھی ہوتا ہے۔ خواہ اس کے پاس کوئی آسمانی کتاب موجود ہو یا سابقہ شریعتوں کے بعض احکام کا نسخ موجود ہو یا نہ کتاب ہو اور نہ سابقہ شریعتوں کا نسخ جیسا کہ حضرت یوشع علیہ السلام ان کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ ان کی طرف شریعت کی وحی کے ساتھ اس کی تبلیغ کا حکم ملا لیکن ان کے پاس نہ تو کوئی کتاب تھی اور نہ ہی سابقہ شریعتوں کے کسی حکم کو نسخ کرنے کا اختیار تھا۔

رسالت نبوۃ سے افضل ہے:

ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختار ہے کہ رسول کی نبوت اس کی رسالت سے افضل ہے۔ کیونکہ نبوت کی دونوں جہتوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے کہ نبی اللہ تعالیٰ کی ان صفات جلالی اور نعوتِ کمال کی خبر دیتا ہے جن کا وہ مستحق ہے۔

پس نبوت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف اور اس کے حقوق وآداب کے ساتھ ہے۔ لیکن رسالت کا یہ مرتبہ نہیں کیونکہ رسالت میں بندوں کو احکام پہنچانا ہے۔ رسالت ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہے اور دوسری طرف بندوں سے متعلق ہے جس کی دونوں جہتوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے بلاشبہ اس کو افضل ہونا چاہیے۔ نیز نبوت رسالت سے مقدم ہے اور تقدم اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) نبوت ورسالت کے درمیان افضلیت کے بارے میں جمہور علماء اسلام کا نظریہ ابن عبدالسلام کے نظریہ کے برعکس ہے اور ابن عبدالسلام کے نظریہ کو اس بناء پر رد کر دیا گیا ہے۔ کہ رسالت نبوت کی دونوں جہتوں کو شامل ہے۔

کیونکہ نبوت رسالت کے تحت اس طرح مندرج ہے جس طرح اخص اعم کے تحت مندرج ہوتا ہے۔ لہٰذا رسالت وصفِ رسالت کے اضافی شرف بمع نبوت پر شامل ہوتی ہے اور اگر رسالت و نبوت کے مابین تغایر فرض کیا جائے تو تب بھی رسالت کا نبوت سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وصف رسالت میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی معرفت اور پہچان کروائی جاتی لیکن نبوت اس بات سے قاصر ہوتی ہے لہٰذا ہر صورت میں رسالت کا نبوت سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور نبوت رسالت پر وسیلہ ہونے کی بنیاد پر مقدم ہے یہ اس کی افضلیت کی بجائے مفضُولیت کی دلیل ہے۔

لفظ ملائکہ میں اضافت کی حکمت:

آیت کریمہ میں الملائکة کی بجائے مَلَائِکَتُهٗ اضافت کے ساتھ استعمال فرمانے میں فرشتوں کے عظیم المرتبت ہونے اور اہل شرف و کرامت ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرمائی ہے اور یہ اضافت تشریفی ہے اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو بھی مُستلزم ہے کہ فرشتے عظیم المرتبت ہیں ان کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے اور عظیم سے صادر ہونے والی چیز بھی عظیم ہوا کرتی ہے۔

فرشتوں کی کثرت:

آیت کریمہ میں فرشتوں کی کثرت پر تنبیہ کے علاوہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ فرشتوں کی یہ کثیر تعداد کہ جس کی انتہاء کا احاطہ ادراک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں وہ تسلسل کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتی رہتی ہے اور ان کے ہر فرد کی طرف سے آپ کی ذات اقدس پر صلوٰۃ کا ہر لمحہ و ہر ساعت تجدد ہوتا رہتا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہاء بلیغ ترین تعظیم، غایت درجہ کی جامع و کامل ترین

تکریم، عمدہ و پاکیزہ ترین توقیر اور بے حد عزت افزائی ہے۔ فرشتوں کی کثرت کے متعلق احادیث میں اتنا کچھ وارد ہے کہ عقل حیران اور احصار ناممکن ہے۔ ان میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں طبرانی کی حدیث میں ہے۔

”ان لکلّ آدمی عشرة منهم موکلون به لیلاً و عشرة نهاراً“

ہر آدمی پر دس فرشتے رات کو اور دس دن کو متعین ہوتے ہیں دوسری حدیث جس کو طبری نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں ہے۔

انّ اللّٰه جزّء الخلق عشرة اجزاء فجعل الملائكة تسعة اجزاء وجزء سائر الخلق: الحدیث

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس جزء بنائے ہیں نو اجزاء فرشتے ہیں اور ایک جزء باقی تمام مخلوق ہے۔

حدیث معراج کو جس کی صحت پر اتفاق ہے اس میں ہے

ان البیت المعمور یصلی فیه کل یوم سبعون الف ملك اذا خرجوا لَمْ یعودوا الیه آخر ماعلیهم ۔

بیت معمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے صلاۃ پڑھتے ہیں جب ایک دفعہ وہ چلے جاتے ہیں پھر کبھی واپس نہیں آتے۔

سُنن ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے

اطت السّماء وحق لها ان تئط مافیها موضع اربع اصابع الاو علیه ملك واضع جبهته ساجداً

آسمان چرچراتا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے کیونکہ کوئی چار انگلیوں کی مقدار جگہ ایسی نہیں جہاں فرشتہ سربسجود نہ ہو۔

طبرانی اور طبری کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

مافی السمٰوٰت السبع موضع قدم ولاشبر ولا کف الّا وفیه

ملك قائم اوراكع او ساجد"

ساتوں آسمانوں میں قدم، بالشت اور ہتھیلی کی مقدار جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ قیام یا رکوع یا سجود میں نہ ہو۔

ابن المبارک، اسماعیل قاضی، ابن بشکوال، بیہقی اور دارمی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ

اِنّہ مامن یوم ولیلة الاینزل عندالفجر سبعون الفاً یحفون بقبرہ ویصلون علیہ الی اللّیل ثم ینزل سبعون الفاً الی الفجر وھکذا حتی یقوم من قبرہ فی سبعین الفاً یزفونہ' وفی لفظ یوقرونہ'

ہر دن ورات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کو ڈھانپ لیتے ہیں اور رات کے داخل ہونے تک آپ پر درود پڑھتے ہیں اور پھر رات کے داخل ہونے کے وقت ستر ہزار رشتے نازل ہوتے ہیں جو فجر تک درود پڑھتے رہتے ہیں۔ یوں یہ سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے درمیان اٹھیں گے اور وہ آپ پر پر پھیلائے ہوئے ہوں گے ایک روایت میں یوقرونہ کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ آپ کی تعظیم کر رہے ہوں گے۔

یہ وہ خصوصیت ہے جس کے ساتھ تمام انبیاء ومرسلین میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاص فرمایا کہ فرشتوں کی طرف سے آپ پر درود بھیجنے کا سلسلہ پے در پے دائمی طور پر جاری ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اس میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

اس سے اس بات کا بھی یقین ہونا چاہئے کہ امت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے جانے والا درود کثیر کے مقابلے میں قلیل ہے۔

الّذین امنوا فرمانے کی حکمت:

آیت کریمہ میں النّاس کی بجائے الّذین اٰمنوا کے الفاظ اختیار فرمائے گئے ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ الناس کا لفظ کافروں کو بھی شامل ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پڑھنا تمام وسائل سے عظیم ترین اور نافع ترین وسیلہ ہے اور کافر کسی وسیلہ کے لائق نہیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی وسیلہ ہے۔ اس لئے ایسا لفظ اختیار نہیں کیا گیا جو کافر کو شامل ہے۔

سوال:

شافعی مسلک میں صحیح قول کے مطابق کفار مخاطب بالفروع ہیں

جواب:

کفار کا مخاطب بالفروع ہونا فقط آخرت میں فروع کے سبب ان کو عذاب دیئے جانے کی نسبت ہے۔

نیز کفار ان فروعات اسلامیہ کے مُکلّف ہیں جہاں پر اجماع ہے جیسا کہ میں نے ''شرح الارشاد'' وغیرہ میں بیان کیا ہے۔

اسی لئے ان کے مخاطب بالفروع ہونے سے ان کے مقبوضہ فاسدہ معاملات اور فاسد نکاح اور شراب نوشی پر ان کو حد نہ لگنا وغیرہ کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف رسول ہیں؟

علامہ الحلیمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے درود کی آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کے صلوٰۃ کی خبر پہلے دی اور اس کے بعد مومنوں کو درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں مومنوں کو اس بات کی تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی شریعت کی پابندی سے آزاد ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ تو مومنین اس بات کے زیادہ حقدار اور ان کے لئے زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں کیونکہ وہ آپ کی شریعت کے پابند اور اس کے مکلف ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) علامہ الحلیمی کا یہ خیال کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔ یہ ان کی اس رائے پر مبنی ہے جس میں معتزلہ کا ان سے اتفاق ہے کہ فرشتے انبیاء کرام سے مطلقاً افضل ہیں۔ لیکن محققین اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انسانوں میں سے خواص یعنی انبیاء کرام فرشتوں سے مطلقاً افضل ہیں اور انسانوں میں سے عوام یعنی صلحاء جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور فرشتوں میں سے خواص جیسا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام عام انسانوں سے افضل ہیں۔

البتہ علماء کی ایک جماعت الحلیمی کی اس بات سے متفق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث نہیں فرمائے گئے ہیں۔ ان علماء میں امام فخر الدین رازی بھی شامل ہیں بلکہ اس پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے اور امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ حالانکہ واقعتاً ایسا نہیں جس کا ان دونوں کو گمان ہے۔ کیونکہ اس بارے میں قطعاً کوئی اجماع نہیں نیز امام رازی کے کلام میں اجماع امت کی کوئی تصریح نہیں کیونکہ ان کی عبارت ہے۔ اجمعنا (ہم نے اجماع کیا) یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے جو دو مخالفوں کے اجماع پر بھی بولا جا سکتا ہے۔

محققین علماء کا مختار یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول ہیں اس پر مسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً ۔

مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔

علامہ البارزی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن وانس، اور ملائکہ حتیٰ کہ جمادات وحیوانات کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جمادات وحیوانات میں ادراک پیدا فرمایا حتیٰ کہ وہ آپ پر ایمان لے آئے آپ کو ان کی طرف رسول بنانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ عظیم اور آپ کی اضافی خصوصیت سے مخلوق کو آگاہ کرنا مقصود تھا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس بارے میں اجماع ہے کہ ساری نوعِ انسانی میں افضل ذات ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ کا اپنا ارشادِ گرامی ہے: انا سیّد ولد آدم ولا فخر ۔ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں لیکن اس پر مجھے کوئی فخر نہیں۔

علماء کرام کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ بشر اور فرشتے میں سے کون افضل ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ آپ بالاجماع سب سے افضل ہیں۔ اور بشر جن سے بالاتفاق افضل ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) امام رازی کے کلام میں جس استثناء کا ذکر ہے۔ علامہ زمخشری کا کلام اس کے مخالف ہے۔ کیونکہ زمخشری معتزلی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے کی افضلیت کا نظریہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی تفسیر کشاف میں سورۃ التکویر کے آخر میں اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے۔

افضلیت کے دلائل:

حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر جس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اس میں وجہ استدلال یہ ہے کہ جب حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ اولادِ آدم میں ایسی ہستیاں بھی ہیں جو بالاتفاق حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں اور اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی دلالت کر رہا ہے۔

آدم ومن دونہ تحت لوائی ۔

قیامت کے روز حضرت آدم اور ان کے علاوہ سارے انبیاء کرام میرے پرچم تلے جمع ہوں گے۔

بعض اہل علم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کی ایک دوسری وجہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اوصاف شرف میں سے کسی خاص اور معین شرف کے ساتھ مشہور انبیاء کرام کا تذکرہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کی اقتدا کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہے۔

"فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ" (الانعام۔٩٠) ''تو تم انہیں کی راہ چلو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس امر کا امتثال اور اس کی اطاعت کا نہ پایا جانا محال ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امتثالِ امر سے انبیاء کرام میں متفرق طور پر پائیں جانے والی تمام صفاتِ کمال آپ کی ذات اقدس میں جمع ہو گئیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء کرام سے افضل ہونا اس آیت کریمہ کی نص سے ثابت ہو گیا۔

فرشتے اور بشر کے درمیان افضلیت کے مسئلہ سے متعلق میں نے کچھ تلمیحات اربعین نووی کی شرح کی ابتداء میں بیان کی ہیں۔

فرشتوں کے افضل ہونے کی دلیل:

بعض حضرات نے فرشتے کی افضلیت کا استدلال درود شریف والی آیت کریمہ سے کیا ہے ان کا خیال ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے پہلے کیا ہے اور ذکر میں تقدیم افضلیت میں تقدیم کی مقتضی ہے۔

مذکورہ دلیل کا رد:

(مصنف فرماتے ہیں ان لوگوں کا خیال درست نہیں اس کے درست نہ ہونے پر درج ذیل دلائل ہیں)

۱- واو عاطفہ مفید ترتیب نہیں ہوا کرتی نیز تقدیم ذکری، تقدیم افضلیت پر نص نہیں ہوا کرتی بلکہ ظاہر ہوا کرتی ہے اور اگر اس کے خلاف کوئی دلیل موجود ہو تو پھر ظاہر بھی نہیں رہتی۔ یہاں پر تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء اکرام کی فرشتوں پر افضلیت کے متعلق ایک دلیل کی بجائے کئی دلائل موجود ہیں۔

۲-قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک جماعت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ ۔(الانعام۔۸۶)

(ان سب کو ہم نے عالمین پر فضیلت دی، فرشتے عالمین میں داخل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ" (البینہ۔۷)

اور یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

الْبَرِيَّةِ سے مراد مخلوق ہے اور فرشتے مخلوق میں سے ہیں۔ اور اگلی آیت میں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ○(البینہ۔۸)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔

خیر البریۃ میں فرشتے داخل نہیں اس پر اگلی آیت کریمہ کا یہ جملہ قرینہ ہے

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ (البینۃ۔۹)

"ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشگی والی جنتیں ہیں"

کیونکہ فرشتوں کو جزاء نہیں دی جائے گی بلکہ ان میں سے بعض فرشتے اہل جنت کے خدام ہوں گے اور کچھ جہنم پر اپنے فرائض انجام دینے پر مامور ہوں گے اور کچھ ان کے علاوہ ہوں گے اور "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" شرعاً مخصوص البعض

ہے۔ان سے مراد وہ انسان ہیں جو ایمان سے مشرف ہو چکے ہیں۔

اسی لئے فرشتے عرفِ استعمال کی وجہ سے ان میں داخل نہیں جیسا کہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ط

(الجاثیۃ ۔۱۳)

اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لئے تابع کر دیا ہے۔

یہ آیت کریمہ فرشتوں کو شامل ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متبوع بالذات مقصود ہوتا ہے اور باقی بالعرض۔پس انسان متبوع اور مسخرلہٗ ہے۔

لہٰذا وہ بالذات مقصود ہوگا۔

۳۔اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر حجت قائم کرنے کے لئے انبیاء کرام کو مختص فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء اکرام دیگر ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام انسانوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ان کے لئے سجدہ کروایا جس کی وجہ سے آپ مسجودلہٗ اور فرشتے ساجد بن گئے مسجودلہٗ ساجد سے افضل ہوا کرتا ہے۔

۴۔ بشر کے ذمہ کچھ ایسی اطاعات لازم ہیں جو فرشتوں پر نہیں مثلاً جہاد،غزوہ، خواہش نفس کی مخالفت، الامر بالمعروف نہی عن المنکر اور آفات وبلیات مصائب وآلام پر صبر وغیرہ۔جس سے بشر کا فرشتوں سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۵۔بشر کی اطاعتیں فرشتوں کی اطاعتوں سے زیادہ کامل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایسی اطاعتوں کا مکلف بنایا ہے۔جن کی بجا آوری میں رکاوٹ ڈالنے والے اسباب خود انسان کے ساتھ قائم ہیں یا ان سے خارج میں موجود ہیں اور اس میں

کوئی شبہ نہیں کہ کسی شئی کو مشقت کے ساتھ انجام دینا اور کسی کام کو رکاوٹ کے باوجود کر گزرنا عدم رکاوٹ کی حالت میں کر گزرنے سے زیادہ کامل اطاعت اور زیادہ کامل یقین ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ عدم رکاوٹ کی حالت میں کسی قسم کے امتحان و آزمائش سے نہیں گزرنا پڑتا۔

فرشتوں کی افضلیت کی ایک اور دلیل:

فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ان کی طرف سے درود بھیجنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف بخشنے کے مترادف ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فرشتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر افضلیت حاصل ہے۔

مذکورہ دلیل کا ردّ:

یہ دلیل باطل ہے کیونکہ مومنوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ بلکہ بسا اوقات یہ اس کے برعکس دلیل بن جاتی ہے کہ فرشتوں کا درود بھیجنا ان کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کا سبب ہے اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں پر افضلیت کی صریح دلیل ہے۔

علماء کی ایک جماعت کا استدلال:

علماء کی ایک کثیر تعداد نے فرشتوں کی انبیاء کرام علیہم السلام پر افضلیت کا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے کیا ہے:

"وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" (غافر۔۷)

فرشتوں کا دوسروں کے لئے مغفرت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے لئے مغفرت طلب کرنے سے بے نیاز و مستغنی ہیں ورنہ پہلے اپنے لئے مغفرت طلب کرتے اور بعد میں مسلمانوں کیلئے کرتے کیونکہ حدیث پاک میں ہے۔

"وَابْدَءْ بِنَفْسِكَ" (یہ نیک کام کا آغاز اپنی ذات سے کر) اور انبیاء کرام

استغفار کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِذَنْبِكَ (غافر:۵۵)

رد:

فرشتوں کا اپنی ذات کے لئے مغفرت کا طلب نہ کرنا ان کے استغفار سے مستغنی و بے نیاز ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ یہ تو خبر ہے کہ فرشتوں نے اپنے لئے استغفار نہیں کیا اور عدم استغفار کی خبر عدم وقوع پر دلالت نہیں کرتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ فرشتے اپنی ذات کے لئے استغفار نہیں کرتے ہیں تو اس میں احتمال ہے کہ وہ ایثار کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں کی طلب مغفرت میں مشغول ہوتے ہوں اور وہ اعلیٰ مرتبہ دوسروں تک نفع رسانی کا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متعدی نفع عموماً قاصر نفع سے افضل ہوتا ہے فرشتوں کا دوسروں کے لئے دعا متعدی نفع ہے اور اپنی ذات کیلئے نفعِ قاصر ہے۔

نیز فرشتوں کا اپنی ذات کے لئے استغفار نہ کرنا اپنی معصومیت اور بے نیازی کی وجہ سے نہیں دیکھئے کہ انبیاء کرام معصوم ہونے کے باوجود انہیں اپنی ذات کے لئے استغفار کا حکم ہے کیونکہ استغفار گناہوں کو مستلزم نہیں ہوا کرتا بلکہ بسا اوقات ان کے حق میں درجات قرب میں ترقی کا باعث ہوا کرتا ہے۔

قرآن کریم کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ۔(غافر:۵۵)

میں ذنب سے مراد بعض اوقات اجتہاد کی وجہ سے صادر ہونے والے خلاف اولیٰ وخلاف افضل افعال ہیں جن کے تدارک کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے تا کہ آپ کی ان درجاتِ کمال اور نہایاتِ عظمت وجلال تک رسائی ہو سکے جن تک آپ کے سوا کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں۔ اس مذکورہ استدلال کے جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرشتوں کا انسانوں کے لئے استغفار کرنا ان کا انسانوں سے معذرت طلب کرنے کے مترادف ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت بطور طعن کہا تھا۔

اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَ یَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ (البقرہ:۳۰)

ترجمہ: ایسے شخص کو کیوں پیدا فرماتا ہے جو زمین میں فساد پیدا کرے گا اور خون بہائے گا اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔

فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں جو فرض کر رکھا تھا حضرت آدم کی ذات سے اس کے برعکس اظہار ہوا۔ خاص کر آپ کو ان پر خلافتِ کبریٰ کا امتیاز ملا اور تمام اسماء اور ان کے مسمیات پر محیطِ علم سے آپ کو نوازا گیا۔ ان مراتب کا تقاضا تھا کہ فرشتے آپ کی اطاعت کریں اور آپ کی شاگردی اختیار کریں اور آپ کی اتباع کریں۔ حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو علوم کی اس قدر تعلیم دی کہ ان کو حیرت زدہ کر دیا اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں چھوٹے ہونے کا شعور بخشا بالآخر انہیں حضرت آدم کے لئے سربسجود ہونے کا حکم ملا یہ سب چیزیں حضرت آدم کی فرشتوں پر افضلیت اور امتیازیت کے شواہد ہیں۔

امام خلاّف کا نظریہ:

امام خلاّف صرف آسمانی فرشتوں کا انبیاء کرام پر افضلیت کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ جو علماء فرشتوں کی افضلیت کے قائل ہیں ان کے ظاہر کلام میں آسمانی اور غیر آسمانی فرشتوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں البتہ ابن عبدالسلام کہتے ہیں اختلاف کا محل انبیاء کرام کی ارواح اور فرشتوں کے درمیان افضلیت ہے۔ فرشتوں کے اَجساد کی تخلیق نور سے ہے اس لئے وہ افضل ہیں ابن المُنیَّر کا قول بھی ان کا مؤید ہے وہ کہتے ہیں اہل سنت کا مذہب ہے کہ رسول باعتبار اپنی رسالت کے فرشتے سے افضل ہے اور اگر بشریت محض اپنی بشریت کی وجہ سے افضل ہوتی تو پھر معاذ اللہ ہر بشر فرشتوں سے افضل ہوتا ابن المنیر کے اس مذکورہ کلام کا مضمون تو یہ ہے کہ صرف رسول کو فرشتوں پر افضلیت حاصل ہے اور اس میں نبی داخل نہیں۔ حالانکہ ان کی مراد یہ نہیں بلکہ ان کی مراد یہ بتانا

ہے کہ رسول اور نبی دونوں کو فرشتوں پر افضلیت حاصل ہے۔

شیخ عزالدین کا نظریہ:

شیخ عزالدین فرماتے ہیں اہل تفضیل کا کوئی لاابالی اور جری شخص ہی حالات کے توہم کی بناء پر انبیاء کرام پر فرشتوں کو فضلیت دے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اعرف کے قلیل اعمال عارف کے کثیر اعمال سے بہتر ہوتے ہیں۔ نیز وہ فرماتے ہیں کسی کو بھی اس وقت تک یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی ایک کو دوسرے پر فضلیت دے یا کسی کو دوسرے کے مساوی قرار دے جب تک وہ تفضیل ومساوات کے تمام اوصاف کی واقفیت حاصل نہ کرے۔

انبیاء کرام اور فرشتوں کے درمیان افضلیت سے متعلق چند دیگر اقوال:

اس مسئلے سے متعلق چند دیگر اقوال بھی ہیں:

۱۔ معتزلہ کا مذہب ہے کہ ملائکہ مطلقاً افضل ہیں اس بارے میں اہل سنت کے چند ائمہ بھی ان سے متفق ہیں جیسا کہ علامہ باقلانی، استاذ ابواسحاق، امام ابوعبداللہ حاکم، علاّمہ حلیمی اور علاّمہ ابوشامہ وغیرہ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

۲۔ امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ شعب الایمان میں مفاضلت کی احادیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ دونوں جانب کوئی نہ کوئی دلیل اور کوئی نہ کوئی وجہ موجود ہے۔ اس بارے میں معاملہ بڑا سہل ہے اس بحث سے سوائے اس کے کوئی فائدہ نہیں کہ نفس الامر کے مطابق شیء کی معرفت حاصل ہو جائے۔

(مصنف فرماتے ہیں کہ) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس بارے میں اعتقاد واجب نہیں لیکن علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے وجوبِ اعتقاد کا پتا چلتا ہے۔ صاحب التعریف کا قول امام بیہقی کے قول

کا مؤید ہے۔ وہ فرماتے ہیں تفاضل سے سکوت ہی علماء کا مذہب ہے وہ فرماتے ہیں فضیلت اسی کو حاصل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت سے نوازا ہے۔ فضیلت کا تعلق کسی جوہر یا عمل سے نہیں۔ اور ان علماء کے نزدیک مذکورہ دونوں امروں میں سے کسی کو دوسرے پر نہ خبر کی بناء پر اور نہ ہی قیاس کی بناء پر ترجیح حاصل ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے حکم کی معرفت کا مکلف بنایا ہے ہم اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ فضیلت اسی کو حاصل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت سے نوازا ہے۔

امام ابوالمظفر الاسفرائینی کا قول:

امام ابوالمظفر الاسفرائینی فرماتے ہیں علماء کا اتفاق ہے کہ معصیت کار مومنوں کا درجہ انبیاء کرام اور فرشتوں سے پست ہے۔ مگر اس بارے میں اختلاف ہے کہ اطاعت گزار مومنوں اور فرشتوں میں سے کون افضل ہے۔ ابن یونس مختصر الاصول میں دونوں قولوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اطاعت گزار مومن فرشتوں سے افضل ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس بارے میں قابل اعتماد اختلاف وہی ہے جس کی تفصیل ہم محققین اہل سنت کے اقوال کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔

آیت کریمہ میں مومنوں کو حرف یا سے نداء کی حکمت:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حرف یا سے نداء دی ہے اس میں یہ بتانا مقصود ہے مومنوں میں سے قریب غافل کو بعید کے قائم مقام رکھ کر اس سے کلام فرمایا گیا ہے۔

سوال:

بندہ اپنے رب کو ''یا اللہ'' کہہ کر نداء دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہاں اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

جواب:

یہاں پر بندہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اپنی سابقہ فروگزاشتوں اور کوتاہیوں کی بناء پر مقام قرب سے بعید خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو حقیر سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حرف یا سے ندا کر رہا ہوتا ہے۔

اَیُّھَا کی تحقیق:

اییّ حرف وصیلہ ہے جو نداء کو اس اسم تک پہنچاتا ہے جس پر اَلْ داخل ہے۔ اَیُّ کے تابع اسم ہمیشہ اس کی صفت ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ بذات خود اپنے اندر کوئی استقلال نہیں رکھتا۔

ایی میں ابہام کے بعد توضیح کی طرف انتقال پایا جاتا ہے اور یہ ایک طرح کی تاکید ہے۔ کیونکہ ابہام کے بعد اس کی تشریح و توضیح کا اسلوب اوقع فی النفس ہوا کرتا ہے۔ اییّ اور ایــــیّ کے درمیان ھاء تنبیہ کے ذریعہ فصل پیدا کر دیا گیا ہے۔ ھاء تنبیہ حرف نداء کی تقویت اور اس کے معنیٰ کی تاکید کا باعث بھی ہے اور ایی جس اضافت کا مستحق ہے اس کا عوض بھی ہے۔

نداء کے لیے اس صیغے کو مستقلاً استعمال کرنے کا سبب تاکید کی وہ مختلف وجوہ ہیں جو اِس کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال کثرت کے ساتھ ہوا ہے۔ جس چیز کی بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے بندوں کو نداء دی ہے وہ تمام امور عظام اور خطوب جسام (باعثِ مُشقت معاملات) ہیں۔ مثلاً امر، نہی، وعد یا وعید وغیرہ چونکہ بندے ان امور و معاملات سے غافل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی طرف بندوں کا میلان اور ان کی توجہ بعید ہوتی ہے۔ اس لیے حال اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کو نداء دینے کے لیے ایسا بلیغ ترین اسلوب اختیار کیا جائے جو انہیں اطاعت پر آمادہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس صیغے کے تحت داخل ہونے کی بحث:

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مطلقاً داخل نہیں۔ لیکن یہ قول شاذ ہے۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مطلقاً داخل ہیں۔ یہی صحیح ترین قول ہے۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صیغے کے تحت داخل نہیں جس کے ساتھ آپ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں داخل ہیں۔

مثلاً قُلْ ایھا الناس وغیرہ میں داخل نہیں۔

4- بعض حضرات نے دُرود کے امر پر مشتمل آیت کریمہ میں آپ کے داخل ہونے کے بارے میں قرینہ سیاق کی وجہ سے توقف فرمایا ہے۔ کیونکہ ماقبل ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الایۃ (الاحزاب:53)

اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل نہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان حضرات کا یہ قول محلِ نظر ہے کیونکہ اس آیت کریمہ کا ماقبل صراحۃً بتا رہا ہے کہ یہ حکم مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن درود کے امر پر مشتمل آیت کریمہ میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جو اختصاص پر دلالت کرتا ہو۔ حالانکہ امر کا آپ کی ذات پاک کو شامل ہونا صحیح ہے (جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آ رہی ہے)

کیونکہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ذات پر درود پڑھنا اسی طرح واجب ہے جس طرح دوسروں پر واجب ہے۔

اس صیغے کے عورتوں کو شامل ہونے کے متعلق بھی علماء کا اختلاف ہے جمہور علماء اصول کا موقف ہے کہ اس طرح کے صیغے میں عورتیں داخل نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی تصریح فرمائی ہے دیگر علماء کرام نے اس قول کو بعید قرار دیا ہے کہ اس سے تو خواتین کا مردوں کے ساتھ اس کے حکم میں شریک نہ ہونا لازم آتا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ان لوگوں کا یہ قول درست نہیں کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ

خواتین مردوں کے ساتھ حکم میں شریک نہیں لیکن حکم میں ان کی مشارکت کسی امر خارجی مثلاً اجماع یا قیاس جلی سے مستفاد ہے کیونکہ ان کے درمیان ذکورت وانوثت کے سوا کوئی چیز فرق کرنے والی نہیں اور جس حکم کی ہم بحث کر رہے ہیں۔ اس میں ذکورت وانوثت کی کوئی اہمیت نہیں بخلاف جہاد وغیرہ کے احکام کے۔

چھٹا فائدہ: صلوٰۃ کے حکم کا مقتضیٰ:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''صلوا علیہ'' سے، یہ مستفید ہوتا ہے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بارے میں علماء کے دس اختلافی اقوال ہیں۔

1- مستحب:

ایک قول کے مطابق درود پڑھنا مستحب ہے ابن جریر کے خیال کے مطابق اس پر اجماع ہے۔ لیکن یہ قول مردود ہے۔ اس قول کو زندگی میں ایک مرتبہ سے زائد درود پڑھنے پر محمول کرنا متعین ہے۔ جیسا کہ مفسر شہیر علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ پوری زندگی میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

2- واجب فی الجملہ:

درود شریف پڑھنا فی الجملہ بغیر کسی حصر کے واجب ہے لیکن کم از کم مقدار جس سے وجوب ادا ہو جاتا ہے وہ ایک مرتبہ ہے۔ بعض مالکی علماء نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ ابن عبدالبر کے اس قول میں بھی ان کی کوئی دلیل نہیں بنتی وہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہر مومن پر فرض ہے۔

3- پوری زندگی میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے:

زندگی بھر میں جس طرح کلمہ توحید کا ایک بار پڑھنا واجب ہے اسی طرح پوری زندگی میں ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔

کیونکہ امر مطلق ہے اور مطلق امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔ اور ماہیت ایک بار پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ یہی جمہور اُمت کا قول ہے۔ ان میں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

4- تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے۔

5- محل کی تعیین کے بغیر نماز میں درود پڑھنا واجب ہے۔

6- نماز کی افتتاحی دعا میں باتعیین درود پڑھنا واجب ہے۔ یہ بعض علماء حنابلہ کا تفرد ہے۔

7- کسی تعداد کو معین کیے بغیر کثرت کے ساتھ درود پڑھنا واجب ہے۔

8- ہر مجلس میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے خواہ کئی مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا تکرار ہو جائے۔

9- ہر دعا میں درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

10- جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

علماء حنفیہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے جس میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ امام طحاوی کی عبارت درج ذیل ہے۔

انسان جب بھی کسی دوسرے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنے یا وہ بذات خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرے تو اس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

شافعیہ کی ایک جماعت کا بھی یہی موقف ہے جن میں ائمہ مجتہدین حلیمی، استاذ ابواسحاق الاسفرائینی۔ شیخ ابوحامد الاسفرائینی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

اور علماء مالکیہ کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔ جن میں علامہ طرطوشی، امام ابن العربی، اور علامہ فاکھانی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ اور بعض حنبلی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔

اعتراض:

اس مسلک پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ایسے قول پر مبنی ہے جسے اصول میں ضعیف

قرار دیا گیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ امر مطلق تکرار کا فائدہ دیتا ہے۔

جواب:

(مصنف اس کے جواب میں فرماتے ہیں) معترض نے جو سمجھا ہے وہ درست نہیں کیونکہ یہ مذکورہ قول ضعیف ہی پر مبنی نہیں بلکہ اس پر دوسرے بہت سارے دلائل قائم ہیں مثلاً وہ احادیث جس میں تارکِ درود کے خلاف رغم، ابعاد اور شقاء کی دعا وارد ہے اور اسے بخل، جفاء وغیرہ کے ساتھ متصف کرنا وغیرہ امور درود ہیں۔

ان امور کاؤ رود ترکِ درود پر وعید کا مقتضی ہے اور کسی عمل کے ترک پر وعید اس کے وجوب کی علامات میں سے ایک علامت ہوا کرتی ہے۔

اعتراضات:

اس قول پر بہت سارے علماء نے اعتراضات کیے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

1-اس قائل سے پہلے جو اجماع منعقد ہے وہ اس کے قول کے مخالف ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے یہ قول منقول نہیں۔

2-اس قول کو اس کے عموم پر باقی رکھا جائے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو سننے والا کسی دوسری عبادت کے لیے فارغ نہ رہے گا۔

3-اس قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی مجلس سے گزرنے والے قاری قرآن اور سامع اذان، مؤذن اور کلمہ شہادت پڑھنے والے پر درود شریف پڑھنا واجب ہوگا اس میں شریعت مطہرہ کے مقصود کے خلاف حرج عظیم ہے۔

4-اس قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کا جب بھی ذکر کیا جائے تو اس کی حمد و ثناء واجب ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

5- کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے یا رسول اللہ کہنے کے ساتھ صلی اللہ علیک بھی کہا ہو۔

6-وہ احادیث جن کو درود شریف پڑھنے کے وجوب پر محبت تسلیم کیا گیا ہے۔ان کا درود، درود شریف کی تاکید اور اس کی طلب میں بطور مبالغہ ہوا ہے اور ان کا درود اس شخص کے حق میں ہے جس نے ترکِ درود کو اپنی عادت بنایا ہے۔

جوابات:

ان تمام اعتراضات سے بچنا اور ان کا جواب دینا ممکن ہے۔ان سب کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں۔

1- قائلین وجوب ائمہ نقل ہیں۔ان کی جانب سے خرق اجماع کیسے ممکن ہے؟ان ائمہ پر اعتراض کے لئے اتنی بات کافی نہیں کہ کسی صحابی یا تابعی سے منقول نہیں۔ان کے قول کا ردّ تب ممکن تھا کہ اس میں عدمِ وجوب پر صریح اجماع منقول ہوتا۔اور صریح اجماع کہاں منقول ہے؟

2- دوسرا اعتراض اس لیے تسلیم نہیں کہ اس کے باوجود دوسری عبادات کے لیے فراغت ممکن ہے۔

3- قائلین وجوب اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس سے کوئی حرج عظیم پیدا نہیں ہوتا۔

4-ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی وجوب ثناء کی تصریح کی ہے۔

5- متعدد طرق کے ساتھ متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔وہ جب بھی یارسول اللہ عرض کرتے تو ساتھ ہی صلی اللہ علیک کہتے تھے۔

6- جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس پر احادیث کو محمول کرنا اس وقت درست ہوسکتا ہے جب اس کی سند بھی بیان کی جاتی حالانکہ انہوں نے اس کی کوئی سند اور دلیل بیان نہیں کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر بار تذکرہ کے وقت وجوبِ درود کے قائلین کی اکثریت کا نظریہ ہے کہ ایسی صورت میں ہر ہر فرد پر درود پڑھنا فرض عین ہے اور ان میں

سے بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ ایسی صورت میں درود شریف پڑھنا فرضِ عین کی بجائے فرض کفایہ ہے۔

کیا ایک ہی مجلس میں تکرار ذکر سے درود کا تکرار واجب ہوگا؟:

ایک ہی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے تکرار سے درود پاک کا تکرار واجب ہوگا یا نہیں؟ اس میں بھی علماء کرام کا اختلاف ہے۔ علماء حنفیہ میں سے بعض شراحِ ہدایہ فرماتے ہیں ایسی صورت میں صحیح قول کے مطابق ایک بار درود پاک پڑھنا کافی ہوگا علماء حنفیہ میں سے صاحب المجتبیٰ فرماتے ہیں ایک ہی مجلس میں تکرار ذکر سے تکرارِ درود واجب ہوگا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ضمن میں تکرار ہے تو درود شریف کا تکرار واجب نہ ہوگا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق:

(مصنف فرماتے ہیں) صاحب المجتبیٰ اور دیگر جن علماء نے دونوں تکراروں کے درمیان جو فرق بیان کیا ہے وہ محلِ نظر ہے۔ البتہ بایں طور فرق ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق مسامحت وتوسُع پر مبنی ہوتے ہیں اور بندوں کے حقوق جہاں تک ممکن ہو سکے تضییق ومشاحت (تنگی) پر مبنی ہوتے ہیں۔

دسواں قول:

درود شریف نماز کے آخری قعدے میں تشہد اور سلامِ تحلل کے درمیان واجب ہے حتیٰ کہ اس مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی واجب ہے۔ یہی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے جن لوگوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف عدمِ وجوب کا قول منسوب کیا ہے انہوں نے بڑی تعجب انگیز بات کی ہے۔

اس بارے میں صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد فقہاء امصار کی ایک جماعت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ متفق ہے۔

صحابہ کرام کے اقوال:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن مسعود، حضرت ابو مسعود بدری اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے اقوال منقول ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

یَتَشَھَّدُ الرجل فی الصلوٰۃ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یدعوا لنفسہ

آدمی نماز میں تشہد پڑھے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر اپنے لیے دعا مانگے۔

اور انہیں سے منقول ہے

لا صلوٰۃ لمن لم یصل فیھا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس شخص کی نماز کامل نہیں جس نے نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا۔

ابو مسعود بدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

لا تکون صلوٰۃ الا بقرآۃ وتشھد وصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاِن نسیت من ذالک شیئاً فاسجد سجدتین بعد السلام

نماز کا وجود قرأت، تشہد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے پر موقوف ہے۔ پس تم ان میں سے کوئی چیز بھول جاؤ تو سلام کے بعد دو سجدے کرلو۔

اقوال تابعین:

تابعین میں سے حضرت شعبی، حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رحمہما اللہ تعالیٰ شامل

ہیں۔

حضرت شعبی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

كنّا نعلّم التّشهدَ فاذا قال وان محمداً عبدهٗ ورسوله يحمد ربّه ويثني عليه ثم يصّلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسئل حاجتهٗ

ہمیں تشہد سکھایا جاتا تھا۔ پس نمازی جب ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ کہہ چکے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر اپنی حاجت برآری کا سوال کرے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے

من لم يصل على النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد فليعد صلوته اوقال لاتجزى صلوته

جس شخص نے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ پر درود نہیں پڑھا اسے چاہیے کہ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ یا یہ فرمایا کہ اس کی نماز کفایت نہ کرے گی۔

امام بیہقی نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے اور اس کی دارقطنی، محمد بن کعب قرظی، مقاتل اور ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ نے تعویب فرمائی ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

میں نے صحابہ کرام میں سے کسی صحابی کی طرف سے تشہد میں درود کے عدم وجوب کی تصریح نہیں دیکھی سوائے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے۔ اس قول سے بھی پتا چلتا ہے کہ ابراہیم نخعی کے علاوہ دیگر تمام اہل علم اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

فقہاء کرام کے اقوال:

فقہاء امصار میں سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے دو روایتیں ہیں۔

ظاہر یہی ہے کہ وجوب کی روایت آخری روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

میں اس بارے میں ڈرتا رہتا تھا کہ اس کے بعد میں نے تحقیق کی تو مجھ پر واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے صاحب المغنی فرماتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنے پہلے قول سے اس مذکورہ قول کی طرف رجوع فرمالیا تھا۔

حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دونوں روایتوں میں سے آخری روایت میں فرماتے ہیں۔

اگر نمازی عمداً تشہد میں درود ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر سہواً ترک کردے تو امید ہے کہ اس کی نماز کفایت کر جائے گی یعنی نماز صحیح ادا ہونے کی امید ہے۔

یہی قول علماء مالکیہ کے ہاں بھی ملتا ہے۔ مالکیہ میں سے ابن العربی کا مختار یہ قول ہے اور یہ قول ان علماء کرام کے قول کو بھی مُستلزم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود شریف پڑھنے کے وجوب کے قائل ہیں۔ کیونکہ تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

علماء حنفیہ میں سے صاحبِ محیط، صاحبِ تحفہ، صاحبِ غنیۃ اور صاحبِ مفید نے اسی قول کی تصریح فرمائی ہے۔

لیکن تشہد کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی وجہ سے درود کا واجب ہونا اس بات کو مُستلزم نہیں کہ وہ نماز کی صحت کے لیے شرط بھی ہو (جیسا کہ امام شافعی قائل ہیں) لیکن اس سے ان لوگوں کا رد ضرور ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں وجوب درود کے قول میں حضرت امام شافعی تنہا ہیں اور ان کا یہ قول شاذ ہے۔

تشہد اور سلام تحلل کے درمیان نماز کے آخر میں درود شریف کے وجوب پر دلائل:

تشہد اور سلامِ تحلل کے درمیان نماز کے آخر میں درود شریف کے وجوب پر متعدد

دلائل ہیں۔اس مقام پر ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1۔ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا

یارسول اللہ!

اما السلام عليك فقد عرفناه فكيف نصلي عليك اذا نحن صلينا في صلوتنا صلى الله عليك؟

آپ کی ذات اقدس پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن ہم اپنی نماز میں آپ پر درود کیسے پڑھیں؟

اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ بھیجے۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائی اور پھر فرمایا

اذا انتم صلّيتُم فقولوا

جب تم نماز ادا کرو تو کہو

اللهم صل على محمد النبي الامي وعلى آله الخ

اس حدیث کو کئی جماعتوں نے روایت کیا ہے۔امام ترمذی امام ابن خزیمہ اور امام حاکم رحمھم اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

امام دارقطنی فرماتے ہیں اس کی سند حسن متصل ہے اور امام بیہقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔اگرچہ اس کی سند میں ابن اسحاق ہے لیکن اس نے اپنی روایت میں تحدیث کی صراحت کی ہے۔لہٰذا اس کی حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح مقبول ہے جیسا کہ امام حاکم نے اسے ذکر کیا ہے۔

مذکورہ حدیث میں صحابی رضی اللہ عنہ کے قول ''اذا نحن صلينا في صلوتنا'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک۔اذا انتم صليتم فقولوا اللهم صل على محمد الخ پر غور کیجیے۔

اعتراض:

اس دلیل میں نزاع کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔اس حدیث سے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر مذکورہ الفاظ کی ادائیگی کا واجب ہونا مستفید ہوتا ہے۔ کہ وہ درود پڑھے تو ان الفاظ کے ساتھ پڑھے۔لیکن ایجاب درود پر دلالت نہیں پائی جاتی۔اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایجاب درود پر دلالت پائی جاتی ہے تو تب بھی اس محل مخصوص یعنی محلِ تشہد پر دلالت نہیں پائی جاتی۔

جواب:

اس اعتراض کو اس لیے مردود قرار دیا گیا ہے کہ آئندہ آنے والی احادیث وجوب اور محلِ وجوب دونوں پر دلالت کررہی ہیں۔جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذا صلیت فقعدت فاحمداللہ بِمَا ھُوَ اَھلہ ثم صلّ علی ثم ادعۂ۔

یعنی جب تم نماز ادا کرو تو قعدہ کرو اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو جس کا وہ اہل ہے اور پھر مجھ پر درود پڑھو اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حدیث میں محل مخصوص (تشہد) پر دلالت نہیں پائی جاتی ہے تو اس کے علاوہ عنقریب آنے والی حدیث میں دلالت موجود ہے۔

بلکہ اس مقام پر ایک اور دلیل بھی ہے جس کا تذکرہ امام بیہقی نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

درود شریف کے امر پر مشتمل آیت کریمہ کے نزول سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تشہد میں سلام کی کیفیت سکھا دی تھی اور تشہد نماز میں داخل ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے صلوٰۃ کی کیفیت پوچھی تو آپ نے انہیں صلوٰۃ کی کیفیت سکھائی۔پس یہ اس چیز پر دلالت کررہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

پڑھنا جس تشہد میں واجب ہے وہ تشہد اس تشہد سے فارغ ہونے کے بعد ہے جس کی تعلیم آپ نے صحابہ کرام کو پہلے دی تھی۔ پس نماز سے باہر درود کے وجوب کا احتمال بعید ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے کہا ہے۔

اعتراض:

ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں درود کے حکم کا نماز کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔

جواب:

اس اعتراض کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ حدیث میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں لیکن اس کی طرف اشارہ ضرور ہے جیسا کہ ثابت ہے۔

اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ اس حدیث میں اس پر کوئی دلالت نہیں تو دوسری احادیث میں اس پر دلالت ثابت ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں البتہ اس حدیث سے آل پر درود بھیجنے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا اس کی مفصل بحث آئندہ آئے گی۔

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا تشهد احدكم في الصلوٰة فليقل اللهم صل علىٰ محمد وعلىٰ آلِ محمد

جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد پڑھ چکے تو وہ یہ کہے

اللهم صلِ علىٰ محمد وعلىٰ آلِ محمد

اس حدیث کو علماء کی ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے۔

اعتراض:

جن علماء نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے انہیں واہم قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس حدیث

کی سند میں ایک مجہول راوی ایک مبہم راوی سے روایت کر رہا ہے اور اس کی ایک دوسری سند بھی ہے لیکن اس میں بھی ایک ضعیف راوی ہے اور اسی کی ایک اور سند بھی ہے مگر اس میں ایک مختلط راوی ہے لیکن ثقہ ہے۔

جواب: اس حدیث کو متعدد طرق کی وجہ سے حسن قرار دیا جا سکتا ہے اور محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک حدیث حسن، صحیح حدیث کی مترادف ہوتی ہے۔ اس مذکورہ جواب اور ان محدثین کے اصول سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جنہوں نے اس حدیث کے مصححین کو واہم قرار دیا ہے۔

3۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ

انـه كـان يقول في الصلوٰة اللهم صلي عليٰ محمد وعليٰ آلِ محمد الخ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ کہا کرتے تھے۔ اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اعتراض:

اس دلیل کے بارے میں اس زعم کا اظہار کیا گیا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کے قول فی الصلوٰۃ میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد درود پڑھنے کی کیفیت ہو۔ کیونکہ اکثر طرق سے پتا چلتا ہے کہ یہاں سوال درود کی کیفیت سے متعلق تھا نہ کہ اس کے محل سے متعلق۔

رد:

اس زعم کو اس بنیاد پر رد کر دیا گیا ہے کہ اس احتمال بعید کا یہاں کوئی اثر ثابت نہیں ہوتا۔ نیز اس حدیث سے قبل اور بعد والی حدیثیں اس احتمال کو باطل کرتی ہیں کہ ان

دونوں حدیثوں میں صلوٰۃ بمعنی ذات الارکان یعنی نماز کی تصریح موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں درود پڑھا کرتے تھے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ کی اقتداء کرتے ہوئے نماز میں درود پڑھیں اور صحیح حدیث میں آپ کا ارشاد ہے۔

صلّوا کما رائمونی اصلی

تم نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اور یہ طے شدہ اصول ہے کہ آپ کے فعل کی مثل امت پر واجب ہے الاّ یہ کہ کسی دلیل سے کسی فعل کی آپ کے ساتھ خصوصیت ثابت ہو جائے۔

4۔ حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنی نماز میں دعا کر رہا تھا۔ لیکن اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے جلد بازی کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یا کسی دوسرے سے فرمایا۔

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیُبْدَاْ بتحمید ربہ و الثناء علیہ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یدعوا بعد بماشآء

جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے رب کی حمد وثناء سے آغاز کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور اسی حدیث کو امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان اور امام حاکم رحمھم اللہ تعالیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم دونوں کی شرط کے مطابق ہے۔ اس میں

مجھے کوئی علت نہیں ملی۔ترمذی کی ایک روایت میں ہے:

ثم لیصل علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم لیدع بعد ماشاء

پھر اسے چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

ترمذی کی ایک دوسری روایت بھی ہے اور طبرانی وابن بشکوال کی روایت بھی ہے۔ دونوں کے راوی ثقات ہیں سوائے رشدین بن سعد کے لیکن رقائق میں اس کی حدیث بھی مقبول ہے۔

اور وہ روایت یہ ہے۔

بینما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قاعد اذ دخل رجل مصلّی فقال اللھم اغفرلی وارحمنی ۔ فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم عجلت ایھا المصلی اذا صلیت فقعدت فاحمد اللّٰہ بما ھو اھلہ ثم صلی علی ثم ادعہ ثم صلی رجل آخر آخر بعد ذالك فحمد اللّٰہ وصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایھا المصلی ادع تجب وفی روایۃ سل تعطہ

رسول اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔اسی اثناء میں ایک شخص اچانک داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی۔اور کہنے لگا اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تو نے جلد بازی کی جب تو نماز ادا کرے تو قعدہ کر اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد کر اور پھر مجھ پر درود پڑھ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ۔اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

نمازی! دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی اور ایک روایت میں ہے: مانگ تجھے عطا فرمایا جائے گا۔

ان مذکورہ احادیث صحیحہ میں حضرت امام شافعی کے مذہب یعنی درود کے وجوب اور اس کے محل کے تعین پر ظاہر بلکہ صریح دلالت پائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر احادیث بھی موجود ہیں اگرچہ وہ انفرادی طور پر حجت نہیں بنتی ہیں لیکن سابقہ احادیث کے ساتھ مل کر تقویت کا موجب ہیں۔ مثلاً وہ حدیث جس میں ہے کہ

كان صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد ''التحيات لله'' الخ

ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد سکھاتے ہوئے فرماتے تھے۔ التحيات لله ......الخ

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔

اس حدیث میں ایک ضعیف راوی ہے۔

حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔

يا بريده اذا حسبت فى صلوتك فلا تتركن الصلوٰة علىّ

اے بریدہ! جب تم اپنی نماز میں بیٹھو تو مجھ پر درود پڑھنا ترک نہ کرنا۔

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

اور حدیث ہے۔

لاصلوٰة الا بطهور والا بالصلوٰة علىّ

نماز بغیر طہارت اور بغیر مجھ پر درود پڑھے نہیں ہو سکتی۔

اس کی سند میں ایک راوی ضعیف اور ایک متروک ہے۔

حدیث پاک ہے۔

لا صلوٰة لمن لم يُصَلِّ على نبيه صلى الله عليه وسلم .

اس شخص کی نماز کامل نہیں جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا۔

اس حدیث میں ایک غیر قوی راوی ہے۔ لیکن اس کی ایک دوسری سند بھی ہے جسے علاّمہ مجدالشیر ازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح قرار دیا ہے۔

مگر اس پر تنقید اس بناء پر کی گئی ہے کہ یہ حدیث پہلی سند کے ساتھ ہی معروف ہے۔

ایک اور حدیث ہے۔

من صلّى صلوٰة لم يصلّ فيها علىّ وعلىٰ اهل بيتى لم تقبل منه

جس نے کوئی نماز ادا کی اور اس میں مجھ پر اور میری اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔

اس حدیث کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔

اس مذکورہ تفصیل سے تمہیں بخوبی علم ہو گیا ہو گا کہ نماز میں درود کے وجوب کے نظریہ میں حضرت امام شافعی منفرد نہیں بلکہ اس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت اور تابعین کا ایک گروہ اور ان کے بعد کے علماء، محدثین اور فقہاء کرام کی ایک کثیر تعداد حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے متفق نظر آتی ہے اور اس کے علاوہ احادیث صحیحہ کی ایک بڑی تعداد بھی نماز میں درود کے وجوب کی تصریح کر رہی ہیں اسی سے ابن جریر، ابن منذر، خطابی اور طحاوی کے اُس قول کا بطلان بھی واضح ہوا۔ جس میں ان حضرات نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ملامت کرتے ہوئے کہا تھا کہ سلف میں کوئی بھی اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے متفق نہیں اور نہ ہی اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سنت کا اتباع کیا ہے۔

اور اسی سے تم پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ملامت اور شذوذ کے زیادہ لائق یہ لوگ ہیں کہ

جنہوں نے اس بارے میں تساہل وغفلت سے کام لیا اور بے انصافی کا مظاہرہ کیا ہے۔

بعض اہل علم کا تساہل:

اس بارے میں جو حضرات شذوذ وتساہل کے مرتکب ہوئے ہیں ان میں ابن بطال مالکی بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں جس نے نماز میں درود کو واجب قرار دیا ہے۔ اس نے آثار اور سلف کے طریقہ کو ردّ کر دیا ہے اور خلف جس پر متفق ہیں اور امت نے اپنے نبی سے جس چیز کو روایت کیا ہے۔ اُسے وجوب کے قائل نے ردّ کر دیا ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے اور ان پر شذوذ کا الزام لگا کر تعصب وتساہل کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابن قیّم حنبلی کی تائید:

اسی لیے قاضی عیاض پر علماء کی ایک جماعت نے شدید تنقید کی ہے۔ ان علماء میں ابن قیم حنبلی بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں لوگوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بلاوجہ اور بے مقصد ملامت کی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول میں کون سی قباحت ہے؟ انہوں نے اس بارے میں نہ کسی نص کی اور نہ کسی اجماع کی مخالفت کی ہے اور نہ ہی کسی قیاس کی اور نہ کسی مصلحت راجحہ کی مخالفت کی ہے۔

بلکہ وجوب کا قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے محاسن میں سے ہے اور قاضی عیاض نے جس اجماع کو نقل کیا ہے اس کا سابقاً رد ہو چکا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار تشہد، ابن مسعود رضی اللہ عنہ والا تشہد ہے۔ ان کا یہ دعویٰ بھی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اختیارات سے عدمِ معرفت کی دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مختار تشہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والا تشہد ہے۔ انتہی

ابن صلاح کی طرف سے تائید:

ابن صلاح فرماتے ہیں جن لوگوں نے نماز میں درود کے وجوب کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد قرار دیا ہے حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر بالفرض ان کا تفرد ہوتا تو بھی ان کا تفرد ہی کافی تھا۔

اعتراض:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ حضرت فضالہ کی حدیث ان کے قول کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اگر درود واجب ہوتا تو تارکِ درود کو نماز کے اعادے کا حکم دیا جاتا جیسا کہ نماز میں کوتاہی کرنے والے کو اعادے کا حکم دیا گیا تھا۔

جواب:

یہ اعتراض اس لیے مردود ہے کہ اس نماز کے نفل ہونے کا احتمال ہے۔ اس لیے اعادے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور یہ احتمال ہے کہ نمازی نے یہ بات سنتے ہی بلا تاخیر حکم دینے سے پہلے ہی نماز کا اعادہ کر لیا ہو۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ نماز میں درود کے واجب ہونے کا حکم اس شخص کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد واقع ہوا ہو۔

اعتراض:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا

ثم لُيَتَخَيَّرُ من الدُّعاء مَاشَاءَ

اس کے بعد نمازی جو چاہے دعا کرے۔

اس حدیث میں درود کا ذکر نہیں۔ اگر نماز میں درود کو واجب تسلیم کیا جائے تو پھر وقتِ حاجت اور موقعِ ضرورت سے بیان کا موخر ہونا لازم آتا ہے۔

جواب:

اس اعتراض کو اس بناء پر ردّ کر دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ نماز میں درود کے وجوب کا حکم تشہد کی تعلیم کے بعد واقع ہوا ہو۔

اعتراض:

خطابی کہتے ہیں حضرت ابن مسعود کی حدیث کا آخری حصہ ہے۔

اذاقلت هذا ۔ ای التشهد ۔ فقد قضيت صلوتك

جب تم یہ یعنی تشہد پڑھ چکو تو تم نے اپنی نماز مکمل کر دی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درود کے بغیر بھی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔

اگر درود واجب ہوتا تو تشہد کے پڑھنے کے ساتھ نماز مکمل نہ ہوتی بلکہ درود پڑھنے کے بعد مکمل ہوتی۔

جواب:

یہ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ مدرج ہیں یعنی راوی نے اپنی طرف سے ان کا اضافہ کیا ہے اور اگر حدیث ہی کے الفاظ تسلیم کیے جائیں تو ان کو اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ نماز میں درود کی مشروعیت تشہد کی تعلیم کے بعد واقع ہوئی ہے۔

بعض حضرات کا جواب:

سابقہ اعتراض کہ حدیث فضالہ میں تارکِ درود کو نماز کے اعادے کا حکم نہیں دیا گیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں درود واجب نہیں۔ اس کا بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے جس شخص نے نماز میں درود ترک کیا تھا وہ اپنی بے خبری کی بناء پر نماز میں درود کے عدمِ وجوب کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اس لیے اس کو نماز کے اعادہ کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیونکہ نماز کے اعادے کا حکم اس نمازی پر نماز کے اعادے کے وجوب کا فائدہ اس وقت دیتا جب کہ اُس نے اعتقادِ وجوب کے باوجود ترک کیا ہوتا۔ لہٰذا اس حدیث میں وجوب

سے ناواقف کے مقبولِ عذر ہونے کی دلیل ہے۔ اسی لیے جہالت کو عذر تسلیم کرتے ہوئے نماز میں کوتاہی کرنے والے اس شخص کو نماز کے اعادے کا حکم نہیں دیا گیا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ وہ اس سے اچھی نماز ادا نہیں کرسکتا ہے۔

مصنف کا موقف:

(مصنف فرماتے ہیں) ان حضرات کا جواب محل نظر ہے۔ کیونکہ ہمارے ائمہ کرام کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہل کو عذر تسلیم کرنے کا محل کلامِ قلیل وغیرہ کی مثل وہ چیزیں ہیں جن سے نماز کی ماہیت کے اجزاء میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا۔ لیکن وہ چیزیں کہ جن سے ماہیت نماز کے اجزا میں خلل پیدا ہوتا ہے مثلاً نماز کے ارکان میں سے رکن کو ترک کرنا۔ تو اس قسم کی چیز سے بے خبری اور جہل کو مطلقاً عذر قبول نہ کیا جائے گا۔ خواہ جاہل کو قریب الاسلام ہونے کی اور دُور دراز دیہات میں پرورش پانے کی وجہ سے معذور قرار دیا گیا ہو یا نہ۔ فرق یہ ہے کہ ارکان اور ان کی مثل چیزوں کو سیکھنا ہر ایک پر واجب ہے۔ اس لیے ان سے بے خبری اور ناواقفیت کو عذر تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف دوسری چیزوں کے کہ ان میں ناواقفیت کو عذر تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رکن جیسے اعمال میں زیادہ تنگی ہوتی ہے جبکہ دیگر اعمال میں اتنی تنگی نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی ماہیئت کا وجود ان پر موقوف ہے۔ (اس پر خوب غور کیجئے کہ یہ اہم بات ہے)

بعض علماء کی طرف سے وجوبِ درُود کی دلیل اور اس کا ردّ:

بعض علماء کرام نے نماز میں درود کے وجوب کی دلیل دی ہے کہ درود اجماعاً واجب ہے اور نماز سے باہر اجماعاً واجب نہیں لامحالہ اس کا نماز میں واجب ہونا متعین ہو گیا۔ (مصنف اس دلیل کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ جواب برمحل نہیں کیونکہ ان حضرات نے جن دو قسم کے اجماع کا ذکر کیا وہ دونوں اجماع ناقابلِ قبول ہیں۔ جیسا کہ ہماری سابقہ بحث سے معلوم ہو چکا ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس دلیل کے

مستدل حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کو وہم ہوا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الامّ میں جو استدلال فرمایا ہے وہ ہماری بیان کردہ اس دلیل کے قریب ہے جسے ہم نے امام بیہقی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

تتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات پر درود بھیجنا واجب ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اسی طرح واجب ہے جس طرح دوسروں پر واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کے علاوہ ان دیگر مقامات میں درود کے وجوب میں اختلاف ہے جن کا ذکر عنقریب آئے گا۔

درود کی نذر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی نذر مانی جائے تو نذر کے سبب درود پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ درود اعظم القربات، افضل العبادات ہے۔

درود کے اعظم القربات، اعظم العبادات ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں کسی نمازی کو خطاب کرتے تو اسی وقت زبان سے جواب دینا واجب تھا۔ اگر چہ وہ فرض نماز کی ادائیگی میں مصروف ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔ (الانفال:24)

(اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی)

”ثابت ہوا کہ نمازِ فرض جیسی عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی رعایت واجب ہے۔“

بعض مالکی علماء نے وجوبِ جواب کو نفل نماز کے ساتھ یا درود شریف پڑھنے کے

ساتھ یا قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ خاص کیا ہے کہ وہ نفل نماز کو توڑ کر جواب دے یا درود پڑھ کر جو ب دے یا الفاظِ قرآن کے ساتھ جواب دے (مصنف فرماتے ہیں) لیکن اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں۔

نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ذات کے اوپر درود پڑھنا واجب ہے۔ جس کی بحث گزر چکی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیرونِ نماز بھی اپنی ذات اقدس پر درود پڑھا کرتے تھے۔

مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوئی تو کسی منافق نے اس بارے میں کچھ نازیبا باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان رجلاً من المنافقين شمت ان ضلّت ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم

منافقین میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہونے پر خوش ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند ابوالعاص کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان سے لیے گئے فدیہ کی واپسی کا معاملہ مسلمانوں کے سامنے پیش ہوا تو اس موقع پر آپ نے فرمایا:

وان زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سالیتنیُ ۔ الحدیث

اور زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عرض کیا ہے

(ان دونوں حدیثوں کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیرونِ نماز بھی اپنی ذات پر درود پڑھا کرتے تھے)

ان حدیثوں میں راوی کی طرف سے درود کے اضافے کا احتمال بہت بعید ہے۔

مذکورہ مقامات میں آپ پر سلام، صلوٰۃ ہی کی طرح واجب ہے:

مذکورہ مقامات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنا صلوٰۃ پڑھنے کی طرح واجب ہے۔ کیونکہ تشہد میں سلام واجب ہے۔

علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ پر سلام بھیجنا واجب ہے۔ ان کی یہ تصریح صلوٰۃ کی بحث میں ان سے منقول سابقہ تصریح کے موافق ہے۔

ابن فارس لغوی نے فرضیت کے حق میں صلوٰۃ وسلام کو مساوی قرار دیا ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کا امر ہے اور امر حقیقۃً وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں کوئی قرینہ صارفہ پایا جاتا ہے۔

صلوٰۃ کی طرح سلام بھی نذر ماننے کے سبب واجب ہوتا ہے سلام وصلوٰۃ کے مابین مساوات کے ثبوت سے وہ اعتراض بھی ساقط ہو گیا ہے کہ جس میں کہا گیا تھا کہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ وسلام متعاطف (معطوف ومعطوف علیہ) ہونے کے باوجود ان میں وجوب وعدم وجوب کا اختلاف کیوں ہے؟ کہ صلوٰۃ واجب ہے اور سلام واجب نہیں حالانکہ قیاس اس کے برعکس کا یا دونوں کی مشارکت کا مقتضی ہے اور اس کا بعض علماء نے جواب دیا تھا کہ صلوٰۃ وسلام کے درمیان انسان وحیوان کی طرح عموم وخصوص مطلق پایا جاتا ہے لہٰذا خاص یعنی صلوٰۃ عام یعنی سلام کو مستلزم ہے لیکن اس کا عکس نہیں ہے یعنی سلام، صلوٰۃ کو مُستلزم نہیں۔ اس لیے ان کے درمیان وجوب وعدم وجوب کا اختلاف ہے۔

(مصنف فرماتے) صلوٰۃ وسلام میں مساوات کے ثبوت سے مذکورہ اعتراض اور اس کا جواب دونوں ساقط ہو چکے ہیں۔

ساتواں فائدہ: سلام کے متعلق:

سلام کو مصدر کے ساتھ مؤکد کیا گیا ہے اور صلوٰۃ کو مؤکد نہیں کیا گیا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ صلوٰۃ حرف انّ کے ساتھ مؤکد ہے اور اللہ تعالیٰ کی خود خبر دینے سے بھی مؤکد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ جبکہ سلام میں یہ تاکید نہیں پائی جاتی۔ اس لیے سلام کی مصدر کے ساتھ تاکید مستحسن ہے کیونکہ یہاں پر

صلوٰۃ کی تاکید کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھی جو اس کے قائم مقام ہوتی۔

علامہ ابن قیم کا قول:

علامہ ابن قیم نے اس مقام پر جو گفتگو کی ہے ہمارے اس مذکورہ بیان کے ساتھ اس کی تاویل ممکن ہے۔ اگرچہ ان کے قول کی جہت مختلف ہے چنانچہ وہ صلوٰۃ وسلام میں پائی جانے والی تاکید کے متعلق کہتے ہیں۔ اوّل یعنی صلوٰۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور فرشتوں کی صلوٰۃ کی خبر حرف اِنّ اور ملائکہ میں جمع کے صیغے کے ساتھ مؤکد فرمائی ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ مفید عموم ہوتا ہے اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور یہ تعظیم بغیر کسی توقف کے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی موافقت میں فوری طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی موجب ہے۔

اسی لیے ''یصلون'' میں مصدر کے ساتھ تاکید کی ضرورت نہ تھی۔ جبکہ سلام اس مقصد سے خالی تھا اور محض امر کی صورت میں تھا اس لیے معنی کی تحقیق اور تاکیدِ فعل کو تکرارِ فعل کے قائم مقام بنانے کی خاطر سلام کی مصدر کے ساتھ تاکید حسین بن گئی ہے۔ لہٰذا جس طرح صلوٰۃ میں خبراً وطلباً تکرار کا حصول تھا اسی طرح سلام میں بھی قولاً ومصدراً تکرار حاصل ہو گیا۔

(نیز بعض علماء نے سلام کی مصدر کے ساتھ مؤکد ہونے کی ایک اور حکمت بیان فرمائی ہے) کہ لفظاً صلوٰۃ کو سلام پر تقدیم حاصل تھی اور تقدیم ہمیشہ اہمیت وفضیلت کا فائدہ دیتی ہے۔ اس لیے سلام کی مصدر کے ساتھ تاکید لائی گئی تاکہ اس کے لفظاً متاخر ہونے کی وجہ سے قلتِ اہتمام کا شبہ پیدا نہ ہو۔

صلوٰۃ کی اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نسبت میں حکمت:

صلوٰۃ کی اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نسبت کی گئی ہے جبکہ سلام کی نہیں۔ حالانکہ مؤمنوں کو صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ سلام کے دو معانی ہیں ''التحیۃ اور الانقیاد'' پس مؤمنوں کو سلام اور صلوٰۃ دونوں کا حکم دیا گیا کیونکہ

مومنوں کے لیے یہ دونوں معانی صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے انقیاد مستحیل ہے۔ پس اس وہم کو دور کرنے کے لیے سلام کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نہیں کی گئی۔

اس بارے میں یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی صلوٰۃ، سلام بمعنی تحیہ کو شامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے تحیۃ کے سوا کسی دوسرے معنیٰ کا تصور محال ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام بمعنی تحیۃ کو مستلزم تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سلام کی نسبت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مؤمنوں کی صلوٰۃ اگرچہ تحیۃ کو مستلزم ہے لیکن وہ انقیاد کے مکلّف بھی ہیں۔ اور صلوٰۃ انقیاد کو مستلزم نہیں۔ اس لیے مؤمنوں میں پائی جانے والی انقیاد کی تصریح کی خاطر سلام کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔

اس بارے میں ایک اور حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ مؤمنوں میں متصور وممکن اور مطلوب ومقصود دونوں معنوں (تحیہ وانقیاد) کے لیے کافی نہ تھا اس لیے مومنوں کی طرف سلام کی نسبت کی گئی ہے تا کہ دونوں مطلوب معنوں کا احاطہ ہو جائے۔

(مصنف فرماتے ہیں) یہ آخری جو وجہ بیان کی گئی وہ سابقہ دونوں وجوں سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ ان پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

سَلَامٌ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ ۔ (الصافات:109)

اور

الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

اس میں سلام کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف کی گئی ہے

لیکن ہم نے جو وجہ بیان کی اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

(مصنف فرماتے ہیں) سابقہ سطور سے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ سلام تحیہ کے معنیٰ میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام پر سلام نازل فرمانے کا مطلب

یہی تحیہ ہے تو وہ اشکال بھی زائل ہو گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام پر سلام فرمانے سے مراد دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کا تصور محال ہے۔ کیونکہ دعا میں طلب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تو مدعو اور مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ داعی اور طالب نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام بمعنی تحیہ ہونے کی تحقیق سے ان لوگوں کا قول بھی ساقط ہو گیا ہے جو کہتے ہیں کہ مذکورہ اشکال نہایت اہم اور قابلِ توجہ اشکال ہے اس کو اس طرح نہیں چھوڑا جا سکتا اس راز کا ادراک کم لوگوں کو ہے۔

(مصنف اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں) طلب تین چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے طالب، مطلوب اور مطلوب منہ،۔ یہ تینوں طلب کے ارکان ہیں۔ جب کوئی شخص دوسرے سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو اس صورت میں ان تینوں چیزوں میں تغایر واضح ہے۔ لیکن جو شخص اپنی ذات سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو اس صورت میں طالب اور مطلوب منہٗ متحد ہو جاتے ہیں۔ اور یہی چیز اس مسئلہ کی باریکی اور غموض کی موجب ہے۔ کیونکہ طالب کی حقیقت مطلوب منہٗ کی حقیقت کے مغایر ہوتی ہے لہٰذا انسان کی اپنی ذات سے طلب متعذر ہو جائے گی۔ اس اشکال کا ازالہ یہ ہے کہ طالب کا تعلق ارادات کے باب سے ہے اور ارادہ کرنے والا جس طرح کسی دوسرے سے کسی شی کے فعل کا ارادہ کرتا ہے اسی طرح اپنی ذات سے بھی کسی شیء کے فعل کا ارادہ کرتا ہے اور طلب نفسی (اپنی ذات سے طلب) اگرچہ ارادہ نہیں بلکہ ارادہ سے اخص ہے اور ارادہ طلبِ نفسی کے لیے جنس کی مثل ہے لہٰذا ارادہ کرنے والے کے لیے اپنی ذات سے جس طرح ارادہ کرنا ممکن ہے اسی طرح اس کے لیے اپنی ذات سے طلب کرنا بھی ممکن ہے کیونکہ طلب اور ارادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زندہ کا اپنی ذات سے طلب کرنا امر معقول ہے جسے ہر کوئی جانتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنی ذات کو امر بھی کرتا ہے اور اپنی ذات کو منع بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ ۔ (یوسف:53)

بے شک نفس برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔

واَمّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۔ (النازعات:40)

پس جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔

امر اور نہی دونوں طلب سے تعلق رکھتے ہیں قرآن کی نص سے ان دونوں کا انسان سے اپنی ذات کے لیے صادر ہونا متصور ہو چکا ہے۔اسی طرح طلب کی دیگر انواع کا بھی اپنی ذات کے لیے صدور متصور ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں لفظِ سلام نکرہ استعمال ہونے کی حکمت:

اللہ تعالیٰ کے حق میں لفظ سلام نکرہ استعمال ہوا ہے حالانکہ بندے کے حق میں اس کا بصورتِ معرفہ استعمال کرنا افضل ہے بلکہ نماز کے سلام تحلّل میں تو معرفہ استعمال کرنا واجب ہے۔اس کی حکمت یہ ہے جن بزرگ ہستیوں (انبیاءِ کرام) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام نازل ہوا ہے۔اس کا نزول ہی ان حضرات کی انتہائے عظمت و شرف کا اظہار ہے۔اس لیے مزید کسی دوسری تاکید کی ضرورت نہیں۔برخلاف بندے سے صادر ہونے والے سلام کے کہ اس کے ساتھ طلب تاکید سے بے نیاز کرنے والی کوئی چیز مقترن نہیں ہوتی اس لیے بندے کے حق میں سلام کی تعریف اولیٰ بلکہ نماز کے سلامِ تحلّل میں تو اتباعِ سنت کی وجہ سے تعریف واجب ہے۔کہ حدیث میں سلام تحلل بصورت معرفہ منقول ہے۔نکرہ معرفہ کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

سلام کے معانی:

سلام نقائص وعیوب سے سلامتی کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔نقائص وعیوب سے سلامتی کا نام عصمت ہی ہے اور سلام اللہ تعالیٰ کے اسم پاک سلام کے معنیٰ میں بھی آتا

ہے۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے "اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کا معنیٰ ہوگا۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نقائص وعیوب سے محفوظ رکھ۔ اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے اس کا معنی ہوگا سلام (اللہ) کی ان پر حفاظت ہو یعنی اے اللہ! اُن کی حفاظت فرما اس لحاظ سے مضاف محذوف ہوگا۔

اور اگر سلام اپنے معنیٰ انقیاد میں ہے تو اس کا مطلب ہوگا

اے اللہ! بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ اور آپ کی ذات کے مطیع وفرمانبردار بنا۔

ابن دقیق العید فرماتے ہیں سلام کا لفظ کبھی محض تحیہ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا اور کبھی محض انقیاد کے معنیٰ میں اور کبھی دونوں کے درمیان متردد ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۔ (النساء:94)

اور جو تم سے سلام علیک کرے۔ تم اسے یہ نہ کہہ دو تو ایمان والا نہیں۔

یہاں پر سلام دونوں معنوں کے درمیان متردد ہے۔ یا بمعنی تحیۃ ہے یا بمعنی سلامتی اور اللہ کا فرمان ہے

وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ (یٰسین:57-58)

یہاں پر اگر سلام کے لفظ کو ما کے لفظ سے بدل قرار دیا جائے تو دونوں معنوں کے درمیان متردد ہوگا۔ یعنی ان کے لیے سلامتی ہے۔ یا ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا اس کے فرشتوں کی طرف سے تحیۃ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسم پاک سلام کے معنیٰ:

اللہ تعالیٰ کے اسم پاک سلام کے معنیٰ میں چھ اقوال ہیں۔

1۔ اس کا معنیٰ ہے ہر آفت ونقص سے محفوظ وسلامتی والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اپنی ذات وصفات اور اپنے افعال میں نقائص وعیوب سے پاک ومحفوظ ہے اس معنیٰ

کے اعتبار سے اس کا تعلق اسماء تنزیہ سے ہوگا۔

2-اس کا معنی ہے۔ بندوں کو ہلاکتوں سے بچانے کا مالک ہے۔یعنی وہ بندوں کو سلامتی عطا فرمانے والا ہے۔

اس معنیٰ کے اعتبار سے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت سے ہوگا۔

3-اس کے معنی ہے۔ جنت میں اپنے بندوں پر سلام فرمانے والا ہے۔

4-اس معنی کے لحاظ سے اس کا تعلق کلامِ قدیم سے ہوگا۔

5-اس کے معنیٰ ہے۔ وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کو ظلم سے بچایا یا مومنوں کو عذاب سے بچایا ہے۔

6-اس کا معنیٰ ہے اپنے منتخب اور پسندیدہ بندوں پر دنیا میں سلام فرمانے والا۔

ابن فورک کا مختار:

ابن فورک وغیرہ کے ہاں پہلا معنیٰ مختار ہے۔بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اس معنیٰ کے اعتبار سے اسم سلام اور اسم قدوس باہم ممتاز ہوجاتے ہیں کہ سلام میں افعال نقص سے تنزیہ پائی جاتی ہے اور قدوس میں صفات نقص سے تنزیہ پائی جاتی ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان لوگوں نے سلام وقدوس کے درمیان جو وجہ امتیاز بیان کی ہے وہ پہلے معنیٰ سے غفلت پر مبنی ہے۔کیونکہ سلام کا جو پہلا معنیٰ بتایا گیا ہے وہ ہے ہر اعتبار سے اپنی ذات وصفات اور افعال میں نقائص وعیوب سے سلامتی والا۔صحیح وجہ امتیاز یہ ہے کہ سلام کا معنیٰ عام ہے یعنی ذات وصفات اور افعال سب میں سلامتی والا ہے اور قدوس کا معنیٰ خاص ہے یعنی وہ ذات جو اپنی صفات میں نقص وعیوب سے پاک ہے۔لہٰذا قدوس میں صرف صفاتِ نقص سے تنزیہ پائی جاتی ہے۔جبکہ سلام میں ذات وصفات اور افعال سب کی عیوب ونقائص سے تنزیھ پائی جاتی ہے۔

تنبیہ:

ابن عرفہ نے ابن عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ درود شریف پڑھنے میں صلی اللہ علیہ

وسلم پڑھنا کافی ہے۔دیگر علماء فرماتے ہیں اس میں تسلیمًا کی زیادتی بھی ضروری ہے اور یوں کہنا چاہیے "صلی اللہ علیہ وسلم تسلیمًا" ان حضرات نے "سلّم تسلیماً" کے ظاہر سے استدلال کیا ہے۔لیکن ان کا استدلال صحیح نہیں ادنیٰ تامل سے اس کی عدم صحت واضح ہو جاتی ہے۔

کتاب کا مقدمہ اس مقام پر اختتام پذیر ہو گیا ہے۔اب ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد سے فصول کا آغاز کرتے ہیں۔وباللہ التوفیق

پہلی فصل

اس فصل میں درج ذیل امور کا بیان ہوگا۔

1- رسول اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم کس وقت نازل ہوا۔

2- درود پڑھنے میں عمدہ و حسین طریقہ اختیار کرنے کا حکم۔

3- درود کی کثرت اہل سنت کی علامت ہے۔

درود شریف کے حکم کا نزول:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o

یہ آیت کریمہ مدنیہ ہے۔ ابوذر ہروی نے ذکر کیا ہے درود کا حکم 2 ہجری میں نازل ہوا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ درود کا حکم لیلۃ الاسراء میں ملا ہے۔ ابن عدی نے کامل میں روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صلّوا علیّ صلی اللہ علیکم''

تم مجھ پر درود بھیجو، اللہ تم پر درود بھیجے گا۔

اور آپ کا ارشاد ہے

صلّوا علیّ فان الصلوٰۃ علیّ کفارۃ لکم وزکاۃ فمن صلی علیّ صلاۃ صلی اللہ علیہ عشراً

مجھ پر درود پڑھو مجھ پر درود پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ اور پاکیزگی کا

باعث ہے جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجے گا۔

علامہ العراقی کے بقول اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ لیکن ان پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سند میں انقطاع وعلت پائی جاتی ہے۔

حدیث پاک ہے:

صلو علیّ فانّها لکُم اضعاف مضاعفة

مجھ پر درود پڑھو یہ عمل تمہارے لیے کئی گنا اجر کا باعث ہوگا۔

اس حدیث کو دیلمی نے اپنے باپ کی تبع میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں

اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اصلیها ای الضحی فی السفر والحضر وان لا انام الاعلی وتر وبالصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میں سفر وحضر میں چاشت کی نماز پڑھتا رہوں اور سونے سے پہلے ہمیشہ وتر کی نماز اور اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کروں۔

(مصنف فرماتے ہیں) یہ حدیث ضعیف ہے۔

ایک اور حدیث مروی ہے لیکن اس کی کوئی اصل معلوم نہیں۔

الصلوٰة علیّ نور یوم القیامة عند ظلمة الصراط ومن اراد ان یکتال بالمکیال یوم القیامة فلیکثر من الصلوٰة علیّ

مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کی تاریکی میں روشنی کا سبب ہے اور جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اسے بڑے پیمانے کے ساتھ حصہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود کی کثرت کرے۔

روایت ہے۔

اکثر وامن الصلوٰۃ علیّ لانّ اوّل ماتسئلونی فی القبر عنی

مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے تم سے میرے بارے سوال کیا جائے گا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں: اس کی سند سے میں آگاہ نہیں ہو سکا ہوں لیکن قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرنا ثابت ہے اس سے اس پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

تحسین صلوٰۃ کا حکم:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اذا صلّیتم علیّ فاحسنوا الصلوٰۃ فانکم لاتدرون لعل ذالك یعرض علیّ وقولوا اللهم اجعل صلوتك ورحمتك وبركاتك .

(جب تم مجھ پر درود پڑھو تو عمدہ طریقہ پر پڑھو شاید تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تم مجھ پر یوں درود پڑھا کرو)

اللّٰھم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك الخ

اس مذکورہ حدیث کی تخریج کے ساتھ مسلم کی روایت میں درج ذیل حدیث بطور مرسل روایت ہے۔

انکم تعرضون علیّ باسمائکم وسیماء کم فاحسنوا الصلوٰۃ علیّ

تمہیں مجھ پر تمہارے ناموں اور تمہاری علامتوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تم مجھ پر عمدہ طریقہ کے ساتھ درود پڑھا کرو۔

کثرتِ درود اہل سنت کی علامت ہے:

علامہ تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا

علامة اهل السنة كثرة الصلوٰة على رسول الله صلى الله عليه وسلم

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت اہل السنۃ کی علامت ہے)

حضرت حواء کا مہر:

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے قرب کا ارادہ کیا تو حضرت حواء نے ان سے اپنے مہر کا مطالبہ کیا۔ حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے رب میں انہیں کیا چیز دوں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاآدم صلّ حبیبی محمد بن عبداللہ عشرین مرۃ . ففعل

اے آدم! میرے حبیب محمد بن عبداللہ پر بیس بار درود پڑھو۔ پس حضرت آدم نے ایسا ہی کیا۔

''صلى الله تعالىٰ عليهما وعلىٰ سائر الانبياء والمرسلين وسلم تسليماً''

بچے کا رونا درود پڑھنا ہوتا ہے:

نہایت ہی ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بكاء الصغير الى شهرين شهادة ان لا اله الا الله والى اربعة اشهر الثقة بالله والى ثمانية اشهر الصلوٰة على النبى صلى الله

علیہ وسلم ولسنتین استغفار لوالدیہ فاذا استسقی انبع اللہ من ضرع امہ عیناً من الجنۃ فشرب فتجزئہ عن الطعام والشراب

بچے کا دو ماہ تک رونا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینے کے لیے ہوتا ہے اور چار ماہ تک اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین کے اظہار کے لیے ہوتا ہے اور آٹھ ماہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے ہوتا ہے اور دو سال تک رونا اپنے والدین کے لیے استغفار کے لیے ہوتا ہے اور جب وہ پیاسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پستان کے ذریعے جنت کا ایک چشمہ جاری فرماتا ہے۔ جس سے وہ سیراب ہوتا ہے اور وہ اس کی خوراک و پیاس کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ''ان محمد رسول اللہ '' کا اضافہ ہے اور الثقۃ کے لفظ کی جگہ الیقین کا لفظ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

لاتضربوا اولادکم علی بکائھم سنۃ فان اربعۃ اشھر منھا یشھد ان لا الٰہ الا اللہ واربعۃ اشھر یصلّی علیّ واربعۃ اشھر یدعو لوالدیہ۔

ایک سال تک بچوں کو رونے پر انہیں نہ مارو کیونکہ چھوٹے بچے کا چار ماہ تک کا رونا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے لیے ہوتا ہے اور چار ماہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اور چار ماہ اپنے والدین کے لیے دعا کرتا ہے۔

<u>جب دوسرے انبیاء کرام پر درود پڑھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی درود پڑھا جائے:</u>

بقول مجد لغوی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اذا صلّیتم علی المرسلین فصلوا علیّ فانی رسول من المرسلین .

جب تم مرسلین پر درود پڑھو تو مجھ پر ان کے ساتھ درود پڑھو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے رسول ہوں۔

اور ایک روایت ہے۔

اذا سلّمتُم علیّ فسلّموا علی المرسلین

جب تم مجھ پر سلام عرض کرو تو باقی مرسلین پر بھی سلام پڑھو۔

پہلی روایت کے دیگر طرق بھی ہیں اور اس کی سند حسن جید لیکن مرسل ہے اور طرق ضعیفہ کے ساتھ مروی ہے۔

صلوا علی انبیاء اللہ ورسلہ فان اللہ بعثھم کما بعثنی صلّی علیھم وسلّم تسلیمًا .

اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں پر درود پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی معبوث فرمایا ہے جیسے مجھے اس نے معبوث فرمایا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ان پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے۔

امام مالک کے قول کی تاویل:

امام مالک سے منقول ہے کہ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء کرام پر درود نہیں پڑھتے تھے۔ مالکی علماء نے ان کے اس قول کی تاویل کی ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا مکلف بنایا ہے۔ اس طرح باقی انبیاء کرام پر درود پڑھنے کا مکلف نہیں بنایا۔

فرشتوں پر درود پڑھنے کا مسئلہ:

فرشتوں پر درود پڑھنے کے متعلق کوئی نص وارد نہیں۔ البتہ مذکورہ حدیث صلّوا

علی انبیاء اللہ ورسلہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔(اگر یہ حدیث ثابت ہے تو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی رسول فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ (الحج:75)

اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ (فاطر:۱)

سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمینوں کو بنانے والا، فرشتوں کو رسول کرنے والا جن کے دو، دو، تین تین، چار چار پر ہیں۔

(صلی اللہ وسلم علی نبینا وعلیھم)

دوسری فصل

درود کی مختلف اقسام میں درود کی کیفیت کا بیان

حضرت ابو مسعود انصاری بدری جن کا نام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری محفل میں تشریف لائے ہم اس وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ بشیر بن سعد نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ہم آپ کی ذاتِ اقدس پر درود کن الفاظ میں پڑھیں؟ راوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر خاموش رہے حتیٰ کہ ہم خواہش کرنے لگے کاش اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر بعد فرمایا تم اس طرح مجھ پر درود پڑھا کرو۔

اللھم صلِّ علیٰ محمد وعلیٰ اٰلِ محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارك علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید ۔

اور آخر میں فرمایا: ’والسلام کما علمتم ‘(اور سلام کا طریقہ وہی جو تمہیں پہلے سے ہی معلوم ہے)

اس حدیث کو امام مسلم وغیرہ نے روایت فرمایا ہے۔

علمتم مجرد سے معروف کا اور مزید فیہ سے مجہول کا صیغہ ہے ایک صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم درود پڑھنا چاہو تو یوں پڑھو۔

اللّٰھم صلِّ علٰی محمد النبی الامی وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم وبارك علٰی محمد النبی الامی وعلٰی آلِ محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انك حمید مجید ۔

مصنف فرماتے ہیں ان مذکورہ دونوں حدیثوں میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک نماز میں درود کے وجوب پر دلیل ہے۔

ایک مرسل روایت میں ہے:

عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام اور درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں سلام کا طریقہ معلوم ہے صلاۃ کیسے پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا اس طرح پڑھو۔

اللّٰھم صلِّ علی آلِ محمد کما صلیت علی آل ابراھیم اللّٰھم بارك علی آلِ محمد کمابارکت علی آل ابراھیم ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی فرماتے ہیں مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے فرمایا میں تجھے ایک تحفہ عطا نہ کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! سلام کی کیفیت تو ہمیں معلوم ہے ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ اور امام حاکم کی روایت میں ہے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کیسے پڑھیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو۔

اللّٰھم صلِّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی آل ابراھیم انك حمید مجید اللّٰھم بارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انك حمید مجید ۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

بخاری کی ایک روایت میں دونوں جگہ ”علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم“ ہے بیہقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس طرح پڑھا کرتے

تھے۔

اللّٰھم صلِّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم وبارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما بارکت علی ابراھیم و آل ابراھیم انك حمید مجید ۔

صحیح حدیث میں اس سوال کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط'' والی آیت نازل ہوئی تو ایک شخص نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن آپ پر درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اور ایک مرسل روایت میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام کی کیفیت تو ہمیں معلوم ہے لیکن آپ کی ذات اقدس پر درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا یوں پڑھو۔

اللّٰھم اجعل صلاتك وبرکات علٰی محمد کما جعلتھا علی ابراھیم انك حمید مجید ۔

اے اللہ اپنے درود اور برکات محمد پر نازل فرما جس طرح حضرت ابراہیم پر تو نے نازل کیں بے شک تو حمید و مجید ہے۔

ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے دونوں جگہ لفظ آل کا اضافہ کیا ہے۔ ایک مرسل روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یوں پڑھو۔

اللّٰھم صلِّ علٰی محمد عبدك ورسولك واھل بیته کماصلیت علی ابراھیم انك حمید مجید ۔

حضرت امام بخاری وغیرہ کی روایت میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن آپ پر درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں پڑھو

اللّهم صلّ علٰی محمد عبدك ورسولك كما صليت علي ابراهيم وبارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد كما باركت علي ابراهيم ۔

اور ایک روایت میں "آل ابراهيم" کا لفظ بھی ہے۔

اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں پڑھو

اللّهم صلّ علٰی محمد وعلٰی ازواجه وذريّته كما صليت علي ابراهيم وبارك علٰی محمد وازواجه وذريّته كما باركت علي ابراهيم انك حميد مجيد ۔

امام احمد وغیرہ نے دونوں جگہ "آل ابراهيم" کا اضافہ ذکر کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے "كما باركت علي آل ابراهيم في العالمين" کا اضافہ نقل فرمایا ہے۔

ایک روایت کہ جس کی سند میں اختلاط واختلاف ہے مشہور یہی ہے یہ حدیث موقوف ہے۔ علامہ منذری نے موقوف کی سند کو حسن قرار دیا ہے اور علامہ مغلطائی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن ان دونوں پر اس وجہ سے اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سند میں ایک راوی ہے جو اس طرح خلط ملط کر دیتا ہے کہ اس کی پہلی حدیث دوسری حدیث سے ممتاز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یہ مستحقِ ترک ہے۔ اس روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مجھ پر درود یوں پڑھا کرو:

اللّهم اجعل صلوتك ورحمتك وبركاتك علي سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيّن محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائدالخير ورسول الرحمة ۔ اللّهم ابعثه مقاماً محموداً يغبطه الاوّلون والآخرون اللّهم صل علٰی محمد وابلغه الوسيلة والدرجة الرفيعة من الجنة اللّهم اجعل

في المصطفين محبته وفي المقرّبين مودته 'في الاعلين ذكره ۔ اوقال ۔ داره ۔ والسلام عليه ورحمة الله وبركاته ۔

اللّهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما صليت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد ۔ اللّهم بارك علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما باركت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد ۔

اور ایک غریب روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں پڑھو:

اللّهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد وبارك علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما صليت وباركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد ۔

ایک روایت جس کی سند کے ایک راوی میں اختلاف ہے۔ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درُود یوں پڑھو۔

اللّهم صلِّ علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما صليت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد وبارك علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما باركت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد ۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

اللّهم صلّ علٰى محمد النبي وازواجه امهات المومنين وذريّته واهل بيته ۔

ایک صحیح مگر معمول روایت میں ہے:

اللّهم صلّ علٰى محمد كما صليت على ابراهيم انك حميد مجيد وبارك علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما باركت على

آل ابراهیم انك حمید مجید ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر نماز میں درود کیسے پڑھیں۔تو آپ نے فرمایا تم یوں پڑھو۔

اللّٰهم صلّی علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی ابراهیم وبارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما بارکت علی ابراهیم ۔

اس کے بعد فرمایا پھر تم مجھ پر سلام عرض کرو۔

اس روایت کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے شیخ نے تخریج فرمایا ہے لیکن اس میں ضعف ہے اور محدث بزار اور امام سراج نے اسی حدیث کو ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔جس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

اور اسی حدیث کو امام طبرانی نے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوں پڑھو۔

اللّٰهم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد وبارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت وبارك علی ابراهیم وعلٰی آل ابراهیم فی العالمین انك حمید مجید ۔

اور پھر فرمایا سلام کی کیفیت وہی ہے جسے تم جانتے ہو۔

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ تم یوں پڑھو۔

اللّٰهم اجعل صلوتك ورحمتك وبرکاتك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما جعلتها علی ابراهیم وعلٰی آل ابراهیم انك حمید مجید ۔

اور ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

ارحم محمداً وآلِ محمد کما صلیت وبارکت وترحمت

علی ابراهیم......الخ

اس کی سند میں ایک مجہول راوی مبہم راوی سے روایت کر رہا ہے۔

ایک گروہ کا اس روایت کو صحیح قرار دینا وہم ہے۔

امام حاکم نے المستدرک میں اسے بطور شاہد ذکر کیا ہے صحیح قرار دینے والوں کو اسی بات سے دھوکہ لگا ہے۔

ایک دوسری ضعیف روایت میں ہے:

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی اھل بیته کما صلیت علی آل ابراھیم انك حمید مجید ۔ اللّٰھم صلّ علینا معھم ۔ اللّٰھم بارك علٰی محمد وعلٰی اھل بیته کما بارکت علی آل ابراھیم انك حمید مجید اللّٰھم بارك علینا معھم ۔ صلوٰۃ اللہ وصلوٰت المومنین علٰی محمد النبی الامی السلام علیك ورحمة الله وبرکاته ۔

ایک اور ضعیف روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

ارحم محمداً وآلِ محمد کما ترحمت علی ابراھیم انك حمید مجید ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

اللّٰھم ترحم علٰی محمد وعلٰی الِ محمد کما ترحّمت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انك حمید مجید ۔ اللّٰھم وتحنّن علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما تحنّنت علی ابراھیم وعلٰی ابراھیم اللّٰھم وسلّم علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما سلمت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم انّك حمید مجید ۔

(مصنف فرماتے ہیں) مذکورہ حدیث کی سند ملتمع ہے اس میں دو مجہول راوی ہیں اور ایک تیسرا متروک الحدیث ہے جو اہل بیت پر احادیث وضع کرتا ہے۔ اس کے دیگر طرق بھی ہیں لیکن سب کے سب غریب ہیں۔ بعض میں تسلسل بالعدۃ (شمار کرنا) ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو حضرت علی کے سامنے شمار فرمایا

اور حضور نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے ہاتھ پر شمار کیا ہے اور جبرئیل نے کہا ان کو اسرافیل نے میرے ہاتھ پر شمار کیا ہے اور اسرافیل نے کہا کہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے شمار فرمایا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس کی سند متھم بالکذب و الوضع سے خالی نہیں اسی لیے یہ روایت تالف ہے۔ بلکہ متاخرین فقہاء کرام اور حفاظ حدیث میں سے بعض محققین نے فرمایا کہ وہ تمام طرق جن میں تحنن اور ترحم کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ وہ وضع سے خالی نہیں۔ اس بارے میں امام زرعۃ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک طویل فتویٰ بھی ہے۔ جس کا خلاصہ میں نے ''شرح الارشاد'' میں ذکر کیا ہے۔

لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں اور ابن جریر و ابن عقیلی نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں یہ حدیث تخریج کی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ پڑھے گا قیامت کے دن میں اس کی شہادت کی گواہی دوں گا۔ اور اس کے حق میں شفاعت کروں گا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد کما صلیت علی ابرھیم و آل ابراھیم وبارك علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم وترحم علیٰ محمد وآلِ محمد کما ترحمت علی ابراھیم و آل ابراھیم۔

یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی سوائے ایک راوی کے صحیح کے راوی ہیں لیکن ابن حبان نے اپنے ضابطے کے مطابق اس راوی کا تذکرہ بھی ثقات میں کیا ہے

ایک ضعیف روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

اللّٰھم اجعل صلوٰتك وبركاتك علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كما جعلتها علٰى ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم انك حميد مجيد

ایک غیر معتبر روایت ہے کہ ایک شخص نے ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھا۔

اللّٰھم صلّ محمد حتى لاتبقى صلوٰة اللّٰھم بارك علٰى محمد حتى لاتبقى بركة اللّٰھم سلّم علٰى محمد حتى لا تبقى سلام وارحم محمداً حتى لاتبقى رحمة ۔

اے اللہ حضرت سیدنا محمد پر اتنی صلوٰۃ نازل فرما کہ کوئی صلوٰۃ باقی نہ رہے اے اللہ! حضرت محمد پر اتنی برکت نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے اے اللہ حضرت محمد پر اتنا سلام بھیج کہ کوئی سلام باقی نہ رہے اور حضرت محمد پر اتنا رحم فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا میں نے تمہارے درود پڑھنے کے دوران فرشتوں کو اس حالت میں دیکھا کہ انہوں نے افق کو ڈھانپ لیا تھا۔

سند حسن کے ساتھ روایت ہے کہ جو شخص ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

اللّٰھم صلّ علٰى محمد وانزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة ۔

اے اللہ حضرت محمد پر رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن اپنی جناب کے قریب منزل عطا فرما۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ''عندك فى الجنة'' یعنی انہیں جنت میں اپنی جناب کے قریب مقام عطا فرما۔

پہلی روایت کے مطابق قریب منزل سے مراد مقام محمود کا احتمال ہے کیونکہ آپ کے فضائل میں واضح ترین فضیلت مقام محمود ہے۔ جس کے سبب آپ قیامت کے دن

ممتاز ہوں گے اور دوسری روایت کے مطابق اس سے وسیلہ مراد ہونے کا احتمال ہے کیونکہ آپ کے درجات میں وسیلہ وہ اعلیٰ وارفع درجہ ہے جس کی وجہ سے آپ تمام جنتیوں سے نمایاں ہوں گے۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

من قال جزى الله عنا محمداً صلى الله عليه وسلم بما هو اهله اتعب سبعين ملكاً الف صباح ۔

جس نے کہا اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزاء عطا فرمائے۔ جو ان کے لائق ہے۔ (یا جو اللہ تعالیٰ کے لائق ہے) تو اس نے ستر فرشتوں کو ایک ہزار ایام (ثواب لکھنے کی زحمت دے کر) تھکا دیا۔

اهله کی ضمیر میں یہ احتمال بھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ رسول اللہ کی طرف راجع ہو۔ فرشتوں کے تھکنے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس درود پڑھنے والے کا ثواب لکھنے یا اس کے لیے مغفرت طلب کرنے میں اتنا طویل عرصہ مصروف رہتے ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

من صلّ علٰى روح محمد في الارواح وعلٰى جسده في الاجساد وعلٰى قبره في القبور رانى في منامه ۔ ومن رأني في منامه رأني يوم القيامة ومن رأني يوم القيامة شفعت له ومن شفعت له شرب من حوضي وحرم الله جسده على النار ۔

جو شخص حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روح پاک پر ارواح میں اور آپ کے جسم اقدس پر اجساد میں اور آپ کی قبر انور پر قبور میں صلوٰۃ پڑھے۔ تو وہ شخص خواب میں میری زیارت سے مشرف ہو گا۔ اور جو خواب میں میری زیارت کرے گا وہ قیامت میں میری زیارت سے مشرف ہو گا اور جو

قیامت میں میری زیارت سے مشرف ہوگا میں اس کے لیے شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے حوض کوثر سے پیئے گا۔

اور اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دے گا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند سے میں آگاہ نہیں ہو سکا۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور عبد بن حمید نے اپنی مُسند میں اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتب میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سَرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلی علینا اهل البیت فلیقل

جسے یہ پسند ہے کہ اسے لبالب بھرے ہوئے پیمانے کے ساتھ حصہ ملے تو وہ جب ہم پر درود بھیجے تو اسے یوں درود پڑھنا چاہیے۔

اللّٰهم صلّ محمد النبی وازواجه امهات المؤمنین وذریته واهل بیته کما صلیت علی ابرهیم انك حمید مجید ۔

اے اللہ! درود بھیج محمد نبی پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر اور آپ کی ذریت پر اور آپ کے اہل بیت پر جیسے تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے۔

ایک روایت جس کی سند میں ایک راوی مجہول اور دوسرا ایسا ہے جو آخر میں تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں ہے۔

جسے یہ پسند ہے کہ اسے اجر کا پورا پورا پیمانہ ملے تو اسے چاہیے کہ یوں درود پڑھے۔

اللّٰهم اجعل صلوتك وبرکاتك علیٰ محمد النبی ۔

اے اللہ اپنی رحمتیں اور برکتیں حضرت محمد نبی پر نازل فرما۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت میں ہے کہ جسے یہ پسند ہے کہ اسے اجر کا پورا پورا پیمانہ ملے تو اسے چاہیے کہ یہ آیت کریمہ تلاوت کرے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (صافات:180)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے آپ لوگوں کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا سکھاتے تھے۔ اس کی ایک اور سند بھی ہے۔ جس کے راوی صحیح کے راوی ہیں لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ اس کے راوی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

اللّٰهم داحى المدحوات وبارى المسموكات وجبّار القلوب على فطرتها شقيها وسعيدها ۔ اجعل شرائف صلوتك ونوامى بركاتك ورأفه تحنّنك علٰى محمد عبدك ورسولك الخاتم لماسبق والفاتح لما اغلق والمعلن الحق بالحق والدافعِ لجيشات الاباطيل كما حمل فاضطلع بامرك مستوفزاً فى مرضاتك بغير نكل عنِ قدم ولاوهن فى عزم واهياً واعياً لوحيك حافظاً لعهدك ماضيا فى نفاذا مرك حتى اورى قبساً لقابسٍ آلآء الله تصل باهله اسبابه ۔ به هديت القلوب بعد خوضات الفتن والاثم وابهج موضحات الاعلام ومنيرات الاسلام ونايرات الاحكام فهوا مينك المامون وخزان علمك المخزون وشهيدك يوم الدين وبعيثك نعمة ورسولك بالحق رحمة ۔ اللهم افسح له فسحاً فى عدنك واجزه مضافات الخير من فضلك مهناة له غير مكدرات من فوز ثوابك المضنون وجزيل عطائك المعلول اللّٰهم اعل على بناء البانين بناه واكرم مثواه' لديك ونزله واتمم له نوره

واجزه من ابتغائك له مقبول الشهادة ومرضی المقالة ذا منطق عدل وخطة فصل وحجة وبرهان عظیم صلی الله علیه وسلم .

اے اللہ! اے بچھانے والے زمینوں کے فرش کو اور بلند کرنے والے آسمانوں کو اور تخلیق کرنے والے دلوں کو ان کی فطرت کے مطابق کسی کو بد بخت، کسی کو نیک بخت، نازل فرما اپنے بزرگ ترین درودوں کو اور نشو ونما پانے والی اپنی برکتوں کو اپنی مہربان شفقتوں کو ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔کھولنے والے ہیں اس چیز کو جو بند کر دی گئی ہے اور مہر لگانے والے ہیں جو گزر چکا ہے اور اعلان کرنے والے ہیں حق کا راستی کے ساتھ۔ کچلنے والے ہیں باطل کے لشکروں کو جو بوجھ آپ پر ڈالا گیا انہوں نے اسے اٹھا لیا۔ تیرے حکم سے تیری بندگی کرتے ہوئے۔ چستی کرتے ہوئے، تیری رضا کے حصول میں بغیر قدم کی تھکاوٹ اور عزم کی کمزوری کے سمجھ کر یاد کرنے والے تیری وحی کو۔ حفاظت کرنے والے تیرے عہد کی۔ مستعدی دکھانے والے تیرے حکم کے نافذ کرنے میں۔ یہاں تک کہ روشن کر دیا شعلہ ہدایت کی روشنی کے طلبگار کے لیے۔ اللہ کی نعمتیں پہنچتی ہیں حق داروں کو ان کے اسباب کے ذریعے۔ آپ کے ذریعے ہدایت دی گئی دلوں کو اس کے بعد کہ وہ گمراہی کے فتنوں اور گناہوں میں ڈوب چکے تھے۔ اور روشن کر دیا حق کی واضح نشانیوں کو اور چمکنے والے احکام کو اور اسلام کے روشن کرنے والے دلائل کو۔ پس آپ تیرے قابلِ اعتماد امین ہیں اور تیرے علم کے خزانچی ہیں۔ اور قیامت کے دن تیرے گواہ ہیں اور تیرے بھیجے ہوئے ہیں رحمت مجسم اور رسول بنا کر۔ اے اللہ! کشادہ فرما ان کی جگہ جنت میں۔ اور ان کو

کئی گنا جزا دے ان کی نیکیوں کی اپنے فضل سے۔ جو خوشگوار ہوں آپ کے لیے کدورت سے پاک ہوں۔ آپ بہرور ہوں تیرے ثواب سے جو محفوظ ہے اور تیری اعلیٰ بخششوں سے جو پے در پے نازل ہو رہی ہیں۔ اے اللہ بلند کر آپ کی منزل کو تمام لوگوں کی منازل پر اور باعزت بنا آپ کی آرام گاہ کو اپنے پاس اور آپ کی مہمانی کو' ور مکمل فرما آپ کے لیے آپ کے نور کو اور آپ کو جزا دے بایں سبب کہ تو مبعوث کرے گا انہیں اس حال میں کہ ان کی شہادت مقبول ہو گی اور ان کا قول پسندیدہ ہو گا اور ان کی گفتگو سچی ہو گی۔ اور ان کا طریقہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہو گا اور ان کی دلیل بزرگ ہو گی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح:

واحی المدحوات۔ ایک روایت میں المدحیات کا لفظ ہے۔ اس سے مراد زمینیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والارض بعد ذالك دحاھا (اس کے بعد زمین پھیلائی) زمین ایک ٹیلے کی شکل میں تھی پھر اسے پھیلا دیا گیا ہے" باری المسموکات "یعنی آسمانوں کو بغیر کسی سابق مثال کے بنانے والے اور ایک روایت میں سامك کا لفظ ہے۔ جس کے معنی بلند کرنے والا ہے۔

وجبار القلوب علی فطرتھا ۔ یعنی جس نے تمام دلوں کو مغلوب کیا اور انہیں ان کی فطرت کے مطابق اپنی معرفت پر مجبور کیا (اغلق) باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ (الدافع) ہلاک کرنے والا (الجیشات) جیشة کی جمع ہے۔ جَاشَ کا مصدر ہے۔ جس کا معنیٰ بلند ہونا ہے۔ حمّل باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ (فاضطلع) ضادِ معجمہ کے ساتھ ہے۔ کسی کام کے کرنے کی قوت رکھنا (مستوفزاً) کسی کام کو کر گزرنے والا۔ (بغیر نکل عن قدم) بغیر بزدلی اور پاؤں کی ڈگمگاہٹ کے (ولا وھن فی عزم) رائے میں کوئی کمزوری نہ ہو۔

ایک روایت میں وہن کی بجائے واھیا گا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہے بغیر کسی سستی کے کرنے والا۔ (اَوری) یہ وَرِیَ یَرِی وَرَیاً سے ہے۔ جس کا معنیٰ ہے چقماق سے آگ نکلنا۔ وری کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(قبساً) کا معنیٰ آگ کا شعلہ ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے اظہار وغلبہ کے لیے جو سعی فرمائی ہے اس کو آگ جلانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ آپ نے شریعت کو اتنا واضح فرما دیا کہ وہ کسی پر مخفی نہیں رہی۔ اور اسے اتنا نمایاں فرمایا کہ وہ تمام لوگوں پر اسی طرح روشن ہو گئی جس طرح رات کی تاریکی میں آگ روشن ہوتی ہے۔ یہ استعارہ بالکنایۃ ہے اور استعارہ تو شیحیہ اس کے تابع ہے۔ اس کا مجاز تمثیلی ہونا بھی جائز ہے (آلاء) مدّ کے ساتھ مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ یہ اَلیً کی جمع ہے فتحہ اور تنوین کے ساتھ رَھیً کی طرح۔ واحد کا صیغہ کسرہ اور تنوین کے ساتھ سعیً کی طرح بھی درست ہے اور لام کے سکون اور تنوین کے ساتھ نحییً کی طرح بھی درست ہے اور کسرہ اور فتحہ کے ساتھ بغیر کسی تنوین کے بھی صحیح ہے۔

(ھدیت) معروف کا صیغہ ہے اور القلوب اس کا مفعول بہ ہے۔

(البھج) سیدھا کیا۔ نایرات۔ نون اور یاء کے ساتھ ہے۔

(عدنك) عین مفتوحہ مہملہ اور دال کے سکون کے ساتھ بھی جنت ہے۔

(اجزہ) ہمزہ وصل اور زاء کے کسرہ کے ساتھ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ۝ (الدھر:۱۲)

اس میں ایک دوسرا ضبط بھی بیان کیا گیا ہے لیکن وہ تحریف ہے۔

(المعلول) العلل سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ الشرب الثانی بعد النھل یعنی ایک مرتبہ پینے کے بعد دوبارہ سیراب ہونا۔ مراد عطا بعد عطاء ہے۔

(النزل) نون کے ضمہ اور زا کے سکون کے ساتھ یا دونوں مضموم ہیں اس طعام کو کہا جاتا ہے جو مہمان کی ضیافت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

(خطة فصل)امر قطعی

ابوبکر بن شیبہ نے اپنی روایت میں، درج ذیل الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے لیکن ان کی روایت میں ایک راوی مجہول ہے۔

اللّٰھم اجعلنا سامعین مطیعین و اولیاء مخلصین ورفقاء مصاحبین اللّٰھم ابلغه منا السلام واردد علینا منه السلام ۔

اے اللہ! ہمیں آپ کا ہر قول سننے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت گزار اور مخلص اولیاء اور سچے رفقاء بنا اور اے اللہ ہمارا اسلام آپ کی بارگاہ میں پہنچا اور ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام لوٹا۔

''شفاء'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت بھی ہے لیکن حافظ سخاوی اس کے بارے میں فرماتے ہیں اس کی اصل پر میں آگاہ نہیں ہوا ہوں۔ اور وہ روایت یہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ لبیك اللّٰهم ربی وسعدیك، صلوات الله البر الرحیم والملائکة المقربین والنّبیین والصّدّیقین والشهداء والصالحین ۔ وماسبح لك من شیء یارب العالمین علی محمد بن عبدالله خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتّقین ورسول ربّ العالمین الشاهد البشیر الداعی الیك باذنك السراج المنیر وعلیه السلام ۔

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر' اے ایمان والو: تم بھی درود بھیجو ان پر اور سلام عرض کرو۔ حاضر ہوں میں اے اللہ اے میرے پروردگار اور سعادت حاصل کرتا ہوں تیری فرمانبرداری کے ساتھ۔ رحم کرنے والے احسان کرنے والے (رب) کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں

اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگوں، اور ہر اس چیز کی طرف جو تیری تسبیح کرتی ہے۔ درود ہوں اے رب العالمین۔ ہمارے آقا محمد بن عبداللہ پر جو خاتم النبیین ہیں۔ سید المرسلین ہیں امام المتقین ہیں اور رب العالمین کے رسول ہیں۔ جو گواہ ہیں خوشخبری دینے والے ہیں اور بلانے والے ہیں تیری طرف تیرے حکم سے۔ روشن چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو۔

ابوسعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں یہ حدیث تخریج کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر صلوٰۃ بتیرانہ پڑھا کرو۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیسی صلوٰۃ ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا:

اللّٰھم صلّ محمد ۔

پڑھو اور پھر رُک جاؤ۔ بلکہ یوں پڑھو۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس کی سند پر مجھے واقفیت نہیں۔

ابوسعید کے ہاں ایک غیر معتبر سند کے ساتھ مروی ہے۔

اللّٰھم صلّ محمد کما امرتنا ان نصلّی علیه وصلّ علیه کما ینبغی ان نصلّی علیه ۔

اے اللہ حضرت سیدنا محمد پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر درود پڑھیں۔ اور اے اللہ ان پر اس طرح درود بھیج جس طرح ہمیں ان پر درود بھیجنا چاہیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ یہ پڑھا کرتے تھے۔

اللّٰھم تقبل شفاعة محمد الکبرٰی وارفع درجته فی العلیاء ۔ واعطه سئوله فی الآخرة والاولیٰ کما اتیت ابراھم وموسٰی ۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور ان کے

درجے کو مزید بلندی عطا فرما اور دنیا و آخرت میں جو کچھ انہوں نے مانگا ہے انہیں عطا فرما۔ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کو عطا فرمایا ہے۔

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهم انی اسئلك یاالله یا رحمن یا رحیم یا جار المستجیرین یاأمن الخائفین یا عماد من لا عماد له، یا سند من لا سند له، یاذخر من لاذخر له یا حرز الضعفاء، یا کنز الفقراء ۔ یا عظیم الرجاء ۔ یا منقذ الھَلْکٰی یا منجی الغرقٰی ۔ یا محسن یا مجمل یا منعم یا متفضل یا عزیز یا جبار یا منیر انت الّذی سجدلك سواد اللّیل وضوء النهار وشعاع الشمس وحفیف الشجر ودویّ الماء ونور القمر یاالله انت الله لاشریك لك ۔ اسئلك ان تصلّی علٰی محمد عبدك ورسوله ۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اے اللہ۔ اے رحمٰن۔ اے رحیم۔ اے پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والے۔ اے خوفزدہ لوگوں کی امن گاہ اے سہارے اس کے جس کا کوئی سہارا نہیں۔ اے پشت پناہی کرنے والے جس کا کوئی پشت پناہ نہیں۔ اے ذخیرہ کرنے والے اس کے لیے جس کا کوئی ذخیرہ اندوز نہیں۔ اے ضعیفوں کی حفاظت فرمانے والے۔ اے فقراء کے خزانے۔ اے عظیم الرجا۔ اے ہلاک شدہ کو ہلاکت سے نکالنے والے۔ اے غریقوں کے نجات دہندہ۔ اے محسن، اے مجمل۔ اے منعم اے فضل فرمانے والے۔ اے عزیز۔ اے جبار۔ اے منیر تیری ذات وہ ہے جس کو رات کی تاریک اور دن کی روشنی، سورج کی شعاعیں، درختوں کی سرسراہٹ، پانی کی شوشو اور چاند کے نور نے سجدہ کیا اے اللہ تو ہی اللہ ہے

جس کا کوئی شریک نہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو درود بھیج حضرت محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں۔

یہ روایت اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے اوصاف پر مشتمل ہے جو دوسری کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہیں۔ اہل سنت کے ہاں مشہور تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ میں جن کا ثبوت ضعیف حدیث سے نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کے تحت اس روایت میں موجودہ الفاظ جو احادیث صحیحہ میں وارد نہیں ان کو پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ (اس پر غور کیجیے)

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے کپڑے کے نیچے جمع کیا تو اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی۔

اللّٰھم قد جعلت صلوتك ورحمتك ومغفرتك ورضوانك علی ابراھیم وآل ابراھیم اللّٰھم انھم منّی وانا منھم فاجعل صلوتك ورحمتك ومغفرتك ورضوانك علیّ وعلیھم ۔

اے اللہ! تو نے نازل کیں اپنی صلوٰتیں، رحمتیں، مغفرت اور رضوان ابراہیم اور آل ابراہیم پر اے اللہ یہ نفوس قدسیہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اپنے درود اپنی رحمتیں، مغفرت اور رضوان مجھ پر اور ان پر نازل فرما۔

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ پر بھی (یہ درود، رحمت، مغفرت اور رضوان) ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰھم وعلی واثلہ ۔ اے اللہ واثلہ پر بھی نازل فرما۔

ایک موضوع روایت میں ہے کہ جو ان کلمات کو پڑھے گا تو اس کے ثواب کا احاطہ اعداد کے شمار سے وراء ہوگا۔ اگر سات سمندر سیاہی، تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام فرشتے اس کا ثواب لکھنا شروع کر دیں تو سیاہی ختم ہو جائے گی، قلم ٹوٹ جائیں گے مگر فرشتے پھر بھی اس کے ثواب کو مکمل تحریر نہ کر سکیں گے۔

وہ کلمات یہ ہیں۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد فی الاولین والآخرین وفی الملاء الاعلی الی یوم الدین ۔

اے اللہ! درود نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر اوّلین وآخرین میں اور عالمِ بالا میں قیام قیامت کے دن تک۔

ابن سبع کی شفاء میں اور ابوسعید کی شرف المصطفیٰ میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے درمیان کوئی شخص نہیں بیٹھا کرتا تھا ایک دن ایک شخص آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے درمیان میں بٹھا دیا۔ صحابہ کرام اس پر تعجب کرنے لگے۔ جب وہ چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص مجھ پر ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھتا ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد کما تحب وترضٰی ۔

اے اللہ درود بھیج سیدنا محمد پر جیسے تجھے ان پر درود بھیجنا محبوب و پسند ہے۔

حافظ سخاوی نے فرمایا ہے کہ اس کی سند مجھے نہیں ملی ہے۔

اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس شخص کی تالیف قلب اور اسلام پر ہمیشہ رہنے اور تعلق کے پختہ رکھنے اور حاضرین کو اس کیفیت پر درود پڑھنے کی ترغیب کے لیے تھا۔

(مصنف فرماتے ہیں) حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری، اور حضرت معروف کرخی وغیرہم سے درود کی دوسری کیفیاء بھی منقول ہیں مگر میں نے ان کو اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصود ان کیفیات کو بیان کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

اور ان خوابوں کو بھی حذف کر دیا ہے جن میں کئی دیگر کیفیات کا ذکر ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے درود کی مشہور کیفیت

اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمد السابق للخلق نورہ والرحمۃ للعالمین ظھورہ ۔" الخ" کے بارے میں اپنے بعض معتبر شیوخ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس درود کو ایک بار پڑھنا دس ہزار بار درود پڑھنے کے برابر ہے۔

تیسری فصل

سابقہ دونوں فصلوں سے متعلق مسائل وفوائد

صلوٰۃ وسلام کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔اس لیے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

غیر انبیاء پر درود بھیجنے کا مسئلہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

لا ینبغی الصّلوٰۃ من احد علی احد الّا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کسی کی بھی طرف سے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر درود بھیجنا مناسب نہیں ہے اور حضرت ابن عباس سے ہی مروی ہے۔

ما اعلم الصلوٰۃ تنبغی علی احد من احد الّا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن یدعی للمسلمین وامسلمات بالاستغفار۔

میری دانست کے مطابق کسی کی بھی جانب سے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی لاور پر درود نہیں بھیجا جانا چاہیے۔البتہ مؤمن مردوں اور مؤمن خواتین کے لیے طلب مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔

اور ان ہی سے مروی ہے:

''لا تصلح علی احد الّا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی اور پر درود پڑھنا درست نہیں۔

امام بیہقی اور امام عبدالرزاق نے امام ثوری سے نقل کیا ہے۔

''یکرہ ان یصلّی الّا علی نبی'' سوائے نبی کے کسی دوسرے پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے اپنے گورنر کو مکتوب ارسال فرمایا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ بعض قصہ گو لوگوں نے اپنے خلفاء اور امراء پر صلوٰۃ پڑھنے کی رسم ایجاد کی ہے۔ جب میرا یہ مکتوب تمہارے پاس پہنچ جائے تو انہیں فوراً حکم دو کہ وہ درود صرف انبیاء کرام پر پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کریں۔ اور باقی سب کچھ ترک کریں۔

حضرت ابن عباس اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے کلام میں غیر انبیاء پر صلوٰۃ پڑھنے کی کراہت اور حرمت کا احتمال ہے۔

علماء کرام کے اقوال:

انبیاء کرام اور فرشتوں کے سوا کسی اور پر درود پڑھنے کے مسئلہ میں علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے اس کے متعلق علماء کے درج ذیل اقوال ہیں۔

1- مطلقاً جائز ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں جمہور اہل علم کا یہی قول ہے اس قول کے دلائل یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ'' (الاحزاب:43)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا

اللّٰھم صلّ علی اٰل ابی اوفیٰ۔

''اے اللہ آل ابی اوفیٰ پر صلوٰۃ نازل فرما''

اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے

کہا۔

اللّٰھم اجعل صلوتك ورحمتك علی آل سعد ۔

''اے اللہ اپنی صلوٰۃ ورحمت نازل فرما آل سعد پر''

ابن حبان نے اُس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جس میں ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوت میں عرض کی تھی۔

صلّ علیّ وعلیٰ زوجی ففعل

یارسول اللہ! میرے اوپر اور میرے خاوند کے اوپر صلوٰۃ بھیجئے۔ تو آپ نے ایسا ہی کیا۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ

ان الملائکة تقول الروح المؤمن صلاة اللہ علیك وعلیٰ جسدك ۔

فرشتے مؤمن کی روح سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صلاۃ ہو تجھ پر اور تیرے جسم پر۔

اور ایک مفصل حدیث میں ہے

انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی کلّ من الخلفاء الاربعة وعمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنھم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں خلفاء اور عمرو بن عاص پر صلوٰۃ بھیجی۔

2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر بھی صلوٰۃ پڑھنی جائز نہیں یہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس قول پر فصل اوّل میں بحث ہو چکی ہے۔

3- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بالاستقلال مطلقاً کسی پر بھی جائز نہیں مگر جن کے لیے نص وارد ہے یا جن کو آپ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے تو ان پر تبعاً جائز ہے۔ یہ قول امام قرطبی وغیرہ کا مختار ہے۔

4- بالتبع مطلقاً جائز ہے اور بالاستقلال مطلقاً ناجائز ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علماء کی ایک جماعت کا قول ہے۔

5- بالاستقلال مکروہ ہے اور بالتبع مکروہ نہیں یہ قول ایک روایت میں امام احمد بن حنبل سے منقول ہے اور ہمارا مذہب بھی ہے یہ خلاف اولیٰ ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں اس مسئلہ میں میرا رجحان حضرت امام مالک اور حضرت سفیان ثوری کے قول کی طرف ہے۔ یہی قول محققین متکلمین اور فقہاء کرام کا مختار ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں غیر انبیاء کے ساتھ رضا اور غفران کا ذکر کیا جائے۔ غیر انبیاء پر مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا صدر اوّل میں امر معروف نہیں ہے۔ یہ بنی ہاشم کے عہد حکومت میں نو پیدا رسم ہے۔ (یہ روافض شیعہ کی نو ایجاد ہے جو بعض ائمہ کے لیے انہوں نے ایجاد کی تھی)

ابوالیمن بن عساکر کا قول بھی امام مالک کے موافق ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

درود انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ خاص ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس ذکر کے وقت تنزیہ وتقدیس خاص ہے۔ اس میں کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کے ساتھ درود خاص ہے اس میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ یہی اہل تحقیق کا مذہب ہے۔

دلیل:

ناجائز کہنے والے علماء نے یہ دلیل دی ہے کہ لفظ صلوٰۃ انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر کے لیے شعار وعلامت بن چکا ہے اس لیے سوائے انبیاء کرام کے کسی کے لیے استقلالاً نہ پڑھا جائے۔

اگرچہ اس کا مطلب غیر انبیاء کے حق میں بھی صحیح ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عزوجل کا مطلب درست ہے لیکن سیدنا محمد عزوجل نہ کہا جائے گا کیونکہ یہ ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے شعار بن چکی ہے۔ لہٰذا اس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

جوابات:

قائلین جواز کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا صدور اس لیے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جسے جو چاہیں خاص فرمائیں۔ مگر کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر یہ اختیار حاصل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بارے میں کسی کے لیے اجازت ثابت نہیں۔

اسی لیے ابو الیمن عساکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً دوسرے پر صلوٰۃ بھیجنے کا اختیار ہے کیونکہ یہ آپ کا حق اور منصب ہے۔ آپ کو اپنے حق میں جس طرح چاہیں تصرف کا اختیار ہے بخلاف امت کے کہ انہیں آپ کے حق میں کسی دوسرے کو شریک کرنے کا اختیار نہیں۔

ہمارے ائمہ میں سے صاحب المعتمد ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں۔

امام بیہقی کی تطبیق:

امام بیہقی نے عدم جواز کے قول کو درود کے تعظیم وتحیہ کے طور پر پڑھنے پر محمول کیا ہے اور جواز کے قول کو دُعا وتبرک کے طور پر پڑھنے پر محمول کیا ہے۔

بعض حنابلہ کا مختار:

بعض حنابلہ کا مختار ہے کہ آلِ نبی پر درود تبعاً مشروع ہے اور استقلالاً جائز ہے۔

فرشتوں اور اہل طاعت پر بھی عموماً جائز ہے۔ لیکن کوئی معین شخص ہو یا مخصوص گروہ ہو تو ان پر صلوٰۃ بھیجنی مکروہ ہے۔

اور اگر اس میں تحریم کا قول کیا گیا ہے تو بھی کوئی مستبعد نہیں کیونکہ اس کی ایک خاص

وجہ یہ ہے کہ جب وہ کسی کا شعار بنایا جائے اور اس کی مثل یا اس سے بہتر شخص کے لیے جائز ہی نہ سمجھا جائے۔ جیسے رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کرتے ہیں ہاں کبھی کبھی معین شخص یا کسی معین جماعت کے لیے صلوٰۃ پڑھی جائے اور کسی کا شعار نہ بنایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور اس کے خاوند پر پڑھی اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چادر اوڑھے ہوئے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر صلوٰۃ پڑھی۔ حنبلی علماء کرام فرماتے ہیں۔

اس تفصیل سے تمام دلائل کے درمیان اتفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس تفصیل سے دلائل میں اتفاق پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہم نے مجوزین کے جواب میں جو بیان کیا ہے اس سے دلائل میں اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

سلام پیش کرنے کے متعلق علماء کے اقوال:

غیر انبیاء پر سلام بھیجنے میں اقوالِ علماء میں اسی طرح اختلاف پایا جاتا ہے جس طرح غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنے میں اختلاف ہے۔ البتہ حاضر کے لیے سلام کرنا یا مجلس سے غائب کسی زندہ کے لیے بطور تحیہ سلام بھیجنا جائز ہے۔

بعض علماء نے سلام و صلوٰۃ میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سلام ہر مومن کے حق میں مشروع ہے خواہ مردہ ہو یا زندہ، حاضر ہو یا غائب۔ بخلاف صلوٰۃ کے کہ صلوٰۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے حقوق میں سے ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس میں مدعیٰ کی تفریق ہے اس لیے یہ قول قابلِ قبول نہیں اور ''السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین'' اس قول کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ یہ خاص محل یعنی نماز میں درود ہے۔ دوسرا محل اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ نیز اس مقام میں سلام بالتبع ہے نہ کہ بالاستقلال۔

بعض علماء کی تحقیق:

(مصنف فرماتے ہیں) بعض علماء کی تحقیق کا خلاصہ بھی کچھ اضافے کے ساتھ پیش ہے۔ کہ جو سلام مردہ اور زندہ دونوں کے لیے عام ہے۔ اس سے مقصود سلام تحیہ ہے مثلاً ملاقات کے وقت یا زیارتِ قبور کے وقت جو سلام کیا جاتا ہے اسے مراد یہی سلام تحیہ ہوتا ہے اور سلام تحیہ کا حاضر کی طرف سے بذات خود جواب دینا واجب یا فرض عین ہے اور غائب کی طرف سے قاصد یا مکتوب کے ذریعہ جواب دینا واجب یا فرض عین ہے۔

اور جس سلام سے مقصود اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا ہے خواہ وہ حاضر کے صیغے کے ساتھ ہو یا غائب کے صیغے کے ساتھ۔ یہ وہی سلام ہے جو امت کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔ یہ سلام سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر مستقلاً جائز نہیں۔ البتہ بالتبع غیر کے لیے بھی جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء السقام'' میں اس کا ارشاد فرمایا ہے۔

لہٰذا اس قول کے مطابق ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں علیہ السلام عرض کرنا علیہ الصلوٰۃ کہنے کے برابر ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگنا مراد ہے اور اس میں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ طلب کے اعتبار سے سلام میں وہی تعظیم مقصود ہے جو صلاۃ میں ہے۔ کہ جس طرح صلاۃ بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سلام بھیجنے والا بھی وہی ہے سلام کی یہ نوع وہی ہے جس کے علامہ حلیمی صلوٰۃ بمعنی سلام ہونے کے مجوز ہیں۔

دوسرا فائدہ

درود کی افضل کیفیات کا بیان

1- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درود کے متعلق سوال کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم دینے سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کیفیت جو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمائی وہ کیفیت افضل ترین ہے۔ کیونکہ اپنے لیے اشرف افضل کو ہی پسند کیا جاتا ہے۔اسی لیے کتاب ''الروضہ'' میں تصویب کی گئی ہے کہ اگر کوئی قسم اٹھائے کہ وہ افضل کیفیت میں درود پڑھے گا تو قسم تب پوری ہوگی جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی ہوئی کیفیت میں درود پڑھے۔

علامہ سبکی نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ

جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ کلمات کے ساتھ درود پڑھا ہے اس نے بالیقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا ہے اور وہ احادیث میں وارد درود کی جزاء کا بالیقین مستحق ہو گیا ہے اور جو ان کلمات کے علاوہ دوسرے کلمات کے ساتھ درود پڑھتا ہے تو مطلوبہ درود کی ادائیگی میں شک ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا یوں پڑھو..... لہٰذا آپ نے اپنے اوپر درود اسی قول کو قرار دیا ہے جس کی آپ نے تعلیم دی ہے۔

2- علامہ رافعی نے علامہ ابراہیم المروزی سے نقل کیا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل کیفیت پڑھ کر قسم کو پورا کرتے تھے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کلّما ذکرہ الذّاکرون وکلّما سھی عنہ الغافلون ۔

اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آلِ محمد پر بار بار جبکہ یاد کریں ان کو ذکر کرنے والے اور ہر بار جب کہ غافل ہوں ان کی یاد سے غافل لوگ۔

درود کی یہ کیفیت علامہ مروزی نے امام شافعی کی کتاب الرسالہ سے اخذ کی ہے۔ امام شافعی نے کتاب کے خطبہ میں یہ کیفیت ذکر کی ہے لیکن سھی کی جگہ غفل کا لفظ ہے۔ امام شافعی اور مروزی نے سکت کے لفظ پر سھی اور غفل کو ترجیح دی ہے کیونکہ ساکت بسا اوقات اپنے دل میں ذاکر ہوتا ہے اور ساھی وغافل نہ دل سے ذاکر ہوتا ہے اور نہ زبان سے۔

(مصنف فرماتے ہیں) امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذکرہ اور غفل عن ذکرہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور الاذرعی نے بھی اسی کو مناسب قرار دیا ہے اور بعض علماء نے ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ عموماً اللہ تعالیٰ کی کثرت ذکر کے ساتھ صفت بیان کی جاتی ہے اسی طرح غفلتِ ذکر بھی اسی سے ہوگی۔

(بعض حضرات نے ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے ان کے خیال میں التفات کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا مناسب نہیں کیونکہ یہ مقام التفات نہیں)

(مصنف فرماتے ہیں) اگرچہ ساری صورتیں درست ہیں کیونکہ معنیٰ میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا تاہم درود پڑھنے والا دونوں امروں کو ذہن میں مُستحضر کر لے تو مزید اچھا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا ''الذاکرین اللہ کثیرًا والذّاکرات'' میں شمار ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے غافل غافلین میں شمار ہوتا ہے۔ اس لیے ضمیر کا مرجع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا ہونا زیادہ مناسب ہے۔

(مصنف اس توجیہ کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ توجیہ مفید نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ایسا ہی ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں درود کی مذکورہ کیفیت کو سب سے پہلے استعمال کرنے والے شاید امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

3- قاضی حسین وغیرہ نے فرمایا کہ قسم پوری کرنے کے لیے اس طریقہ کے ساتھ درود پڑھنا چاہیے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد کما ھو اھلہ ومستحقہ۔

اے اللہ محمد کریم پر درود بھیج جیسے کہ وہ اس کے لائق اور مستحق ہیں۔

4۔ بعض علماء نے فرمایا کہ افضل حمد وصلوٰۃ یہ ہے۔

اللّٰھم لك الحمد كما انت اھله فصلّ علٰی محمد كما انت اھله وافعل بنا ماانت اھله فانك اھل التقوٰی واھل المغفرة ۔

اے اللہ تیرے لیے حمد ہے جیسے کہ تو اس کا اہل ہے۔محمد کریم پر صلوٰۃ نازل فرما جیسے کہ تو اس کا اہل ہے اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ فرما جس کا تو اہل ہے۔ بے شک تو ہی تقویٰ اور مغفرت کا اہل ہے۔

5۔ علامہ بارزی فرماتے ہیں افضل ترین درود یہ ہے کیونکہ یہ بلیغ ترین ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد صلواتك وعدد معلوماتك

اے اللہ محمد اور آلِ محمد پر افضل ترین درود بھیج اپنی (لامحدود) معلومات کے مطابق۔

6۔ بعض علماء کے نزدیک افضل درود یہ ہے۔

اللّٰھم صلّ علی سیدنا النبی الامی وعلٰی كل نبی مَلَكٍ وَّ وَلِيٍّ عدد الشفع والوتر وعدد كلمات ربنا التامات المباركات ۔

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو نبی اُمی ہیں۔اور ہر نبی، فرشتہ اور ولی پر جفت وطاق عدد کے مطابق اور ہمارے پروردگار کے مکمل ومبارک کلمات کے مطابق۔

7۔ اور بعض علماء نے اس کو افضل کہا ہے۔

اللّٰھم صلّ محمد عبدك ونبيك ورسولك النبی الامی وعلٰی آله وازواجه وذريته وسلّم عدد خلقك ورضا نفسك وزنة

عرشك ومداد كلماتك ۔

اے اللہ درود بھیج محمد کریم پر جو تیرے، بندے۔ تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں جو نبی اُمی ہیں اور آپ کی آل اطہار اور ازواج مطہرات پر اور آپ کی ذریت پر اور سلام بھیج اپنی مخلوق کی تعداد اور اپنی رضا کے مطابق اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ محققین بعض علماء محققین نے اس درود کو بلیغ ترین درود کہا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ تسبیح کے بارے میں جو صحیح حدیث وارد ہے اس سے ماخوذ ہے اور یہ دوسروں سے افضل ہے۔

8۔ بعض علماء کے نزدیک درود کی افضل کیفیت یہ ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد عدد خلقك وزنة عرشك ومداد كلماتك ۔

اے اللہ حضرت محمد اور آلِ محمد پر درود بھیج اپنی مخلوق کی تعداد کے مطابق اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

9۔ ایک قول میں افضل درود اس کو کہا گیا ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد صلاةً دائمةً بدوامك ۔

اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آلِ محمد پر جو تیرے دوام کے ساتھ دائم ہو۔

10۔ ایک قول کے مطابق افضل درود یہ ہے۔

اللّٰھم یاربّ محمد وآلِ محمد صل علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد واجزِ محمداً صلی اللہ علیه وسلم ماھو اھله ۔

اے اللہ! محمد وآلِ محمد کے ربّ درود بھیج ہمارے آقا محمد وآلِ محمد پر اور جزاء دے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ان کی شان کے لائق ہے۔

11-ایک قول کے مطابق یہ درود افضل ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ جسے یہ پسند ہے کہ اسے بھرے پیمانے کے ساتھ اجر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ یوں پڑھے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد النبی الامی وازواجه امهات المومنین وذریته واهل بیته کما صلیت علی ابرهیم ۔ الخ

اے اللہ درود بھیج محمد کریم پر جو نبی اُمی ہیں اور آپ کی ازواج پر جو تمام مؤمنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریت پر اور آپ کے اہل بیت پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر۔

درود کی افضل کیفیات:

(مصنف فرماتے ہیں) درود کی افضل کیفیت جو مذکورہ تمام کیفیتوں کے علاوہ کچھ زیادتی پر مشتمل ہے اسی طرف میرا رجحان ہے اور کئی سالوں سے میں اس پر کاربند ہوں۔ وہ یہ ہے۔

"اللّٰھم صلّ علی محمّد ورسولك النبی الامّی وعلٰی آلِ محمد وازواجه امهات المومنین وذریته واهل بیته کما صلّیت علی ابراهیم وعلٰی آل ابراهیم فی العالمین انك حمید مجید وبارك علٰی محمد عبدك ورسولك النبی الامی وعلٰی آلِ محمد وازواجهٖ امهات المومنین وذریّته واهل بیته کمابارکت علی ابراهیم وعلٰی آل ابراهیم فی العالمین انك حمید مجید ۔ کمایلیق بعظیم شرفه وکماله ورضاك عنه وماتحب وترضی له دائماً ابداً عدد معلوماتك ومداد کلماتك ورضانفسك وزنة عرشك افضل صلاة اکملها واتمها ۔ کلّما ذکرك وذکره الذاکرون وغفل من ذکرك

وذکرہ الغافلون وسلّم تسلیمًا کذالک وعلینا معھم ۔"

اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے اور رسول اور نبی اُمی ہیں اور آپ کی آل اور آپ کی ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریت اور اہل بیت پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر جہانوں میں بے شک تو حمید و مجید ہے اور برکت نازل فرما حضرت محمد اور آپ کی آل پر اور آپ کی ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کی ذریت اور اہل بیت پر جیسے کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر جہانوں میں بے شک تو حمید و مجید ہے۔

اور آپ پر درود بھیج جیسا کہ آپ کی شرف عظیم و کمال اور تیری رضا کے لائق ہے اور آپ پر ہمیشہ درود نازل فرما جیسا کہ تو آپ کے حق میں پسند فرماتا ہے اپنی (لامحدود) معلومات کے مطابق اور اپنے کلمات کی سیاہی اور اپنی ذات کی رضا کے مطابق اور اپنے عرش کے وزن کے برابر۔ افضل، اکمل، اور اتم صلوٰۃ نازل فرما ہر بار جب کہ تیرا اور تیرے حبیب کا ذکر کریں ذکر کرنے والے اور ہر بار جب کہ تیرے اور تیرے حبیب کے ذکر سے غافل ہوں غافل لوگ۔ اور ان پر سلام بھیج اسی طرح اور ہم پر بھی ان کے ساتھ درود و سلام بھیج۔

یہ کیفیت تشہد کے درود میں وارد اکثر کیفیات پر بھی مشتمل ہے اور تشہد کے درود کی کیفیات افضل کیفیات ہیں۔ اور ان کے علاوہ علماء نے جن کیفیات کا استنباط کیا ہے اور جن کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے یہ افضل کیفیات ہیں۔ ان پر مذکورہ کیفیت مشتمل ہے اور میں نے اس میں کچھ زیاداتِ بلیغہ بھی شامل کی ہیں جو کیفیات مستنبطہ سے ممتاز ہیں۔ تا کہ یہ کیفیت علی الاطلاق افضل کیفیت بن جائے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تینوں کیفیات کو جمع کر کے پڑھنا چاہیے۔ پھر انہوں نے مذکورہ کیفیت کے بعض حصے کا ذکر فرمایا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں درود پڑھنے میں حدیث کے الفاظ اور امام شافعی سے منقول الفاظ اور قاضی حسین کی ذکر کی ہوئی کیفیات کو جمع کیا جائے تو درود کی کیفیت زیادہ جامع بن جائے گی۔

محقق ابن الھمام کے نزدیک درود کی افضل کیفیت:

محقق ابن کمال فرماتے ہیں مذکورہ تمام کیفیات اس درود میں موجود ہیں۔

اللّٰھم صلّ ابداً افضل صلوتك علی سیدنا محمد عبدك ونبیك ورسولك وآله وسلّم علیه تسلیما وزده شرفا وتكریماً وانزله المنزل المقرب عندك یوم القیامة ۔

اے اللہ درود بھیج افضل درود ہمارے سردار محمد پر جو تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں اور آپ کی آل پر اور سلام بھیج ان پر مکمل سلام اور آپ کے شرف وعزت میں اضافہ فرما اور قیامت کے دن اپنی بارگاہ میں منزل مقرب پر فائز فرما۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں نے جو کیفیت ذکر کی ہے وہ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمودہ کیفیت سے افضل ہے کیونکہ وہ اس کیفیت اور کچھ اضافے پر مشتمل ہے لہٰذا اسے افضل ہونا چاہیے۔

ابن مسدی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور ان کے بعد کے علماء سے نقل کیا ہے کہ افضل کیفیت مخصوص پر موقوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جسے فصاحت وبلاغت اور قدرت اظہار سے نوازا ہے۔ وہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کامل اور تکریم عظیم کا اظہار معانی پر صراحۃً دلالت کرنے والے الفاظ فصیحہ کے ساتھ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ان علماء کرام نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے۔

احسنوا الصلوة على نبيكم فانكم لاتدرون لعل ذالك يعرض عليه

اپنے نبی پر حسین انداز کے ساتھ درود بھیجو شاید تمہیں معلوم نہیں کہ وہ آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔

بعض علماء کرام نے مندرجہ ذیل کیفیت بیان کی ہے جو سابقہ تمام کیفیات کی جامع ہے۔

اللّٰهم صلّ وبارك وترحم علٰى محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الامي سيد المرسلين وامام المتقين، وخاتم النبيين، امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة وعلٰى ازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته وآله واصهاره وانصاره واتباعه واشياعه ومحبيه كما صليت وباركت وترحمت علٰى ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم في العالمين انك حميد مجيد ۔ وصلّ وبارك وترحم علينا معهم افضل صلواتك واسمى بركاتك وازكى تحيّاتك، كلما ذكر الذاكرون وغفل من ذكرك الغافلون عدد الشفع والوتر وعدد كلماتك التامات المباركات وعدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك صلاة دائمة بدوامك ۔

اللّٰهم ابعثه يوم القيامة مقاماً محموداً يغبطه به الاوّلون والآخرون وانزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة وتقبل شفاعته الكبرىٰ وارفع درجته العليا، واعطه سؤله في الآخرة

والاولٰی کما اتیت ابراھیم وموسیٰ ۔

اللّٰھم اجعل فی المصطفین محبته وفی المقربین مودته وفی الاعلین ذکره واجزه عنا ماھو اھله خیر ماجزیت نبیاً عن امته واجز الانبیاء کلّھم خیرا ۔ صلاۃ اللہ وصلوات المؤمنین علٰی محمد النبی الامی ۔ السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاتهٗ ومغفرتهٗ ورضوانه اللھم ابلغه منا السلام واردد علینا منه السلام واتبعه من امته وذریته ماتقرّبه عینه یا رب العالمین

اے اللہ درود بھیج اور برکتیں نازل فرما اور رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں۔ جو نبی اُمی ہیں، جو سیدالمرسلین، امام المتقین اور خاتم النبیین ہیں۔ اور جو بھلائی کے راہنما نیکیوں کے پیشوا اور رسول رحمت ہیں اور (درود نازل فرما اور برکتیں نازل فرما اور رحمتیں نازل فرما) آپ کی آل پر آپ کے سسرالی رشتہ داروں پر اور آپ کے مددگاروں پر، آپ کے متبعین پر آپ کے تابعداروں پر اور آپ کے محبین پر جیسے تو نے درود نازل کیا اور برکتیں اور رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بے شک تو حمید و مجید ہے۔

اور درود بھیج اور برکتیں نازل فرما اور رحم فرما ہم پر ان کے ساتھ افضل درود، پاکیزہ برکات ہر بار جب تیرا ذکر کریں ذکر کرنے والے اور ہر بار جب کہ غافل ہوں تیرے ذکر سے غفلت کرنے والے۔ جفت و طاق عدد کے برابر اور اپنے کامل اور بابرکت کلمات کی تعداد کے برابر، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اپنی خوشنودی کے برابر اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائم ہو۔

اے اللہ قیامت کے دن مبعوث فرما آپ کو مقام محمود پر جس کے ساتھ پہلے اور پچھلے رشک کریں۔ اور قیامت کے دن آپ کو اپنی جناب میں مقرب منزل پر فائز فرما۔ اور آپ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور آپ کے درجہ عالیہ کو بلند فرما۔ اور آپ کو عطا فرما جو آپ نے آخرت و دنیا میں مانگا۔ جس طرح تو نے ابراہیم و موسیٰ کو عطا فرمایا۔ اے اللہ مصطفین میں آپ کی محبت ڈال دے اور مقربین میں آپ کی مودت اور علیین میں آپ کے ذکر کو بلند فرما۔ اور جزاء دے آپ کو جس کے آپ اہل ہیں بہتر اس جزاء سے جو تو نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے اور تمام انبیاء کرام کو بہتر جزاء عطا فرما اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا اور مومنین کا ہمارے آقا محمد نبی اُمی پر۔ اے نبی مکرم! سلام ہو آپ پر اور اس کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت ہو اور اس کی رضا ہو۔

اے اللہ! نبی کی بارگاہ میں ہمارا سلام پہنچا اور اُن کی طرف سے ہم پر سلام لوٹا دے اور ان کی امت اور ان کی اولاد کو ان کی پیروی نصیب فرما جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اے رب العالمین۔

(مصنف فرماتے ہیں) مذکورہ کیفیت اگرچہ تمام ماثورہ الفاظ کی جامع ہے لیکن میں نے جو کیفیت ذکر کی ہے وہ اس سے افضل ہے کیونکہ وہ صحیح ترین کیفیت کے علاوہ ایک ایسی بلیغ ترین زیادتی پر مشتمل ہے جو مذکورہ تمام الفاظ کے معانی او ایک اضافے پر بھی مشتمل ہے۔

امام نووی نے فرمایا ہے کہ صلوٰۃ تشہد تمام کیفیات سے افضل ہے اور صلوٰۃ تشہد کی بہت ساری کیفیات صحیح احادیث وغیرھا میں وارد ہیں جن کا تذکرہ میں نے فصل ثانی میں کیا ہے۔ ان میں ہر ایک کے ساتھ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تشہد میں یوں پڑھنا افضل ہے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم وبارك علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انك حمید مجید ۔

مذکورہ کیفیت کو امام نووی نے شرح المھذب میں اصحابِ شافعی سے بھی نقل فرمایا ہے اور فرماتے ہیں یہ کیفیت اولیٰ ہے لیکن آل کے لفظ سے پہلے دونوں جگہ ''علی'' کا اضافہ ہونا چاہیے کیونکہ روایات میں اس کا اضافہ ثابت ہے اور فرماتے ہیں مناسب یہ ہے کہ احادیث صحیح کے تمام الفاظ کو جمع کر کے یوں پڑھا جائے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد النبی الامی وعلٰی آلِ محمد وازواجه وذریته کماصلیت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم، وبارك علٰی محمد النبی الامی وعلٰی آلِ محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی ابراھیم وعلٰی آل ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید ۔

امام نووی نے الاذکار میں ''محمدٌ'' کے بعد صرف ''صلّ'' میں ''عبدك ورسولك'' کی زیادتی ذکر کی ہے اور ''الفتاویٰ'' میں ''وبارك'' میں ''النبی الامی'' کو ترک کر دیا ہے۔

اسی لیے امام نووی پر اعتراض کیا گیا ہے امام نووی کے ذکر کردہ درود میں بہت سارے الفاظ ماثورہ رہ گئے ہیں جو شاید ان کے اضافہ کردہ الفاظ سے زیادہ فضیلت والے ہیں یا ان پر زائد ہیں مثلاً ''ازواجه'' کے لفظ کے بعد ''امھات المؤمنین'' کا لفظ اور ''ذریة'' کے لفظ کے بعد ''اھل بیته'' کا لفظ رہ گیا ہے اور ''بارك'' میں ''عبدك ورسولك'' کے الفاظ اور پہلے جملے میں ''فی العالمین'' کا لفظ، اور بارك سے پہلے ''انك حمید مجید'' کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ اور ''ترحم علٰی محمد'' الخ کے الفاظ اور تشہد کے آخر میں ''صلّ علینا معھم'' کے الفاظ رہ گئے ہیں حالانکہ یہ الفاظ

امام ترمذی کے ہاں حدیث میں وارد ہیں۔

ابن العربی نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "صلّ علینا معھم" کے ذکر میں بلا فائدہ تکرار ہے۔ کیونکہ آل کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آل سے مراد ساری امت ہے۔ (لہٰذا جب آل میں امت کا ذکر ہو چکا ہے تو پھر ذکر کی کیا ضرورت) نیز غیر انبیاء پر درود بھیجنے میں اختلاف ہے۔ اس لیے "صلّ علینا معھم" کا ذکر نہ ہونا مناسب ہے اور تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ الفاظ جس سند کے ساتھ مروی ہیں اس میں راوی منفرد ہے۔

(مصنف ابن عربی کے جواب کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ راوی ثقہ ہے اور ثقہ کا منفرد ہونا مضر نہیں ہوا کرتا۔ (اور فرماتے ہیں) راوی منفرد نہیں بلکہ ابن العربی کو غلط فہمی ہوئی ہے اور غیر انبیاء پر تبعاً درود بھیجنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں اور احاد کے لیے اُن الفاظ کے ساتھ دعا مانگنا جائز ہے جن الفاظ کے ساتھ رسول اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہے۔

صحیح حدیث میں ہے۔

اللّٰھم انی اسئلك ماسئالك منه محمد صلی اللہ علیه وسلم .

اے اللہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جس کا تجھ سے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔

تکرار اس شخص کے قول پر لازم ہے جو ساری امت کے آل ہونے کا قائل ہے اور اگر تکرار تسلیم کی کیا جائے تو تب بھی تکرار میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ عطف الخاص علی العام ہے۔ جس میں خاص کی اہمیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے جیسا کہ "ملائکته وجبریل ومیکائل" میں خاص کا عام پر عطف جبریل و مکائیل کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔

امام نووی کے قول پر امام الاذرعی نے اعتراض کیا ہے کہ تمام درودوں کو ملا کر پڑھنا تشہد میں ایک نئے طریقہ کا پڑھنا لازم آئے گا۔ حالانکہ کسی ایک حدیث میں بھی ان

درودوں کا مجموعہ ثابت نہیں۔ اس لیے تشہد پڑھنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ایسا درود پڑھے جو اکمل روایات سے ثابت ہے اور باقی روایات میں جو درود ثابت ہیں انہیں بھی کبھی کبھی پڑھا کرے۔ (مصنف فرماتے ہیں)

امام اذرعی سے پہلے بعض حنبلی علماء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔

امام نووی نے فرمایا کہ ''ظلمت نفسی ظلماً کثیرًا'' کے الفاظ کو بھی شامل کرنا مناسب ہے تا کہ دونوں حدیثیں جمع ہو جائیں۔

امام نووی کے مذکورہ قول پر امام عز بن جماعۃ نے اعتراض کیا ہے میں نے ''الایضاح'' کے حاشیہ میں وقوف کی بحث کے تحت اس اعتراض کا ردّ کیا ہے۔ پس اس کی نظیر کو تم اس مقام پر مستحضر کرو گے تو تم پر امام نووی کے قول کے صحیح ہونے کی وجہ واضح ہو جائے گی۔

علامہ اسنوی نے اعتراض کیا ہے کہ اس سے تو امام نووی پر تشہد میں وارد تمام احادیث کو جمع کرنا لازم آئے گا۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں نے ''شرح العباب'' میں اس اعتراض کا ردّ کیا ہے احادیث کے الفاظ اور قرأت میں فرق ہے کیونکہ ایک ہی قرأت میں وارد تمام الفاظ مختلفہ کی تلاوت کے استحباب کا ائمہ میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے دورانِ تعلیم مشق کے لیے اس کی اجازت دی ہے کیونکہ ہم قرآن کے الفاظ پڑھنے میں اسی کیفیت کے مکلف ہیں جو کیفیت وارد ہے اور ہمارے لیئے جیسے اسی کیفیت میں کسی بھی قسم کی تبدیلی مشروع نہیں۔ برخلاف درود کے الفاظ کے کہ درود میں بالذات الفاظ کے معانی مقصود ہوتے ہیں الفاظ بالذات مقصود نہیں ہوتے۔ اس لیے ان الفاظ کی رعایت لازم نہیں۔ اور ہر اس لفظ کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے جس میں مطلوب معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے اور درود شریف سے مطلوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ہے۔ لہٰذا جس لفظ میں بھی اس مطلوب کی زیادتی ہوگی اس کے ساتھ درود پڑھنا مشروع

ہوگا۔

(مصنف فرماتے ہیں) قرآن کریم کے الفاظ اور درود کے الفاظ کے مذکورہ فرق سے یہ واضح ہوگیا کہ اگر درود کے دولفظوں میں مترادف ہے تو پھر ان میں سے جس لفظ کو چاہو تمہیں پڑھنے کا اختیار ہے اور اگر دونوں ہم معنیٰ نہیں الگ الگ معنیٰ کا افادہ کر رہے ہیں تو پھر دونوں کو پڑھنا چاہیے۔ اور اگر ان میں سے ایک دوسرے کے معنیٰ کا افادہ بھی کر رہا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور زیادتی کا فائدہ بھی دے رہا ہے تو پھر اس لفظ کو پڑھنا چاہیے جو زیادتی کا فائدہ دے رہا ہے یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب دونوں لفظ صحت کے اعتبار سے برابر ہوں ورنہ ہر حال میں صحیح کو ترجیح ہوگی۔

نماز میں درود کے الفاظ کی تعیین کا مسئلہ:

(مصنف فرماتے ہیں) ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز میں پڑھے جانے والے درود میں الفاظ ماثورہ متعین نہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک اس میں الفاظ ماثورہ متعین ہیں۔ پہلے قول کے مطابق نماز میں اللّٰھم صلّ علٰی محمد کے الفاظ کافی ہوں گے اسی طرح صَلّی اللہُ عَلَیٰ محمد پڑھنا بھی صحیح ترین قول کے مطابق کافی ہوگا۔ کیونکہ خبر کے الفاظ کے ساتھ دعا کرنے میں زیادہ تاکید پائی جاتی ہے لیکن "الصلوٰۃُ علٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" کے الفاظ بالاتفاق کافی نہیں ہوں گے کیونکہ اس میں درود کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں۔ لہٰذا یہ الفاظ ماثورہ کے معنیٰ میں نہیں۔ علامہ نیشاپوری فرماتے ہیں۔ "صلیت علٰی محمد" کہنا کافی نہیں کیونکہ بندے کا رتبہ درود بھیجنے سے قاصر ہے بلکہ وہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ مصلّی (درود بھیجنے والا) درحقیقت اللہ تعالیٰ ہے۔ بندے کو مجازاً مصلّی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے درود بھیجنے کا سوال کرتا ہے۔

ابوالیمن ابن عساکر فرماتے ہیں۔ اس شخص کی بات نہایت ہی خوبصورت ہے جس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے

لیکن ہمیں نہ تو صلوٰۃ کی فضیلت کی معرفت ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مراد کی حقیقت کا ادراک ہے۔اس لیے ہم اس کو اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! تو ہی اپنے رسول پر صلوٰۃ نازل فرما کیونکہ تو ہی اُن کے لائق صلوٰۃ کو خوب جاننے والا ہے اور تو ہی ان کے حق میں اپنی مراد کو خوب جاننے والا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) تشہد کے درود میں اسمِ محمد کو النّبی اور رسول اللہ کے لفظ سے بدلنا جائز ہے۔لیکن احمد کے لفظ کے ساتھ بدلنا جائز نہیں۔اور ضمیر کے ساتھ بھی بدلنا جائز نہیں اگرچہ ضمیر کا مرجع ماقبل موجود بھی ہو۔کیونکہ علَم لفظ متعین کی مثل ہوتا ہے۔اسی لیے اس کی نظیر اس کی بدل نہیں بن سکتی بخلاف وصف کے کہ وہ علَم کا بدل بن سکتا ہے کیونکہ وصف علَم سے اعلیٰ ہوتا ہے اور امام شافعی کے قول کے مطابق الرسول کا لفظ النبی کے لفظ کی جگہ کافی نہیں ہوگا۔امام بیہقی اور عبادی نے نقل کیا ہے کہ حضرت شافعی نے فرمایا ہے کہ قال الرسول کہنا مکروہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیشِ نظر۔قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم کہنا چاہیے۔کیونکہ الرّسول کا لفظ غیر نبی کو بھی شامل ہے۔لہٰذا اس میں کوئی تعظیم نہیں ''یاایھا الرّسول'' اس قول کے منافی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں غایت درجہ کی تعظیم موجود ہے کہ اس کا معنیٰ ہے اے میری طرف سے رسول (پیغام بر) برخلاف کسی اور کی طرف سے الرّسول کہنے میں کہ اس میں کوئی تصریح نہیں ہوتی۔خواہ الرّسول کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہہ دے۔

(مصنف فرماتے ہیں) نماز میں تشہد کے بعد درود پڑھا جائے تو کفایت کرے گا کیونکہ نماز میں درود (شوافع کے نزدیک) مستقل رکن ہے اور دو رکنوں کے درمیان ترتیب واجب ہے بعض لوگوں کو اس مقام پر وہم ہوا ہے۔اس سے بچیے۔

اور نماز میں ''اللّٰھم صلّ محمد'' پڑھنے سے بھی واجب ادا ہو جائے گا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جس درود کی تعلیم دی ہے اس کے الفاظ اور کیفیات سے یہ درود مختلف ہے۔کیونکہ وجوب کا ثبوت قرآنی نص سے ہے۔اللہ تعالیٰ کا

فرمان ''صلّوا علیہ'' اور صحابہ کرام نے کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کیفیت کی تعلیم دی۔ لیکن ان الفاظ کی نقل میں اختلاف ہے۔ اسی لیے ان الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے جن پر روایات متفق ہیں اور جو کچھ زائد ہے اس کو ترک کر دیا گیا جیسا کہ تشہد میں کیا گیا اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کیا جاتا۔

ایک قول کے مطابق تشہد کے درود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر واجب ہے کیونکہ روایات میں جو الفاظ وارد ہیں ان میں کم از کم ''اللّٰھم صلّ علیٰ محمد کما صلّیت علی ابراھیم'' کے الفاظ ہیں۔ اس قول کو اس بناء پر رڈ کر دیا گیا ہے کہ حضرت زید بن خارجۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے سنن نسائی میں قوی سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم کا ذکر نہیں۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

''صلوا علیّ وقولوا اللّٰھم صلّ محمد وعلیٰ آلِ محمد''

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں تامل ہے کہ یہ بعض راویوں کا اختصار ہے۔ کیونکہ امام نسائی نے دوسری سند کے ساتھ مکمل روایت کیا ہے۔ لیکن اس جواب کو اس لیے رڈ کر دیا گیا ہے کہ اس حدیث کو دوسری سند کے ساتھ مکمل روایت کرنا اس کے اختصار کو معین نہیں کرتا ممکن ہے کہ امام نسائی نے اس کا سماع دو مرتبہ اختصاراً و تاماً کیا ہو۔ لہٰذا زید بن خارجۃ کی مذکورہ روایت حجت تام بن جاتی ہے۔ نیز اصل عدم اختصار ہے۔

بیرون نماز کس صیغے کے ساتھ درود پڑھنا افضل ہے؟:

بیرونِ نماز صیغۂ خبر کی بجائے صیغۂ طلب کے ساتھ درود پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ نماز میں پڑھا جانے والا درود صیغۂ طلب کے ساتھ وارد ہے۔ اس قول کا جواب دیا گیا کہ خارج از نماز صیغہ خبر کے ساتھ درود پڑھنے میں تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ کیونکہ ہمیں لوگوں کے ساتھ ان کے عرف وعادت کے مطابق بات کرنے کا حکم ہے۔ کتب حدیث پڑھنے کے وقت اکثر عوام کا اجتماع ہوتا ہے عوام کے سامنے صیغہ طلب کے ساتھ درود

پڑھنے میں اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ صیغۂ طلب کی وجہ سے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی تک درود کا حصول نہیں ہوا اور اب ہم آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے حصول کا سوال کر رہے ہیں۔ لہٰذا بیرون نماز ایسے صیغے سے پڑھنا چاہیے جس سے درود کا حصول سمجھ میں آ جائے۔ خبر کے صیغہ کے ساتھ درود پڑھنے میں عوام الناس بھی اس مشکل سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ طلب بھی اس میں پائی جاتی ہے جس کا ہمیں حکم ہے۔

درود کی روایات میں اسم ذاتی پر اکتفاء کی حکمت:

درود شریف کی سابقہ روایات میں سے اکثر روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد ''اللھم صلّ علی محمّد '' کے ساتھ اپنے علَم '' محمد '' پر اکتفاء فرمایا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کے حضور تواضع اختیار کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ یا اپنے باپ حضرت ابراہیم کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ان کے علَم کے ساتھ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی وصف کو ذکر نہ کرنے میں یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے اوصاف عظیمہ مشہور ہیں۔ اور ان کی شہرت ان کے تذکرہ سے مستغنی کرتی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علَم پر اکتفاء فرمانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ آپ اس حالت میں صحابہ کرام کو درود کی تعلیم دے رہے تھے اور مقام تعلیم میں علَم کا ذکر آپ کی شان کے لائق تھا۔

بعض روایات میں نام پاک کے بعد ''عبدك ورسولك ونبيّك '' کے اوصاف کا تذکرہ ہے۔ اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مقامِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ ادب واحترام کے ساتھ پیش آنے کے لیے آپ کے اوصاف عظیمہ کے ذکر کا تقاضا کرتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا انداز مختلف ومتفاوت ہوا

کرتا تھا۔ کبھی آپ تواضع کو ترجیح دیتے تھے۔ اکثر روایات میں اسی انداز کو اختیار فرمایا ہے اور کبھی امت کو اولیٰ واکمل کی تعلیم و رہنمائی کی خاطر حقیقت واقعیہ کے اظہار کو ترجیح دیتے تھے۔ بعض حالات میں تو حقیقت واقعیہ کا اظہار واجب ہوتا ہے جیسا کہ تشہد میں واقع "السلام علیك ایها النبی" میں دوسرا کوئی لفظ اس جگہ کفایت نہیں کرے گا۔ کیونکہ تشہد کی جمیع روایات میں اس لفظ پر تطابق وتوافق پایا جاتا ہے اس توافق کے پیش نظر لفظِ وارد پر اکتفاء لازم ہے۔ بخلاف کیفیت کی تعلیم پر مشتمل روایات سے کہ ان میں اختلاف پایا جاتا ہے

صلوٰۃ کی روایات میں اختلاف اور تشہد کی روایات میں اتفاق کی حکمت:

تشہد کی روایات میں اتفاق اور صلوٰۃ کی روایات میں اختلاف کی حکمت یہ ہے کہ صلوٰۃ میں تواضع کا مقتضی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسم مبارک کے مقابلے میں ہے۔ اس لیے آپ نے صلوٰۃ کی اکثر روایات میں اپنے عَلَم کا ذکر فرما کر تواضع کو اختیار فرمایا۔ اور تشہد میں تواضع کا کوئی مقتضی نہیں۔ اس لیے آپ نے وہاں پر اس چیز کو ترجیح دی جو امت کے حق میں زیادہ سود مند اور نفع بخش ہے اور امت کے لیے ایسے لفظ کے ساتھ درود پڑھنا زیادہ فائدہ مند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے لائق تر ہے اس کتاب میں ہم نے جس مقام پر درود پڑھنے کے مستحب مقامات واحوال کا ذکر کیا ہے۔ وہاں پینتیسویں نمبر پر جامع ترمذی کی حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بینائی سے محروم ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دعا کی تعلیم دیتے ہوئے اپنے عَلَم پر اکتفاء فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں یوں کہو۔

یامحمد انی متوجه بك الی ربی

اے محمد میں آپ کے وسیلہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

اس حدیث میں اپنے عَلَم پر اکتفاء فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ اس وقت آپ دعا

اور اپنی ذات کے ساتھ توسل کی تعلیم دے رہے تھے۔ اس لیے اس مقام پر تواضع آپ کی ذات کے زیادہ لائق تھی۔ نیز آپ اس سے قبل اپنے قول "نبیك نبی الرحمة" کے ساتھ حق مقام بیان فرما چکے تھے۔

اور حدیثِ شفاعت میں ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اپنے حق میں شفاعت کے لیے حاضر ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن سے فرمائیں گے "اذهبوا الى محمد" کہ حضرت محمد کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آپ کے نام پاک کے ساتھ کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ کے اس مقام محمود کی اطلاع دینے کی حکمت کے پیش نظر ہے جو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اس لیے قیامت کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے حضور سربسجود ہوں گے تو آپ کے مقام کے اظہار اور آپ کی شفاعت کی مقبولیت کی اطلاع دینے کے لئے آپ سے فرمایا جائے گا۔ "یا محمّد ارفع رأسك" اے محمد اپنے سر اقدس کو اٹھائیے اور اس کے بعد فرمایا جائے گا "قل يسمع لك" عرض کیجیے آپ کی بات سنی جائے گی۔

یا محمد کے ساتھ نداء کا حکم:

امت کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی یا محمّد کے ساتھ نداء دینا حرام ہے کیونکہ یہ تعظیم سے خالی ہے۔ اس کی پوری بحث کتاب کے آخر میں آئے گی۔

تیسرا فائدہ

صلوٰۃ کو سلام سے منفرد کرنے کا حکم

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الاذکار میں صلوٰۃ و سلام کو ایک دوسرے سے جدا کر کے پڑھنے کی کراہت پر تصریح فرمائی ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں دونوں کے متعلق ایک ساتھ حکم وارد ہے۔ امام نووی کے اس قول پر اعتراض کیا گیا ہے کہ سابقہ احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سلام کی تعلیم صلوٰۃ کی تعلیم سے پہلے دی جا چکی تھی۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تشہد میں سلام کو ایک عرصہ تک صلوٰۃ سے منفرد پڑھا گیا ہے۔ اس اعتراض کو اس وجہ سے ردّ کر دیا گیا ہے کہ مذکورہ عرصہ میں سلام کو صلوٰۃ سے منفرد رکھنا جوازِ انفراد کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ اس عرصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً منفرد نہیں رکھا۔ آپ سے اس کا قصداً وقوع کیسے ہو سکتا تھا جبکہ آیت دونوں کا حکم دے رہی ہے البتہ اس میں احتمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سلام کی تعلیم اس خیال سے دی کہ وہ سلام سے واقف نہیں۔

البتہ اس میں یہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کے بارے میں یہ رائے ہو کہ وہ صلوٰۃ کو جانتے ہیں۔ اور سلام سے واقف نہیں۔ اس لیے آپ نے سلام کی تعلیم دی اور صلوٰۃ سے سکوت فرمایا۔ اور اس کے بعد جب صحابہ کرام نے آپ سے صلوٰۃ کی تعلیم کا مطالبہ کیا تو صلاۃ کی تعلیم بھی دے دی۔ نیز سلام کی تعلیم میں درحقیقت سلام اور صلوٰۃ کے درمیان کوئی انفراد نہیں پایا جاتا۔ عنقریب صحابہ کے قول کیف نصلی علیك ؟ کے تحت اس کی بحث آئے گی۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ یہاں کراہت سے مراد خلاف اولیٰ ہے کیونکہ کراہت کا تقاضا کرنے والی مخصوص نہی نہیں پائی جاتی۔ امام شافعی

ۃ اللہ علیہ کی کتاب الام وغیرہ کی کتابت میں صلوٰۃ اور سلام کے درمیان جو انفراد واقع ہے وہ عدمِ کراہت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ انہوں نے زبان سے صلوٰۃ وسلام دونوں کو پڑھا ہو اور لکھنے میں صرف ایک پر اکتفاء کیا ہو۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام کے درمیان تحریراً بھی انفراد مکروہ ہے جیسا کہ بہت سارے علماء کرام نے اس کی تصریح کی ہے۔

(مصنف اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں) اگرچہ زین العراقی وغیرہ علماء کرام نے صلوٰۃ وسلام کے درمیان تحریراً افراد کو بھی مکروہ کہا ہے۔ لیکن ان کا یہ قول محل نظر ہے کیونکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کرام سے تحریر میں صلوٰۃ وسلام کے درمیان انفراد ثابت ہے اور ان کی تحریر میں اس کا ثبوت دعویٰ کراہت کو ردّ کرنے کے لیے کافی ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام کے قول ''السلام علیك فقد عرفناه'' (یارسول اللہ! آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہے) میں سلام سے مراد نماز کا سلام تحلّل ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس سے سلامِ تحلّل مراد لینا نہایت بعید بات ہے زیادہ واضح بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد وہ سلام ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں تعلیم دی ہے اور وہ ہے۔

''السلام علیك ایها النبی''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی فضیلت:

سلام عرض کرنے کی فضیلت پر مندرجہ ذیل احادیث دلالت کر رہی ہیں۔

۱۔ لما کانت لیلة بعثت مامررت بشجر ولا حجر الّا قال السلام علیك یارسول اللہ

جس رات مجھے پیغام رسالت ملا اس رات میں جس درخت اور پتھر سے بھی

گزرتا تو وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔

2-اِنّی لاعرف حجراً بمکۃ کان یُسلّم علی قبل ان ابعث

میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام عرض کرتا تھا۔

ایک روایت میں ہے:

3-ان بمکۃ حجراً کان سلّم علیّ لیالی بعثت اِنّی لاعرفہ اذا مَررت علیہ

مکہ مکرمہ میں ایک ایسا پتھر ہے جو میری بعثت کی راتوں میں مجھ پر سلام کہتا تھا۔ میرا جب بھی اس سے گزر ہوتا ہے تو میں اس کو پہچانتا ہوں۔

اس حدیث میں مقامِ مرفق کی گلی میں موجود اس پتھر کی طرف اشارہ ہے جو خلف سے سلف تک کی زبانوں پر مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ یہ پتھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف جانے والی گزرگاہ پر واقع تھا۔

4-جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یتوضأ فتوضأ ثم صلّی رکعتین ثم انصرف فلم یمرِ علی حجر دو لامدر الا وھو یسلّم علیہ یقول سلام علیك۔

حضرت جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کا طریقہ بتایا کہ کس طرح وضو کریں۔ آپ نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد واپس لوٹے تو جس پتھر اور مٹی کے ڈھیلے سے گزرتے وہ آپ پر سلام عرض کرتے ہوئے کہتا تھا سلام علیک۔

سلام کے معنیٰ:

سلام کے معنیٰ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ جس کے معنیٰ خیرات و برکات سے آپ خالی نہ رہیں، اور آفات و مصائب وغیرہ

پسندیدہ چیز سے آپ سلامت رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اسم خاص معنیٰ سے منقول ہے۔ اس کا ذکر جب کسی دوسری شی پر کیا جاتا وہ اسی معنیٰ کا فائدہ دیتا ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک سلام بمعنی سلامتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مذمت ونقائص سے سلامت ومحفوظ رکھے۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے **اللھم سلم علیه** کا مطلب ہوگا اے اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت، امت اور ذکر کو ہر نقص وعیب سے سلامت رکھ اور آپ کی دعوت میں وقت کی رفتار کے ساتھ مزید اضافہ فرما اور آپ کی امت کو مزید بڑھا اور آپ کے ذکر کو بلند سے بلند تر فرما۔

اور بعض علماء کے نزدیک سلام بمعنی **المسالمة والانقیاد** ہے۔ ان دونوں معنوں کے لحاظ سے سلام کے بعد **لك** کی بجائے **علیك** کو ذکر فرمانے میں یہ حکمت ہے۔ ان دونوں معنوں کے اعتبار سے **السلام علیك** کا مطلب ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں سالمت وانقیاد کا فیصلہ فرمادے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بندے میں اس لیے نافذ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے پر قدرت وملکیت اور اقتدار وتسلّط حاصل ہے اور علیٰ اس معنیٰ کا فائدہ دیتا ہے اس لیے **علیك، لك** سے زیادہ بلیغ ہے۔

سلام تشہد میں صیغۂ خطاب کی حکمت:

سلامِ تشہد میں صیغۂ خطاب لایا گیا ہے حالانکہ تشہد کے سیاق اور روشِ کلام کے مطابق غائب کا صیغہ ہونا چاہیے تھا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ جب نمازی نے **التحیات** کے ساتھ ملکوتیت کا دروازہ کھلوایا تو اسے **حیّ لایموت** کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، اس کی آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو اس کو اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں اسے جو شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پیروی کی برکت کا طفیل ہے۔ نمازی نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہ خداوندی میں جوں ہی نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب، حبیب کے حرم میں حاضر ہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں، حضور کو دیکھتے ہی **السلام علیك**

ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اعتراض:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں تشہد میں ''السلام علیك ایھا النبی'' پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ''السلام علی النبی'' پڑھنے لگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خطاب کا وجوب حیاتِ ظاہری کے ساتھ مختص تھا لہٰذا یہ مذکورہ حدیث کے معارض ہے۔

جواب:

(مصنف فرماتے ہیں) ابن مسعود سے مروی حدیث وجوب خطاب کے معارض نہیں بن سکتی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس کے الفاظ صحابہ کرام کے اجماع پر صراحۃ دلالت نہیں کر رہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس طرح پڑھتے تھے۔ ایک جماعت کا اس طرح پڑھنا دوسروں پر حجت نہیں بن سکتا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ تمام صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صیغۂ خطاب ترک کر دیا تھا تو پھر دو چیزوں میں سے ایک لازم آئے گی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام سفر وغیرہ کی وجہ سے دور دراز مقامات میں تشریف لے جاتے تھے تو اس دوران وہ نماز میں سلام خطاب کے صیغے کے ساتھ پڑھتے تھے یا کہ نہیں اگر وہ اس حالت میں خطاب کے صیغے کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے تو پھر

كانوا فی حیاته یقولون السلام علیك ۔ الخ

کہ آپ کی حیات ظاہری میں صحابہ اسلام علیک پڑھا کرتے تھے۔

کے عموم کی نفی ہوتی ہے اور اگر خطاب ہی کے صیغے کے ساتھ پڑھتے تھے تو پھر جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنی ظاہری حیات میں صحابہ کرام کے دور ہونے کی حالت میں تھی اسی طرح وصال کے بعد بھی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور نمازیں ادا فرماتے ہیں۔ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

وصفِ نبوت کا تقدم:

''السلام علیك ایها النبی''۔ میں اولاً وصف نبوت کا بیان ہے اور اس کے بعد تشہد کے آخر میں ورسولہ کے ساتھ وصف رسالت کا بیان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے دونوں وصف خارج میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ وجود پذیر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کی رسالت پر تقریباً تین سال مقدم ہے۔ اس بات کو میں نے شرح الشمائل کے آغاز میں بیان کیا ہے۔

التحیات میں سلام کے صلوٰۃ پر مقدم ہونے کی حکمت:

التحیات میں سلام صلوٰۃ پر آیت کریمہ میں واردترتیب کے برعکس مقدم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آیت میں مقصود تعلیم امت اور مامور بہ پر عمل ہے۔ اس غرض کے حصول کے لیے اہم اور احق بالمعرفۃ والفعل کو مقدم کیا گیا۔ اور وہ صلوٰۃ ہے۔ نیز صلوٰۃ کا مرتبہ سلام کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے کیونکہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے ساتھ مختص ہے اور صلوٰۃ سلام بمعنی تحیۃ کو مستلزم ہے۔ بخلاف سلام کے وہ صلوٰۃ کے معنیٰ کو مستلزم نہیں کیونکہ اس کے بعض معانی اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے حق میں جاری نہیں ہو سکتے جیسا کہ انقیاد واذعان جن کا سلام کے معنیٰ کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔

سلام کے صلوٰۃ پر مقدم ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سلام صلوٰۃ کو مستلزم نہیں۔ لٰہذا سلام کا مرتبہ صلوٰۃ کے رتبہ سے ادنیٰ ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نماز کی بنیاد ہر مقام میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی پر ہے اور آخری تشہد ترقی کی انتہاء اور غایت ہے۔ پس نماز کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی کامل وجامع ترین حمد وثنا کے ساتھ ہے۔ التحیات اور اس کے

بعد والے تمام اوصاف اللہ تعالیٰ کی کامل و بلیغ ترین حمد وثنا پر مشتمل ہیں۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کے حضور خشوع وخضوع ہی اہم مقاصد ہیں۔ جب ہم نماز میں اس مقام کی تکمیل کے بعد اس ذات اقدس کے مقام کی طرف منتقل ہوتے ہیں جس کے طفیل ہمیں ہدایت ملی ہے تو ہم اس مقام کا آغاز اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم پر صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنے کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور اس سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم معنوی طور پر ہمارے ساتھ حاضر ہیں۔ اور اس کے بعد ہم ان حضرات پر سلام عرض کرتے ہیں جو ہدایت وتبلیغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ونائب ہیں اور وہ حضرات صالحین امت ہیں۔ لہٰذا ہم نے اس مقام کا اختتام توحید کے اس مقام کے ساتھ کیا جو ان دونوں مقاموں یعنی ثناء علی اللہ وثنا علی رسول اللہ پر مشتمل ہے جب اس مقام کی تکمیل ہوئی تو ہم اس اعلیٰ ثناء کی طرف منتقل ہوتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر حق ہے اور وہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا۔ پس اس مقام کے اختتام کے بعد ہم اس کو اپنی اُس دعا کی مقبولیت کے لیے وسیلہ بناتے ہیں جن کا ہمیں اس کے بعد مانگنے کا حکم ہے۔

ہمارے اس بیان میں خوب غور کرو تو تمہیں ہمارے اس بیان اور ان لوگوں کے اس طویل بیان کے درمیان فرق واضح ہو جائے گا جو ان لوگوں نے اس مقام پر جواب دینے کے لیے ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کا بیان اپنی طوالت کے باوجود فائدے سے خالی ہے۔

چوتھا فائدہ

صحابہ کرام کے "کیف نصلّی علیك؟" کے ساتھ سوال سے کیا مراد ہے؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

بعض علماء کے نزدیک کیف سے سوال صفتِ صلوٰۃ کے متعلق تھا جنس صلوٰۃ کے متعلق نہیں۔ کیونکہ صلوٰۃ کی اصل کا انہیں فہم حاصل تھا۔ اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے لائق و مناسب صفت کے متعلق سوال کیا ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک یہ سوال صلوٰۃ کے معنیٰ اور اس لفظ کے متعلق تھا جس کے ساتھ اس معنیٰ کی ادائیگی ممکن ہے۔ کیونکہ ''صلوا علیہ'' میں اس کا مامور بھا لفظ، رحمت، دعا اور تعظیم سب کا احتمال رکھتا ہے۔ پس صحابہ نے اس لفظ کے متعلق سوال کیا جس کے ساتھ وہ معنیٰ ادا ہو سکے۔

مصنف فرماتے ہیں۔ پہلا قول زیادہ راجح ہے جیسا کہ علامہ الباجی وغیرہ نے فرمایا ہے اور علامہ قرطبی نے اسی پر جزم کیا ہے۔ کیونکہ کیف کا ظاہر استعمال صفت میں ہوتا ہے اور جن کے متعلق سوال ما کے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کے اس سوال کا باعث یہ چیز تھی کہ تشہد میں سلام مخصوص الفاظ ''السلام علیك ایها النبی'' کے ساتھ وارد ہے۔ انہوں نے سوچا کہ صلوٰۃ بھی مخصوص الفاظ کے ساتھ ہوگی۔ انہوں نے نص پر آگاہ ہونے کے امکان سے قیاس کی طرف رجوع نہیں کیا خصوصاً اذکار میں الفاظ کی رعایت کی جاتی ہے۔

پس معاملہ ویسا ہی ہوا جیسے صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ صلوٰۃ سلام کی طرح ہے بلکہ اس کی نئی صفت بتادی۔

پانچواں فائدہ

صلوٰۃ تشہد کے الفاظ کی شرح:

اللّٰھم کا کلمہ دعا میں اکثر استعمال ہوتا ہے اس کا معنیٰ یا اللہ ہے اس کے آخری میں میم حرف ندا کے قائم مقام ہے۔ ان دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا بہت ہی نادر ہے۔ ''اللّٰھم عفو'' کہنا جائز نہیں بلکہ ''اللّٰھم اعف یا اللّٰھم عفواً'' کہا جائے گا۔

ایک قول کے مطابق اس کی میم واو جمع کی مثل ہے۔ گویا دعا مانگنے والا عرض کرتا ہے۔ اے وہ ذات جو تمام اسماء حسنیٰ کی مالک ہے اس کو مشدد اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ

علامتِ جمع کے عوض پر دلالت کرے اس لیے حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ اللّٰھم تمام دعاؤں کا مجموعہ ہے حضرت نضر بن شمیل سے منقول کہ جس نے اللّٰھم کہا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے تمام اسماء حسنیٰ کے واسطہ سے سوال کیا۔ اور ابو رجاء العطاری سے مروی ہے کہ اللّٰھم کے مادہ میں اللہ تعالیٰ کے ننانویں اسماء حسنیٰ جمع ہیں۔

اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ مضاعف کے اسم مفعول سے منقول ہے۔ محمد اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کی صفات محمودہ کثیر ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ اور آپ کی محامد کثیر ہیں۔ آپ مقام محمود والے ہیں جس کی وجہ سے اولین وآخرین آپ پر رشک کریں گے اور اس مقام پر تمام اہل محشر آپ کی حمد کریں گے اور آپ کی ذات میں حمد کی تمام انواع اور اس کے تمام معانی مجتمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پرچم کو لواء الحمد بنایا ہے جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام داخل ہوں گے۔

الاُمّــی۔ میم مشدد ہے اور الامّ کی طرف منسوب ہے اور امی وہ ہوتا ہے جو نہ لکھے اور نہ لکھے ہوئے کو پڑھے گویا وہ اپنی ماں سے جننے کی اصل حالت پر ہوتا ہے۔ یا اپنی ماں کی مثل ہوتا ہے کیونکہ خواتین میں عدم کتابت کی صفت غالب ہوتی ہے۔

ایک قول کے مطابق اُمیّ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے اور بعض کے نزدیک یہ اس امت کی طرف منسوب ہے جس کی اکثریت پڑھتی اور لکھتی نہیں اور ان سے مراد عرب ہیں۔ ایک قول کے مطابق امت کی طرف منسوب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں اکثر فکر مند رہتے تھے۔ ایک قول کے مطابق اُم الکتاب کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ اُم الــکتـــاب آپ پر نازل کی گئی ہے۔ یا اس لیے کہ آپ لوگوں کو اُم الکتاب کی دعوت دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے علوم سے نوازا ہے جن کی کوئی حد وانتہا نہیں اس کے باوجود آپ کے حق میں عدم کتابت معجزہ ہے اور صلح حدیبیہ

کے موقع پر آپ سے کتابت کا وقوع بھی آپ کا معجزہ ہے۔ اگر چہ اس وقوع میں اختلاف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ آپ کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیام رسالت ملنے تک حضرت خدیجہ آپ کے ساتھ رہیں۔ آپ پر ایمان لانے کا شرف ملا اور آپ کی نصرت فرماتی رہیں۔ آپ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے تھی۔ حضرت ابراہیم آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے تھے۔ حضرت خدیجہ کا وصال صحیح ترین روایت کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل ہوا ہے۔

2- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت خدیجہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح حضرت خدیجہ کے وصال کے چند ایام بعد۔ نماز جنازہ کی فرضیت سے پہلے ہوا تھا۔ ان کا وصال 23 ہجری میں ہوا ہے۔

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت سودہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے مُشرف ہونے والی خواتین میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بن بیاہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پہلے سال ماہِ شوال میں حضرت عائشہ کی نو سال عمر میں رسم عروسی ادا کی گئی۔ حضرت عائشہ کا وصال ماہِ رمضان 58 ہجری میں ہوا۔

4- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے

ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے تیس ماہ گزرنے کے بعد شعبان کے مہینے میں نکاح کیا۔ ان کا وصال ماہ شعبان 45ھ میں ہوا۔

5- حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔ ان کی کنیت ام المساکین تھی۔ کیونکہ مساکین پر بہت اخراجات فرماتی تھیں ان کے ساتھ آپ کا نکاح ہجرت کے تیسرے سال ماہ رمضان میں ہوا۔ اور اس کے بعد اٹھارہ ماہ گزرنے کے بعد وصال ہو گیا۔ ہجرت کے بعد آپ کی زندگی میں بالا جماع ان کے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کا وصال نہیں ہوا۔

6- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ماہِ شوال 4ھ میں ہوا اور ان کا وصال 62ھ میں ہوا ہے۔

7- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ ذی قعدہ 7ھ میں نکاح فرمایا۔ اور ان کا وصال 20ھ میں ہوا۔

8- حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔ ان کے ساتھ آپ کا نکاح 6ھ میں ہوا اور ان کا وصال 56ھ میں ہوا۔

9- حضرت ریحانۃ بنت شمعون رضی اللہ عنہا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی نضیر سے تھا۔ قبیلہ بنی نضیر قریظہ کے بھائی تھے۔ حضرت ریحانۃ بنی قریظہ کے قیدیوں میں شامل تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرما کر باقی ازواج مطہرات کی طرح ان کے ساتھ پانچ سو درہم مہر کے بدلے نکاح فرمایا۔ ایک قول کے مطابق یہ لونڈی تھیں اور آپ کی حیات میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ اور ایک قول کے مطابق ان کا وصال آپ صلی اللہ کے وصال کے بعد ہوا ہے۔

10- حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان امویہ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ آپ کا نکاح اس وقت ہوا جب یہ 7ھ میں نجاشی کے پاس تھیں۔ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں چار ہزار دینار مہر ادا کیا تھ۔ ن کا وصال مدینہ منورہ میں 40ھ

کے بعد ہوا ہے۔

11- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ اسرائیلیہ - یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں ان کے ساتھ آپ کا نکاح 7 ہجری میں ہوا۔ اوران کا وصال ایک قول کے مطابق 55ھ میں اور ایک قول کے مطابق 56ھ میں ہوا ہے۔

12- حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔ ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اوران کا وصال 51ھ کو مقام سرف میں ہی ہوا ہے۔

یہ وہ بارہ خواتین ہیں جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصاحبت فرمائی۔ اور سات دیگر خوش بخت خواتین سے بھی نکاح فرمایا مگر انہیں مصاحبت کا شرف نہ مل سکا۔

تنبیہ:

ایک روایت میں صرف ازواجہ کا لفظ ہے اور دوسری روایت میں ازواج مطہرات کی صفت امہات المومنین کا ذکر بھی ہے پہلی روایت اُن ازواج مطہرات کو بھی شامل ہے جن کے ساتھ رسم عروسی ادا نہیں کی گئی ہے اور دوسری روایت ان کو شامل نہ ہوگی۔ اور مشہور ضابطہ ہے کہ مقید کا حکم مطلق پر اور خاص کا حکم عام پر لگایا جائے گا۔ اس ضابطہ کے تحت پہلی روایت میں بھی ازواج مطہرات سے وہی مراد ہوں گی جن کے ساتھ رسم عروسی ادا کی گئی ہے۔

ذریّت کی تحقیق:

ذریّت کے ذال معجمہ میں ضمہ اور کسرہ دونوں لغتیں ہیں۔ ذریّت کا اطلاق انسان کی نسل پر کیا جاتا ہے خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث لیکن کبھی کبھی اس کا اطلاق عورتوں اور بچوں کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔ اسی سے ذراری المشرکین (مشرکوں کی عورتیں اور

بچے) ہے۔ یہ لفظ الذّرء سے مشتق ہے۔ جس کا معنیٰ خلق ہے، کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ ساقط ہو گیا ہے اور ایک قول کے مطابق یہ ذرّ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ فرق یعنی جدا ہونا ہے۔

اور بعض کے نزدیک یہ الذّر سے مشتق ہے جس کا معنیٰ چھوٹی چیونٹی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابتداً انہیں چھوٹی چیونٹیوں کی مانند پیدا کیا تھا آخری دو صورتوں میں ہمزہ کی کوئی اصل نہیں بن پڑتی۔

بقول ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ ذریّت میں بیٹیوں کی اولاد بھی بالاتفاق داخل ہے لیکن اس قول کو ردّ کر دیا گیا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیٹیوں کی اولاد ذریّت میں داخل نہیں اور ایک روایت میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی قول منقول ہے۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریّت میں داخل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور اس اصلِ عظیم اور جوہرِ کریم کے شرف کی وجہ سے انہیں خصوصیت حاصل ہے۔

آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک قول کے مطابق آل کی اصل اہل ہے۔ ھاء کو ہمزہ کے ساتھ بدل دیا گیا ہے اور پھر دونوں ہمزوں کے درمیان تسہیل کی گئی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے اس کی تصغیر اُھیل آتی ہے۔ یہ مشہور قول ہے۔ یہی امام سیبویہ اور محققین نحاۃ کا مذہب ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کی اصل اَول ہے جو آلَ یَؤُولُ سے مشتق ہے۔ جس کا معنیٰ لوٹنا ہے پس ہر وہ ذات جو کسی کی طرف رجوع کرتی، منسوب ہوتی ہے اور اسے تقویت دیتی ہے وہ اس کی آل کہلاتی ہے۔ اس کی اصل اوّل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُویل آتی ہے۔ امام کسائی نے یہ تصغیر نقل کی ہے۔ آل کی اضافت ہمیشہ معظم اور صاحبِ شرف کے ساتھ مختص ہے۔ جیسے کہ حاملین قرآن کو آل اللہ کہا جاتا ہے۔ آلِ فرعون کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے عظیم لوگوں کی صورت میں فرض کیا گیا ہے۔

آل کا لفظ صحیح ترین قول کے مطابق ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن غیر عاقل کی طرف اس کی اضافت جائز نہیں۔

آل کے لفظ میں اس کا مضاف الیہ داخل ہوتا ہے مثلاً فَعَلَ آل فلاں کہا جائے تو فلاں اپنی آل میں داخل ہوگا۔ ہاں اگر کوئی قرینہ ایسا پایا جائے جو عدمِ دخول کا باعث ہے تو پھر داخل نہ ہوگا۔ جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔

اِنَّا آلُ محمدٍ لاتحلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ۔

ہم آلِ محمد ہیں ہمارے لیے صدقہ واجبہ حلال نہیں۔

اگر آل اور اس کا مضاف الیہ دونوں اکٹھے ذکر کیے جائیں تو پھر مضاف الیہ اس میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہے جیسے فقیر و مسکین کہ ان میں سے ایک کا ذکر ہو تو دوسرا اس میں داخل ہوتا ہے اور اگر دونوں اکٹھے ذکر کیے جائیں تو پھر ایک دوسرے کو شامل نہیں ہوتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کے نزدیک درود میں آل سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے اور وہ بنی مطلب اور بنی ہاشم کے مومنین ہیں۔ اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو آپ نے حضرت حسن کو فرمایا تھا کہ انا آلِ محمد لاتحل لنا الصدقة ۔ اور اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔

وانها لاتحل لمحمّد ولال محمّد ۔

زکوٰۃ محمد اور آلِ محمد کے لیے حلال نہیں۔

ایک قول کے مطابق آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے کیونکہ ایک روایت میں آل کی جگہ ازواجه و ذریته کے الفاظ ہیں۔ پس یہ الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے ہیں یہاں آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان تینوں الفاظ کا ایک جگہ جمع

ہونا جائز ہے۔ جو ان کے درمیان تغایر کی دلیل ہے اور کبھی آل کا اطلاق ازواج مطہرات پر ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔

ما شبع آل محمد من خبز مأدوم ثلاثاً۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تین دن مسلسل کبھی بھی سالن والی روٹی سے سیر نہیں ہوئیں۔''

اور بعض علماء کے نزدیک آلِ محمد سے خاص اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا مراد ہے اور بعض علماء کے نزدیک آلِ محمد سے حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ذریت ہے اور یہ وہ حضرات ہیں اگر بالفرض رسول اللہ علیہ وسلم وارث بناتے تو یہ حضرات آپ کے وارث بنتے۔

بعض علماء نے اس قول کی حمایت میں یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جو شخص ان مذکورہ حضرات کے سوا کسی کے ساتھ آلِ محمد کی تفسیر کرے گا تو وہ غلطی کا مرتکب ہوگا۔ لیکن ان کا یہ زعم درست نہیں۔ ایک قول کے مطابق آل سے مراد تمام قریش ہیں اور ایک قول کے مطابق آل سے مراد ساری امتِ اجابت ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اسی قول کی طرف ہے۔

الازہری اور بعض شافعیہ کا مختار بھی یہی قول ہے۔

شرحِ مسلم میں امام نووی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

القاضی حسین وغیرہ علماء نے امت اجابت میں اتقیاء کی قید لگائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کی تائید کرتا ہے۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ (انفال:۳۴)

اللہ کے دوست متقی لوگ ہی ہیں۔

جن علماء نے امت اجابت مطلق ذکر کی ہے ان کا کلام بھی اسی پر محمول ہوگا۔ اور بعض نے فرمایا کہ اطلاق کے قول کو مطلق رکھا جائے اور صلوٰۃ سے مطلق رحمت مراد لی

جائے۔

اور آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ ۔ والی حدیث کی سند نہایت کمزور ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ ان کے اپنے قول کے طور پر مروی ہیں لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

ابن عبدالسلام نے فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ صلوٰۃ میں آل، ازواج اور ذریت کے ذکر پر اکتفاء اولیٰ ہے کہ احادیث میں ان کا ہی ذکر وارد ہے۔ صحابہ کرام کا ذکر وارد نہیں (مصنف فرماتے ہیں) صلوٰۃ تشہد میں اس کا اولیٰ ہونا ظاہر ہے۔ لیکن بیرون نماز صحابہ کرام کا ذکر اولیٰ ہے۔ کیونکہ جب صلوٰۃ تمام آل پر بھیجی جائے گی تو آل میں ایسے افراد بھی داخل ہیں جو صحابی نہیں۔ تو صحابی پر بدرجہ اولیٰ صلوٰۃ بھیجنی چاہیے۔

(البركة) برکت کا معنیٰ نمو اور خیر و نوازش کی زیادتی ہے ایک قول کے مطابق اس کے معنیٰ عیب سے پاک کرنا ہے اور ایک قول کے مطابق عیب سے پاک کرنے کا دوام واستمرار ہے اسی لیے پانی کے حوض کو بركة الماء کہا جاتا ہے کہ اس میں پانی ٹھہرا رہتا ہے اور اونٹ جب اپنے باندھنے کی جگہ کو لازم بنالیتا ہے تو 'برك البعير' کہا جاتا ہے اور سعادت مند کو مبارک اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ محبت اور اس میں رغبت کی جاتی ہے لہٰذا وبارك علی محمد کا مطلب ہوگا۔ اے اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل خیر عطا فرما اور آپ کے ذکر اور آپ کی شریعت کو دوام بخش اور آپ کی پیروی کرنے والوں میں کثرت فرما۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے حق میں شفیع بنا کر امت کو آپ کی سعادت مندی کی معرفت عطا فرما۔ اور امت کو اپنی رضامندی کے گھر (جنت) میں اُتار۔

ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ تبریک دوام، زیادت اور سعادت کا جامع ہے۔

''وبارك على آله'' کا مطلب ہے کہ آل کو ان کے لائق خیر عطا فرمائی جائے

اور اسے ان کے حق میں دائم رکھا جائے۔

''ابـراھیم'' حضرت ابراہیم قرآن کریم کے منطوق کے مطابق ابن آزر ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا۔ اہلِ تورات وانجیل کا اسی پر اتفاق ہے۔ چچا پر اب کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے۔

نـعبد الهك واله اٰبائك ابراهيم واسماعيل (البقرہ:۱۳۳) حضرت اسماعیل حضرت یعقوب کے چچا تھے۔(علیٰ نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام)

آل ابراہیم سے مراد آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت اسماعیل واسحاق کی متقی اولاد ہے۔

آلِ محمد پر صلوٰۃ کا مسئلہ:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کے نزدیک آل پر درود پڑھنا واجب نہیں بلکہ بہت سارے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبل سے ایک روایت وجوب کی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وجوب کا ایک قول منقول ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ابواسحاق المروزی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں احادیث صحیحہ وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے دو جواب دیتے گئے ہیں۔ ان میں سے زیادہ اچھا بلکہ زیادہ درست جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کی کیفیت سے صحابہ کرام کو جو جواب ارشاد فرمایا تھا وہ کہیں آل کے لفظ کی زیادتی کے ساتھ اور کہیں اس لفظ کے بغیر منقول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو وجوب پر اس صورت میں محمول کیا جا سکتا تھا جب تمام روایات متفق ہوتیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں اگر وہ سارے پڑھنے واجب ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات ان الفاظ کے بعض حصے پر اکتفاء نہ فرماتے۔

بخاری میں حضرت ابوسعید سے مروی حدیث میں آل پر صلوٰۃ ساقط ہے اور

برکت کا اثبات ہے حالانکہ صحابہ کرام نے برکت کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا اور نہ ہی آیت میں برکت کا حکم ہے۔

اور حمید کی حدیث جو کہ متفق علیہ ہے اس میں بھی آل پر صلوٰۃ نہیں اور نہ ہی برکت کا ذکر ہے۔

اس حدیث میں 'علی ازواجہ وذریتہ' کے الفاظ ہیں ازواج اور آل کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اور ذریّت وآل کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

اور اسی کی اصل درود میں تشبیہ کے عدم وجوب پر استدلال کیا گیا ہے یعنی 'کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم' کے پڑھنے کے عدم وجوب پر استدلال کیا گیا ہے۔

کیونکہ حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں تشبیہہ ساقط ہے۔ اس میں صرف اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد' کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث گزر چکی ہے۔ وہاں پر ہم نے وجوب کی ایک وجہ یہ بھی نقل کی ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ہمارے مذہب میں نماز کے آخری تشہد میں آل پر درود پڑھنا سنت اور پہلے تشہد میں مستحب ہے۔ اس پر امام نووی نے یہ اشکال پیش کیا ہے کہ یا تو دونوں تشہد میں سنت ہونا چاہیے یا پھر دونوں میں سنت نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اور صحیح احادیث بھی دونوں کے برابر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام نووی نے اس اشکال کو پیش کرنے کے بعد دونوں تشہدوں کے درمیان فرق بیان کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(مصنف اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں) کچھ قواعد کے ذریعہ نص سے ایک ایسے معنیٰ کا استنباط ہوتا ہے جو نص کو خاص کر دیتا ہے اور یہاں پر وہ معنیٰ یہ ہے کہ پہلے تشہد میں آل پر صلوٰۃ کے مستحب ہونے سے باقی تمام کیفیات کا مستحب ہونا لازم

آ ئے گا۔ حضرت ابراہیم اوران کی آل سے تشبیہ وغیرہ سب کا مستحب ہونا لازم آ ئے گا کیونکہ ان سب چیزوں کے بارے میں حکم ہے اوران میں سے بعض کی تخصیص کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ اوران تمام چیزوں کے مستحب ہونے کی وجہ سے پہلے تشہد میں تطویل لازم آ ئے گی اور پہلے تشہد میں تطویل خلافِ معروف ہے۔

اس کا ایک دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آخری تشہد میں آ ل پر صلوٰۃ کے وجوب کا بھی ایک قول ہے اوراب اگر پہلے تشہد میں صلوٰۃ کے مستحب ہونے پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے میں بھی مستحب قرار دیا جائے تو پھر رکنِ قولی کوقول پرنقل کرنا لازم آ تا ہے اورایک قول کے مطابق رکن قولی کوقول پرنقل کرنا مبطل نماز ہےاوراس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابطال سے احتیاط اولیٰ اورزیادہ تاکیدی چیز ہے۔

بعض حنبلی علماء کے ظاہر کلام سے ’وبارك علی محمد ‘پڑھنے کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ ابن حزم نے وجوب پر جزم کیا ہے خواہ زندگی میں ایک مرتبہ ہی پڑھا جائے۔ لیکن فقہاء کرام میں سے کسی نے بھی اس معاملے میں ان سے اتفاق نہیں کیا۔

(العالمین) یہ عَالَمْ کی جمع ہے اوراس سے مراد ماسوی اللہ ہے ایک قول کے مطابق العالمین سے مراد صرف عقلاء ہیں اورایک قول کے مطابق صرف جن وانس ہیں اورایک قول کے مطابق فرشتے اورشیاطین مراد ہیں۔ لفظ عالم کا واحد نہیں۔ عالم کی انواع میں سے عقل والوں کو بوجہ شرف کے تغلیب دے کر اس کی جمع واوٗ،نون کے ساتھ بنائی گئی ہے۔ العالمین کے لفظ میں حضرت ابراہیم اوران کی آل پر صلوٰۃ وبرکت کے مشہور ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اورشرف کے اطرافِ عالم میں منتشر ہونے کی طرف اشارہ ہے اوراس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مطلوبہ صلوٰۃ وبرکت انتشار وشہرت میں مذکورہ صلوٰۃ وبرکت کے مشابہ ہونی چاہیے۔

(الحمید) بروزن فعیل بمعنی محمود ہے اورحمید سے مراد وہ ذات ہوتی ہے جو تمام

صفات حمد کی مالک ہوتی ہے اور بعض نے فرمایا ہے حمید بمعنی حامد ہے کہ وہ اپنے بندوں کے افعال کی تعریف فرماتا ہے۔

(المجید) المجد بمعنی کرم سے مشتق ہے اور یہ بمعنی کریم ہے۔ صلوٰۃ کو ان دونوں اسماء پر اختتام کرنے کی وجہ یہ ہے۔ ان میں سے حمید کا معنیٰ ہے کہ حمد کو واجب کرنے والا، مسلسل اور پے بہ پے نعمتوں کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مجید کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کثرت احسان کی وجہ سے کریم ہے۔ ان دونوں اسماء سے پہلے مطلوب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وثناء اور تکریم وقرب کو ذکر کیا گیا۔ پس ان دونوں اسماء کا آخر میں ہونا ایسے ہی ہے جیسے تعلیل یا تذییل ہوتی ہے۔

(الاعلون) یہ لفظ بھی سابقہ روایات میں موجود ہے۔ یہ لام کے فتحہ کے ساتھ ہے اس سے مراد ملائکہ ہیں کیونکہ وہ آسمانوں میں رہتے ہیں اور "الاسفلون" سے مراد جن ہیں کیونکہ وہ زمین میں رہنے والے ہیں۔

(المصطفون) فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اس سے مراد وہ افراد ہیں جن کو ان کی اپنی جنس میں سے چنا گیا ہے۔ یہاں پر باقی اولوالعزم رسل مراد ہیں یعنی حضرت نوح، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد وہ افراد ہیں جنہیں عیوب سے پاک رکھا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد صحابہ کرام ہیں اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد امت ہے۔

(المقربون) اس سے مراد وہ خاص ملائکہ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔ ولا الملائکۃ المقربون ۔ (النساء:172)

اور ملائکہ مقربین میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہیں، ایک قول کے مطابق حاملین عرش ہیں بغوی نے اسی پر جزم کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ملائکہ کروبیین ہیں جو عرش کے ارد گرد رہتے ہیں جیسے حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل اور ان کے طبقہ کے

اور فرشتے اور بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد اجرام فلکیہ کی تدبیر کرنے والے فرشتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ المقربون سات فرشتے ہیں۔ اسرافیل، میکائیل، جرائیل، عزرائیل، رضوان، مالک اور روح القدس علیہم السلام ہیں ساتواں فرشتہ روح القدس غیر جرائیل ہونے کی تقدیر پر ہے۔

اور انسانوں میں سے مقربین وہ ہیں جنہیں السابقون فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ○ (الواقعہ:10-11)

اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں وہی تو مقرب لوگ ہیں۔

(المکیال الاوفی) یہ لفظ بھی سابقہ ایک روایت میں واقع ہے۔

یہ کثرت ثواب سے کنایہ ہے۔ کیونکہ اشیاء کثیرہ کا اندازہ عموماً مکیال کے ساتھ اور اشیاء قلیلہ کا اندازہ میزان کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ پھر الاوفی کا لفظ ذکر کر کے مزید تاکید بیان فرمائی گئی ہے۔ بعض حضرات نے اس کی تقدیر بیان کی ہے۔

ان یکتال بالمکیال الاوفی الماء من حوضہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی بھرے ہوئے پیمانے کے ساتھ اسے حوض کوثر سے حصہ ملے گا۔

اس تقدیر کی دلیل حضرت حسن کا اثر ہے۔ لیکن یہ تقدیر بعید ہے

چھٹا فائدہ

تشبیہ کے ساتھ حضرت ابراہیم کی تخصیص کی وجہ:

تشبیہ صلوٰۃ میں حضرت ابراہیم اور آپ کی آل کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے علاوہ کسی کے لیے بھی رحمت اور برکت دونوں کو جمع نہیں فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(ھود:73)

"تم پر اے گھر کے لوگوں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں بے شک اللہ تعالیٰ حمد وثناء کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔"

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ اس لیے ان کے ذکر کو ترجیح دی گئی ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکرام کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے امت محمدیہ کے لیے "رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ " (سورہ ابراہیم: 41) کے الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی تھی اس کے بدلے میں انہیں تشبیہ صلوٰۃ میں مخصوص کیا گیا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) مذکورہ دعا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا زیادہ ظاہر ہے جو انہوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان الفاظ کے ساتھ فرمائی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ؕ (البقرہ:129)

ان کے علاوہ اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں مگر وہ محل نظر ہیں کیونکہ جواب دینے والے جس کا دعویٰ کر رہے ہیں وہ صحت نقل کا محتاج ہے۔

سوال:

اس تشبیہ کی وجہ کیا ہے؟ تشبیہ میں ہمیشہ مشبہ، اپنے مشبہ بہ سے ادنیٰ ہوتا ہے اور یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم اور ان کی آل سے افضل ہیں۔

جوابات:

اس سوال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح درود سکھانا اس علم سے پہلے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا یا خیر البریہ ۔تو آپ نے فرمایا یہ شان تو حضرت ابراہیم کی ہے اس جواب پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی افضلیت کے علم کے بعد صفت صلوٰۃ کو تبدیل فرما دیتے۔

2-ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع ایسا فرمایا ہے اور امت کے لیے مشروع فرمایا تا کہ وہ اس کی فضیلت حاصل کرے۔

ہم اس کا تیری ذات سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد کے لیے سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز فاضل کے لیے ثابت ہو چکی ہے اس کا ثبوت افضل کے لیے اولیٰ ہوتا ہے۔

3- تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے یہاں اصل صلوٰۃ کو اصلِ صلوٰۃ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے قدر کو قدر کے ساتھ تشبیہ نہیں دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ جو صلوٰۃ تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر نازل فرمائی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر بھی نازل فرما۔ جس کا ثبوت فاضل کے لیے ہوتا ہے اس کا افضل کے لیے بدرجہ اولیٰ واکمل ہوتا ہے۔ یہاں پر تشبیہ اکمل کے ساتھ کامل کا الحاق کرنے کے لیے نہیں بلکہ امت محمدیہ کو درود پاک پڑھنے پر برانگیختہ کرنے وغیرہ کے لیے ہے۔

4- یہاں کاف تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ تعلیل کے لیے ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کاف تعلیلیہ ہے ''اُذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ '' (البقرۃ:198) اس کو یاد کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔

5- پانچواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلت ومحبت سے نوازا ہے اور آپ کے ذکر خیر کو بعد میں آنے والے لوگوں میں باقی رکھا ہے۔ اس میں زیادتی طلب کرنے کے لیے یہاں تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ان دونوں نعمتوں کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام ممتاز ہیں۔ پس ان دونوں نعمتوں کی آپ صلی

للہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ ان میں سے پہلی نعمت کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں دی ہے کہ ولکن صاحبکم خلیل اللہ ۔ لیکن تمہارا صاحب اللہ کا خلیل ہے اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ایک آدمی ہزار کا مالک ہے اور دوسرا دو ہزار کا مالک ہے دو ہزار والا شخص سوال کرتا ہے کہ اس کو ایک ہزار اور دیا جائے جیسا پہلے کو عطا کیا گیا ہے تو اس طرح دوسرے شخص کے پاس پہلے کی نسبت تین گنا مال ہو جائے گا۔

6- چھٹا یہ دیا گیا ہے کہ یہاں تشبیہ کا تعلق صرف آلِ محمد کے ساتھ ہے البیان میں شیخ ابوحامد سے منقول ہے کہ اس جواب پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں نص فرمائی ہے۔ غیر انبیاء کا انبیاء کرام کے مساوی ہونا اگرچہ ناممکن ہے۔ لیکن یہاں آلِ محمد پر بھیجے جانے والی صلوٰۃ کا ثواب اور تعظیم میں حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ کی مثل ہونا مطلوب ہے۔ آلِ محمد کا حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے کمال میں برابر ہونا ہرگز مقصود نہیں کیونکہ کمال میں غیر نبی کا نبی کے برابر ہونا محال ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے امام شافعی سے اس قول کا منقول ہونا باطل ہے۔ امام شافعی کی فصاحت و بلاغت ایسی رکیک و معیوب ترکیب کو ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ (مصنف فرماتے ہیں) اس ترکیب میں کوئی رکاکت نہیں۔ کیونکہ اصل تقدیر ہے۔ اللھم صل علیٰ آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم ۔ اس کا تعلق دوسرے جملے کے ساتھ ہے۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصولی ضابطے کے مخالف ہے۔ ان کا اصولی ضابطہ ہے کہ متعلقات کا رجوع تمام جملوں کی طرف ہوتا ہے۔ بخلاف امام زرکشی کے کہ ان کے نزدیک متعلقات تمام جملوں کی طرف راجع نہیں ہوتے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ متعلقات کا رجوع تمام جملوں کی طرف اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی مانع نہ پایا جائے۔ اور یہاں مانع موجود ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا ابہام

ہے۔لہٰذا یہاں پر متعلق ماقبل کے تمام جملوں کی طرف راجع نہ ہوگا۔

(مصنف فرماتے) کہ بعض روایات میں آل کے ذکر کے بغیر بھی تشبیہ ہے (اس لیے یہ جواب تام نہیں)

7- ساتواں جواب یہ دیا گیا ہے یہاں مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ ہے۔کیونکہ آل ابراہیم میں اکثر انبیاء کرام ہیں۔لہٰذا جب حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم میں سے ان ذوات کثیرہ کا مقابلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو حاصل صفات کثیرہ کے ساتھ کیا جائے تو تفاضل کا انتفاع ممکن ہے۔ابوالیمن ابن عسا کر اور ابن عبدالسلام کا قول اس جواب کے قریب قریب ہے۔ان کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔اس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو رحمت و رضوان کا جو حصہ ملے گا وہ حضرت ابراہیم اور ان کی آل (کہ جس اکثریت انبیاء کی ہے) کو ملنے والے حصے کے قریب قریب ہوگا۔پھر اس مجموعہ کو تقسیم کیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو حضرت ابراہیم کی آل کے برابر حصہ نہیں ملے گا۔کیونکہ غیر انبیاء مساوی نہیں ہوسکتے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو بقیہ رحمت و رضوان کے آثار کا وافر حصہ عطا فرمایا جائے گا۔اس سے پتا چلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ اسلام سے افضل ہیں۔

اس جواب پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک روایت میں اسم کا اسم کے ساتھ مقابلہ ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اللّٰهم صل علٰى محمد كما صليت على ابراهيم ۔

8- آٹھواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں پر تشبیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقبل میں حاصل ہونے والے عطیہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماضی میں حاصل شدہ عطیہ کے درمیان ہے۔کیونکہ دعا کا تعلق مستقبل کی معدوم چیز کے ساتھ ہوتا ہے۔پس اس

لحاظ سے وہ چیز جو دعا سے پہلے حاصل ہے وہ تشبیہ میں داخل نہیں ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت حاصل ہے۔ اس اصل سے سوال ہی اٹھ جائے گا کیونکہ تشبیہ دعا میں ہے خبر میں نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ خبر میں تشبیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ حضرت ابراہیم کے عطیہ کی مثل ہے تو پھر اشکال وارد ہوتا لیکن تشبیہ کا وقوع ہی دعا کے لیے ہے۔

9۔ نواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر ہر ہر فرد کی طرف سے بھیجی جانے والی صلوٰۃ اور حضرت ابراہیم پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ کے درمیان تشبیہ ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر بھیجی جانے والی صلوٰۃ کا مجموعہ ابتدائے تعلیم سے آخر زمان تک کئی گنا زیادہ ہو جائے گا اُس صلوٰۃ سے جو حضرت ابراہیم کو حاصل ہے اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس جواب کو حضرت امام تقی الدین سبکی اور ان کے صاحبزادے تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ بندہ جب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کیفیت کے ساتھ (یعنی تشبیہ کے ساتھ) درود پڑھتا ہے تو گویا وہ یہ سوال کر رہا ہوتا ہے۔ اے اللہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیج جیسا تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بھیجا۔ اور جب یہی دعا ایک دوسرا شخص مانگتا ہے تو وہ اس صلاۃ کے علاوہ صلاۃ طلب کر رہا ہوتا ہے جو پہلے شخص نے طلب کی تھی۔ کیونکہ مطلوب یعنی صلاتین اگرچہ لفظاً مشابہ ہیں لیکن طالب کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے جدا جدا ہیں، بے شک دونوں دعائیں مقبول ہیں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پیش کرنا دعوۃ مستجابہ ہے پس ضروری ہے کہ جو کچھ اس شخص نے طلب کیا ہے وہ اس سے علیحدہ مطلوب ہے جو کچھ اس دوسرے شخص نے طلب کیا تھا تا کہ تحصیل حاصل لازم نہ آئے۔

لہٰذا جب بھی بندہ یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت

ابراہیم اوران کی آل کی صلاۃ کی مثل صلاۃ بھیجتا ہے۔ پس ان صلواتوں کا شمار ہی ممکن نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے رب کی طرف سے نازل ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک حضرت ابراہیم اوران کی آل کی صلاۃ کی تعداد کے برابر ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی صلوٰتوں کا شمار کیونکر ممکن ہوگا کہ آپ پر اس کیفیت کے ساتھ درود بھیجنے والوں کی تعداد کا شمار ہی ممکن نہیں۔

10- دسواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں تشبیہ کا تعلق درود بھیجنے والے کے ثواب کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے۔ اے اللہ: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ثواب حضرت ابراہیم پر درود بھیجنے والے کے ثواب کی مثل عطا فرما۔ اس جواب میں جو بعد اور تکلّف ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔

11- گیارہواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ اعلیٰ کے ساتھ تشبیہ دینا یہ قاعدہ کلیّہ عام ومطّرہ نہیں بلکہ کبھی ادنیٰ کے ساتھ بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ حالانکہ مشکوٰۃ کا نور، نور الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن تشبیہ میں مشبہ کو سامع پر خوب واضح اور ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے نورِ الٰہی کی مشکوٰۃ کے ساتھ تشبیہ حسین بن گئی ہے۔ اسی طرح یہاں صلوٰۃ کی تشبیہ میں بھی حسن پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم اوران کی آل کی تعظیم تمام طبقات اور اطراف عالم میں صلاۃ پڑھنے کے ساتھ مشہور ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لیے اس کی مثل تعظیم کی طلب حسین بن گئی۔

اس جواب کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پاک بھی کرتا ہے جو مسلم وغیرہ کی حدیث میں فی العالمین کے لفظ کے ساتھ آل ابراہیم کے ذکر کے بعد واقع ہے۔ لیکن آلِ محمد کے ذکر کے بعد واقع نہیں۔ اس کا مطلب ہوگا۔ اے اللہ: ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل پر درود اس طرح ظاہر فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اوران کی آل پر تمام جہانوں میں درود کو ظاہر و مشہور فرمایا ہے۔ لہٰذا یہاں تشبیہ

ناقص کو کامل کے ساتھ الحاق کرنے کے لیے نہیں بلکہ غیر مشہور کو مشہور کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے ہے۔

12- بارھواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آلِ ابراہیم میں سے ہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی صحیح حدیث سے ثابت ہے گویا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر خصوصاً اس مقدار کے برابر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے جتنی مقدار ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بمع حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے عموماً صلوٰۃ بھیجی ہے۔ پس آلِ محمد کو اپنی شان کے مطابق حصہ ملے گا اور باقی بچنے والا تمام حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والا حصہ آپ کے سوا دیگر آلِ ابراہیم کو ملنے والے حصے سے یقیناً بہت زیادہ ہوگا۔ پس اس لحاظ سے تشبیہ کا فائدہ واضح ہوگیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان الفاظ کے ساتھ درود کی طلب کی بنسبت دیگر الفاظ کے ساتھ طلب سے افضل ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔

13- تیرھواں جواب یہ دیا گیا ہے کہ درود پڑھنے والا جب اللّٰھم صل علیٰ محمد کہتا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے علماء و صلحاء پیدا فرما جو تیری جناب میں انتہائی بلند مراتب حاصل کرنے والے ہوں اور دین کے معاملے میں انتہائے جہد کرنے والے ہوں۔ ''کما صلیت علی ابراھیم'' جیسے تو نے حضرت ابراہیم کی آل میں ایسے رُسل انبیاء پیدا فرمائے جو مغیبات کی خبر دیتے تھے۔ ''وعلیٰ آلِ محمد کما صلیت علی آل ابراھیم'' اور تو نے آلِ ابرہیم کو تشریع و وحی کی نعمت سے نوازا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تحدیث کی نعمت سے نوازا کہ ان میں محدّثون (صاحب الہام افراد) کو پیدا فرمایا اور آپ کی امت کے لیے اجتہاد مشروع فرمایا اور اس کو حکم شرعی کا مرتبہ دیا۔ پس اس لحاظ سے آلِ محمد انبیاء کرام کے مشابہ ہوئے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس جواب میں جو بعد ہے وہ مخفی نہیں۔

امام نووی نے ان تمام جوابات کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ سب سے بہتر جواب وہ ہے جو امام شافعی کی طرف منسوب ہے یا جس میں اصل صلوٰۃ کو اصل صلوٰۃ کے ساتھ تشبیہ دی گئی یا جس میں مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور بعض علماء نے اس جواب کو پسند فرمایا ہے جس میں مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) مذکورہ جوابات میں سے اکثر پر تنقید کی گئی ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ جوابات اس طرح کے نہیں جیسے کہ امام نووی نے ان کی تعیم کی ہے۔

ساتواں فائدہ

صلوٰۃ میں لفظِ ترحم کی زیادتی میں اختلاف کا بیان:

گزشتہ احادیث میں تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ترحم کی زیادتی وارد ہے۔ بعض شافعی، مالکی اور حنفی علماء نے اسی پر عمل کیا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے ان علماء کے ردّ میں مبالغہ کرتے ہوئے اسے بدعت قرار دیا ہے۔ ان لوگوں میں ہمارے ائمہ میں سے امام الصیدلانی بھی شامل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ وَارْحَمْ محمداً کَمَا تَرَحَّمْتَ یا کَمَارَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کی زیادتی کرتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ حدیث میں وارد نہیں اور یہ استعمال قواعد عربیہ کے تحت درست نہیں کیونکہ لغت میں رحمت علیہ نہیں کہا جاتا بلکہ رحمتہ کہا جاتا ہے اور ترحم کا استعمال اس لیے صحیح نہیں کہ اس میں تکلف و تصنع کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا اطلاق مستحسن نہیں۔

امام نووی اور ابن العراقی وغیرہ علماء نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور متاخرین میں سے بعض فقہ وحدیث کے جامع علماء نے

منکرین کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جن احادیث میں اس لفظ کا اضافہ وارد ہے وہ تمام نہایت ضعیف ہیں ان کی سند کسی کذاب یا متھم بالکذب راوی سے خالی نہیں۔ اس لیے یہ احادیث قابلِ احتجاج نہیں۔ علامہ سبکی کا بیان بھی اس قول کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حدیثِ ضعیف پر عمل کا محل وہ حدیث ہے جس کا ضعف شدید نوعیت کا نہ ہو۔ اور علامہ سبکی کے اس بیان سے ان لوگوں کا ردّ بھی ہو گیا جو ان روایات پر عمل کرنے والوں کی اس بناء پر تائید کرتے ہیں کہ یہ ضعیف روایات ہیں اور فضائل میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

الصید لانی کے قول کہ رحمت علیہ نہیں کہا جاتا ہے کو اس بناء پر ردّ کر دیا گیا ہے کہ رحمت صلوٰۃ کے معنیٰ پر مشتمل ہے۔ اس لیے رحمت علیہ کہنا صحیح ہے۔

علامہ صاغانی نے بعض متقدمین علماء لغت سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کا ترحمت علیہ کہنا لحن اور خطاء ہے لیکن باب تفعیل سے حاء کی تشدید کے ساتھ رَحَّمتُ درست ہے۔ مجد لغوی فرماتے ہیں ہمارے علم و تحقیق کے مطابق مشاہیر ائمہ لغت میں سے کسی نے بھی رَحمت علیہ حاء مخففہ کے کسرہ کے ساتھ نقل نہیں کیا ہے اور اگر اس کی نقل صحیح ہو تو پھر ضعیف و شاذ ہے۔

ابن یونس شارح، ابو جیز فرماتے ہیں کہ الصید لانی کا قول قابل تسلیم نہیں کیونکہ جوہری نے نقل کیا ہے کہ رحمت علیہ لغت میں بولا جاتا ہے اور صید لانی کا یہ قول ہے کہ ترحم میں تصنع و تکلف کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق مستحسن نہیں یہ قول تکبر اور تفضل کے الفاظ سے باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی باب تفعل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کے الفاظ کے ساتھ دعا نہیں کرنی چاہیے" بلکہ آپ کے لیے صلاۃ، برکت جو آپ کے لئے مختص ہے اس کے ساتھ دعا کی جائے"۔

ان کے اس قول کو رد کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی دُعا احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ ان میں سے صحیح ترین حدیث تشہد والی حدیث ہے۔ جس میں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبر کاته'' کے الفاظ وارد ہیں۔ اور اس کے جواز کی ایک دلیل اعرابی والی حدیث ہے کہ جس میں اعرابی نے کہا تھا۔

اللّٰهم ارحمنی ومحمداً ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سن کر خاموش ہونا حدیث تقریری بن گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قول مبارک ہے۔

اللّٰهم انی أسئلك رحمة من عندك اللّٰهم رحمتك ارجوا یاحیّ یاقیوم برحمتك أستغیث ۔

اے اللہ: میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں۔ اے حی و قیوم میں تیری رحمت کا طلبگار رہوں۔

امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے خطبہ میں ہے ''صلی الله علیه وسلم ورحم وکرم''

(مصنف فرماتے ہیں) ہاں ابن عبدالبر کے کلام کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ حدیث تشہد کی طرح اس کے ساتھ صلاۃ وسلام کے الفاظ ملے ہوں تو پھر اس کا پڑھنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ ایک جماعت کا اسی پر عمل ہے بلکہ قاضی عیاض نے الاکمال میں اس کو جمہور سے نقل کیا ہے اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہی قول صحیح ہے اور امام غزالی نے ترحم کو صلوٰۃ وسلام سے جدا کر کے پڑھنے کے عدم جواز پر جزم کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ترحّم تاء کے ساتھ جائز نہیں اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کرتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور:63)

صلوٰۃ اگرچہ رحمت کے معنیٰ کو متضمن ہے مگر انبیاء کرام کی تعظیم اور ان کے مرتبہ رفیعہ کو دوسروں پر ممتاز کرنے کے لیے اسے انبیاء کرام کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے۔ نیز صلوٰۃ انبیاء کرام کے حق میں مطلق رحمت کے معنیٰ میں نہیں بلکہ اس سے مراد خاص رحمت

ہے جیسے کہ مقدمہ میں یہ بحث گزر چکی ہے۔لیکن اعرابی کا سابقہ قول ارحمنی ومحمداً اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر خاموش ہونا۔اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ اس کے ساتھ صلوٰۃ وسلام نہ بھی ملایا جائے تب بھی اس کے جواز کی دلیل ہے اور یہی قابل توجہ چیز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیثِ تقریری خاص ہے اسے آیت کریمہ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ کے عموم پر مقدم کیا جائے گا۔اور مناسب یہ ہے کہ عدمِ جواز کے قول کو اُس جواز کی نفی پر محمول کیا جائے جس کی دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں۔اس معنیٰ پر محمول کرنے کی صورت میں ترحّم کے مکروہ یا خلاف اولیٰ ہونے کی وجہ سے اس پر عدمِ جواز کا اطلاق صادق آئے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نص قرآنی کے مطابق عین رحمت ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين ۔

اس کے باوجود آپ کے لیے رحمت کی دعا اس لیے کی جاتی ہے کہ آپ عالمین کے لیے ان جملہ رحمتوں میں سے ایک رحمت ہیں جو رحمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آپ پر اور بھی بے شمار رحمتیں۔پس آپ کے لیے دعاءِ رحمت کے ذریعہ اس رحمت کی امثال ونظائر کا حصول طلب کیا جاتا ہے۔

آٹھواں فائدہ

درود میں اسم گرامی محمد سے پہلے لفظ سیدنا کے اضافہ کا مسئلہ:

اسمِ گرامی محمد سے پہلے سیدنا کے اضافے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔
المجد اللغوی فرماتے ہیں ظاہر یہی ہے کہ ماثور لفظ پر اکتفاء کرتے ہوئے نماز میں سیدنا کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔علامہ الاسنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پرانے زمانے کی ایک بات میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس اختلاف کی بنا اس پر رکھی ہے کہ امر کی پیروی افضل ہے یا طریق ادب افضل ہے۔طریق ادب افضل

ہونے کی صورت میں سیدنا کا اضافہ مستحب ہوگا اور امر کی پیروی کی صورت میں سیدنا کا اضافہ مستحب نہیں ہوگا۔ شرح الارشاد وغیرہ میں رجحان بھی یہی رہا ہے کہ طریق ادب افضل ہے۔ اس لیے لفظ سیدنا کا اضافہ بھی مستحب ہوگا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کی امامت فرما رہے تھے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ قائم رہنے کا حکم دیا مگر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ نماز سے فراغت کے بعد ان سے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو آپ پر واضح ہوا کہ انہوں نے ادب کے پیش نظر ایسا کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ابن ابی قحافہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تقدم مناسب نہ تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عذر کو قبول فرمایا۔ اس حدیث تقریری میں اس بات پر دلیل دینے والے کے بارے میں یہ علم ہو کہ وہ تعمیل حکم پر اصرار و جزم نہیں رکھتا تو پھر سلوک ادب، پیروئ امر سے افضل ہوگا۔

اس کے بعد مجھے علم ہوا کہ ابن تیمیہ نے لفظ سیدنا کے اضافے کو ترک کرنے کا فتویٰ دیا ہے اور اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض شافعی اور حنفی علماء نے ابن تیمیہ کا خوب رد کیا ہے اور اُن کے خلاف اظہار ملامت میں کافی دور تک چلے گئے ہیں ابن تیمیہ اس ملامت کے لائق ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے لیکن موقوف روایت زیادہ صحیح ہے۔

حسّنوا الصلوٰۃ علی نبیّکم۔

(اپنے نبی پر خوبصورت انداز کے ساتھ درود پڑھو)

اور اس کے بعد درود شریف کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اس میں ''علی سید المرسلین'' کا ذکر فرمایا ہے اور یہ نماز اور بیرونِ نماز دونوں کو شامل ہے۔ محقق شیخ

جلال الدین محلّی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مطلوب شرعی کے ذکر کے ساتھ لفظِ سید کا ذکر ادب ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ''قوموا لی سیدکم'' اپنے سردار کے لیے اٹھو۔ ان کی سیادت علم و دین کی وجہ سے تھی درود پڑھنے والوں کے قول۔ ''اللھم صلی علی سیدنا محمد'' میں اس امر کی اطاعت بھی ہے اور حقیقت واقعیہ کی خبر بھی ہے اور یہی ادب ہے۔ سابقہ حدیث کی رو سے اس کا پڑھنا ترک سے افضل ہے۔

اگرچہ شیخ جمال الدین اسنوی اس کی فضیلت میں متردد ہیں۔ جیسا کہ ان کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ پرانی بات میرے ذہن میں ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کی بناء اس بات پر رکھی ہے کہ سلوک ادب افضل ہے یا امتثال امر افضل ہے۔

''الحاوی'' پر لکھنے والے بعض علماء سے واقع ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ لفظ سید کا اضافہ نماز کو باطل کرنے والا ہے۔ یہ قول واضح باطل ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔

بعض حضرات نے بیرون نماز بھی لفظ سیدنا کے اضافہ کو منع کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو حجت بتایا ہے۔ جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا بُرا منایا تھا جس نے آپ کو ''انت سیدنا'' کہا تھا۔ لیکن ان لوگوں کا یہ زعم درست نہیں۔ کیونکہ آپ کا برا منانا مدح میں افراط کی وجہ سے تھا کہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ سیدنا کے بعد بہت سارے اوصاف ذکر کیا کرتے تھے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دلیل ہے کہ

قولوا بقولکم لا تستھم ینکم الشیاطین ۔

اپنی بات کرو شیاطین تمہیں گمراہ نہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا صحیح ارشاد ہے۔ ''انا سید ولد آدم'' میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ اور حضرت حسن کے متعلق فرمایا ''انّ ابنی ھذا سید'' میرا یہ بیٹا سردار ہے اور حضرت سعد بن معاذ کے متعلق فرمایا ''قوموا لِسیّدکم'' اپنے سردار کے لیے اٹھو۔

چوتھی فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہدیہ درود کے فوائد

درود شریف کے بے شمار فوائد ہیں۔ جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1۔ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلوٰۃ نازل ہوتی ہے۔ درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ اور درود شریف گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ ایک مرتبہ درود شریف کا ہدیہ دس غلاموں کی آزادی کے برابر ہے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں صحیح حدیث ہے۔

من صلّ علیّ صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرۃً

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے: **کتب اللہ لہ عشر حسنات ومحاعنہ عشر سیات**

اللہ تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لازم فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے۔

ورفعت لہ عشر درجات

اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔

ایک اور روایت جس کی سند حسن ہے میں ہے کہ

مامن عبد مؤمن یذکرنی فیصلی علیّ الا کتب اللہ لہ عشر حسنات ومحاعنہ عشر سیات ورفع لہ عشر درجات ۔

جو بندہ مؤمن مجھے یاد کرتا ہے۔ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔

ایک روایت کہ جس کی سند میں کوئی قصور نہیں میں ہے

من صلى عليّ عشراً صلى الله عليه مائةً ومن صلى على مائةً صلى الله عليه الفاً ومن زاد صبابةً وشوقاً كنت له شفيعاً وشهيداً يوم القيامة ۔

جو مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ایک ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور جو مجھ پر عشق واشتیاق سے زیادہ پڑھے گا تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا۔

ایک روایت میں مائةً کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

من صلى على مائةً كتب الله بين عينيه براة من النفاق وبراة من النّار واسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء ۔

جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق سے آزادی اور جہنم سے آزادی لکھ دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے شہداء کے ساتھ ٹھکانہ عطا فرمائے گا۔

اس روایت کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

ایک اور روایت میں الفاً کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

من صلى على الفاً زاحمت كتفه كتفي على باب الجنه ۔

جو مجھ پر ایک ہزار بار درود پڑھے گا تو قیامت کے دن جنت کے دروازے پر اس کا شانہ میرے شانہ اقدس کے برابر ہو گا۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اصل پر ابھی تک آگاہ نہیں ہو سکا۔

ایک روایت میں ہے:

صلوا علیّ فان الصلوٰۃ علی کفارۃ لکم وزکاۃ فمن صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ عشراً ۔

مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے گناہوں کا کفارہ اور طہارت ہے۔ پس جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرمائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے:

فان الصلوٰۃ علی درجۃ لکم ۔

بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے درجہ ہے۔

العراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ ان کے قول کو اس بنا پر مسترد کر دیا کہ اس کی سند میں علت وانقطاع پایا جاتا ہے۔

دارقطنی کے ہاں ایک روایت میں ہے:

البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علیّ (الحدیث)

بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہوا ہو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے:

من ذکرت عندہ فلیصلّ علیّ ومن صلی علی مرۃً صلی اللہ علیہ عشراً ۔

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود بھیجے۔ اور مجھ پر جو ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبلہ رخ سجدہ ریز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کو گمان گزرا کہ آپ وصال فرما گئے ہیں۔ وہ آپ کے قریب آئے تو آپ نے اپنا سر اقدس اٹھا لیا اور فرمایا کون شخص ہے؟ عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے پوچھا تو فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل امین حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من صلی علیك صلیت علیه ومن سلّم علیك سلمتُ علیه فسجدت لله شکراً ۔

جو آپ پر درود پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام عرض کرے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے سجدہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل امین مجھے ملے اور کہا کہ میں آپ کو مژدہ سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من صلی علیك صلیت علیه ومن سلم علیك سلمت علیه ۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور طویل سجدہ فرمایا اس کے بعد باقی حدیث بیان فرمائی۔

(مصنف فرماتے ہیں) تعدد واقعہ میں کوئی امر مانع نہیں۔

ایک روایت میں ہے:

سجدت شکراً لان جبرائیل اخبرنی انه من صلی علیّ صلی الله علیه ۔

میں نے شکر بجالانے کے لیے سجدہ کیا کہ جبرائیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے گا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

سجدت شکراً لربی فیما ابلانی ای فیما انعم علیّ فی امتی من صلی علیّ کتب اللہ له عشر حسنات ومحا عنه عشر سیئاتٍ۔

میں نے اپنے رب کا شکرادا کرنے کے لیے سجدہ کیا کہ اس نے مجھ پر میری امت کے حق میں احسان فرمایا ہے کہ جو مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھ دے گا۔ اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

ایک اور حسن سند والی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار تھے آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کو اس چیز کی بشارت نہ دوں جو تمہارے رب نے تمہاری امت کی جانب سے تمہیں عطا فرمائی اور جو تمہاری امت کو تمہاری جانب سے عطا فرمائی۔

من صلی علیك منهم صلاةً صلی اللہ علیه ومن سلم علیك منهم سلم اللہ علیه۔

امت میں سے جو آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے گا۔ اور جو آپ پر سلام عرض کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلامتی نازل فرمائے گا۔

ایک روایت جس کی سند جید بلکہ بعض محدثین نے صحیح قرار دی ہے۔ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی سے بھرا ہوا لوٹا ساتھ لے کر آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کی حالت میں پا کر آپ سے ذرا پیچھے ہٹ گئے حتیٰ کہ آپ نے اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا اور حضرت عمر کے پیچھے ہٹنے پر ان کا شکریہ ادا فرمایا پھر

فرمایا

ان جبرائیل اتانی فقال من صلی علیک فی امتک واحدۃً صلی اللہ علیہ عشراً ورفعہ عشر درجاتٍ ۔

جبرائیل میرے پاس آئے تھے انہوں نے کہا آپ کی امت میں جو آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔

ایک روایت جس کے راوی ثقہ ہیں اس میں ہے۔

ماصلی علی عبد من امتی صلوۃً صادقاً من قلبہ الاّ صلی اللہ علیہ بہا عشر صلواتٍ ورفعہ بہا عشر درجات وکتب لہ بہا عشر حسناتٍ ومحا عنہ بہا عشر سیأت ۔

میری امت میں سے جو بندہ اپنے صدقِ دل سے مجھ پر درود پڑھے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے بدلے، اس کے دس درجے بلند فرمائے گا اور اس کے بدلے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے بدلے اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

ایک روایت جس کی سند میں غیر مشہور راوی ہیں۔ لیکن ابن حبان نے غیر مجروح راوی کے بارے میں جو اپنا ضابطہ مقرر فرمایا ہے اس کے مطابق اس راوی کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اس روایت میں ہے:

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مسرورٌ فقال الملک جاء نی فقال لی یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول لک اما ترضی......فی لفظ......اما یرضیک یا محمد انہ لایصلی علیہ احد من عبادی ۔ وفی لفظ من امتک ۔ الا صلیت علیہ عشراً ولا یسلم احد من عبادی ۔ وفی لفظ من امتک ۔ الا سلمت

عشراً ۔ وفی لفظ "علیه" فیها ۔ قال بلی یارب ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسرت کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا تھا جس نے مجھ سے کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا آپ راضی نہیں؟ ایک لفظ میں ہے..... کیا آپ کو اللہ راضی نہیں کرے گا؟ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندوں میں سے جو بھی اور ایک لفظ میں ہے آپ کی امت میں سے جو بھی درود پڑھے گا تو میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں گا۔ اور میرے بندوں میں سے اور دوسری روایت میں تیری امت میں سے جو بھی سلام پیش کرے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا۔ ایک روایت میں دونوں مقام میں علیہ کا اضافہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا ہاں میرے رب۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوماً طیب النفس یُریٰ فی وجهه البشر فقالوا یارسول اللہ اصحبت طیب النفس یُریٰ فی وجهك البشر فقال اجل اتانی اٰتٍ من ربی فقال من صلی علیك من امتك صلوٰةً کتب اللہ بها عشر حسناتٍ ومحا عنه عشر سیاٰت ورفع له عشر درجاتٍ ورد علیه مثلها ۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش دلی کے ساتھ صبح کی کہ آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! آج آپ نے خوش دلی کے عالم میں صبح کی ہے۔ آپ کے چہرہ مبارک میں خوشی کے آثار دیکھائی دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس

نے کہا آپ کی امت میں سے جو آپ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجات بلند کرے گا۔ اور اس پر اس کی مثل لوٹا دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے:

اتانی اٰتٍ من رّبی فاخبرنی انه من یّصلی علیّ احد من امتی الّا رد الله علیه عشر امثالها ۔

میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اس نے مجھے خبر دی کہ میری امت میں سے جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کی دس مثال لوٹا دے گا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ابونعیم کے ہاں یہ روایت ہے کہ

''دفعنا الی النبی صلی الله علیه وسلم وهوا طیب شیء نفسا فقلنا له فقال مایمنعنی انما خرج جبرائیل علیه السلام انفاً فاخبرنی انه من صلّی علیّ صلاةً کتب الله له عشر حسناتٍ ومحا عنه عشر سیاٰت ورد علیه مثل ما قال''

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ بہت مسرور تھے ہم نے آپ سے مسرت کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے اظہار مسرت سے کون سا امر مانع ہے۔ جبرائیل علیہ السلام ابھی ابھی یہاں سے باہر نکل گئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ معاف فرما دے گا اور جو کچھ اس نے کہا اس پر لوٹا دے گا۔

تیمی اور ابن عساکر کے ہاں روایت ہے۔

دخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم فلم اره اشد استبشاراً

منه يومئذٍ ولا اطيب نفسا فقلت يارسول الله......مارايتك قط اطيب نفسا ولا اشد استبشاراً منك يومئذٍ؟ فقال: "مايمنعني، وهذا جبرائيل قد خرج من عندى انفاً فقال: قال الله تعالى: من صلى عليك صلاة عليه بها عشراً ومحوت عنه عشر سيأت وكتبت له عشر حسناتٍ."

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اس دن سے زیادہ ہشاش بشاش نہیں دیکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ کو آج کے دن سے زیادہ ہشاش بشاش نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ میری ہشاشت وبشاشت کے کوئی مانع نہیں یہ جبرائیل امین تھے جو ابھی میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ پس انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا۔ اور اس کے دس گناہ معاف کروں گا اور اس کے حق میں دس نیکیاں لکھوں گا۔

اور حضرت امام طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے:

اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتهلل وجهه مستبشراً فقلت: يارسول الله، انك على حالة مارائتيك على مثلها؟ قال صلى الله عليه وسلم وما يمنعني، اتاني جبرائيل عليه السلام فقال بشر امتك انه من صلى عليك صلاة كتب الله له بها عشر حسناتٍ وكفر عنه بها عشر سيأت.

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کا چہرہ اقدس خوشی سے دمک رہا تھا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس وقت جس حالت میں ہیں میں نے اس سے قبل ایسی حالت نہیں دیکھی آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی چیز مجھے اس حالت سے مانع ہے۔
میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے کہا کہ اپنی امت کو بشارت دیجئے کہ جو آپ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے بدلے اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔
اور ابن شاھین نے ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے۔
"ورفع له بها عشر درجاتٍ ورد الله عزوجل عليه مثل قوله، عرضت عليّ يوم القيامة"
اور اس کے بدلے اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اس کی مثل لوٹا دے گا۔ اور قیامت کے دن اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔
طبرانی کی ایک روایت میں ہے:
دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم واسارير وجهه تبرق فقلت: يارسول الله مارايتك اطيب نفسا ولا اظهر بشراً من يومك هذا؟ قال صلى الله عليه وسلم "وكيف ولا تطيب نفسي ويظهر بشري! وانما فارقني جبرائيل عليه السلام الساعة فقال: يا محمد من صلى عليك من امتك صلاة كتب الله له بها عشر حسناتٍ، ورفع له بها عشر درجات، وقال له الملك مثل ماقال قلت يا جبرائيل: وماذاك الملك؟ قال قال ان الله عزّوجلّ وكل ملكا منذ خلقك الى ان بعثك لا يصلي عليك احد من امتك الاقال: وانت صلى الله عليك ."
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کے چہرہ اقدس کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول

اللہ! میں نے اس دن سے زیادہ آپ کو ہشاش بشاش نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ذات کیوں نہ خوش ہو اور اپنی خوشی کا اظہار کیوں نہ کرے۔ جبرائیل ابھی مجھ سے جدا ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے بدلے اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ اور فرشتہ اس کے حق میں اس کی مثل کہے گا جو اس نے کہا ہے۔ میں نے کہا اے جبرائیل وہ کون سا فرشتہ ہے؟ حضور فرماتے ہیں کہ جبرائیل نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو آپ کی تخلیق سے لے کر قیامت کے دن تک آپ کے اٹھائے جانے تک آپ کا جو بھی امتی آپ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ اسے کہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ پر صلاۃ نازل فرمائے۔

اور ایک روایت میں ہے:

"ما من مسلم يصلي عليك صلاة واحدة الا صليت انا وملائكتي عليه عشراً"

جو بھی مسلمان آپ پر ایک بار درود پڑھے گا تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ صلاۃ بھیجیں گے۔

ابو یعلی اور صابونی نے ان الفاظ کا اضافہ روایت کیا ہے۔

فاكثروا من الصلاة عليّ يوم الجمعة، واذا صليتم علي فصلوا على المرسلين، فاني رجل من المرسلين .

مجھ پر جمعہ کے دن بکثرت درود پڑھو جب تم مجھ پر درود پڑھو تو دوسرے مرسلین پر بھی درود پڑھو کیونکہ میں مرسلین کا ایک فرد ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے:

ولایکون لصلاته منتهی دون العرش لاتمر بملك، الاقال: صلوا علی قائلها کما صلی علی النبی محمد "صلی الله علیه وسلم"

اس کے درود کا مقام انتہا عرش کے سوا کوئی جگہ نہیں اور وہ جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس کے پڑھنے والے پر (اے فرشتو!) تم بھی صلاۃ بھیجو جیسا کہ اس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ بھیجی ہے۔

ایک روایت میں ہے جس کی سند حسن ہے اور اسے صحیح بھی کہا گیا ہے۔

خرج صلی الله علیه وسلم فاذا بابی طلحة فقام الیه متلقاه فقال بابی انت وامی یارسول الله! انی لاری السرور فی وجهك؟ قال: اجل اتانی جبرائیل انفاً فقال یا محمد من صلی علیك مرة ۔ اوقال واحدة ۔ کتب الله له بها عشر حسنات، محا عنه بها عشر سیات، ورفع له بها عشر درجات .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو اچانک ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آمنا سامنا ہو گیا پس وہ کھڑے ہو گئے اور آپ سے ملاقات کی اور کہنے لگے یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا میں آپ کے چہرہ اقدس میں مسرت کے آثار دیکھ رہا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے ابھی میرے پاس جبرائیل آئے تھے انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے بدلے اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے بدلے اس کے دس درجات بلند فرما دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سند حسن کے ساتھ مروی ہے۔

''من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم واحدة صلى الله تعالىٰ عليه وملائكته بها سبعين صلاة ۔''

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلے اس پر ستر رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

یہ حدیث حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اس میں اجتہاد و رائے کو کوئی دخل نہیں ہوسکتا۔

ابن ابی عاصم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔

سجدت شكراً لربي فيما ابلاني في امتي من صلى عليّ صلاة صلت عليه الملائكة مثل ما صلى عليّ فليقل عبد او ليكثر ۔

میں نے اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا کہ اس نے مجھ پر میری امت کے بارے میں احسان فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو فرشتے اس کے درود کی مانند اس پر درود پڑھیں گے۔ (پس اب بندے کے اختیار میں ہے) چاہے تو کم کرے یا چاہے تو اس میں کثرت کرے۔

ایک روایت میں ہے:

''من صلّى عليّ صلاة صلى الله عليه وملائكته عشرًا ومن صلّى عليّ عشرًا صلى الله عليه وملائكته مائةً من صلّى عليّ مائة صلى الله عليه وملائكته الف صلاة ولم تمس جسده النار''

جو مجھ پر ایک بار صلاۃ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ

صلاۃ بھیجیں گے اور جو مجھ پر دس بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سو بار درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجیں گے اور قیامت کے دن اس کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

"من صلی علی صلی اللہ علیہ وملائکتہ فلیکثر عبد او فلیقل ۔"

جو مجھ پر درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر رحمت نازل فرمائیں گے۔ (پس اب اس کے اختیار میں ہے) چاہے تو وہ اس میں کثرت کرے یا چاہے تو کمی کرے۔

ایک حسن سند والی روایت میں ہے:

من صلی علی صلاۃ لم تزل الملائکتہ تصلی ما صلی علی، فلیقل عبد من ذلك او فلیکثر ۔

جو مجھ پر درود بھیجے گا تو فرشتے اس کے حق میں اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود بھیجتا رہتا ہے۔ پس بندہ اس میں چاہے تو کمی کرے چاہے تو کثرت کرے۔

ایک دوسری ضعیف روایت میں ہے:

من صلی علی صلاۃ صلت علیہ الملائکتہ ما صلی علیّ فلیکثر عبد او لیقل ۔

(اس کا ترجمہ گزر چکا ہے)

ایک ایسی حدیث ہے جس کی سند میں کوئی قصور نہیں۔

"من صلی علیّ بلغتنی صلاتہ وصلیت علیہ وکُتب لہ سوی

ذالك عشر حسناتٍ ۔"

جوشخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے حق میں دعا فرماتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔عنقریب یہ الفاظ بھی آئیں گے۔

من صلى علي ثم بلغتني صلاته صليت عليه كما صلى علي ومن صليت عليه نالته شفاعتي ۔

جو مجھ پر جہاں درود پڑھے گا اس کا درود مجھ تک پہنچ جائے گا میں اس کے حق میں اس طرح دعا کروں گا جس طرح اس نے مجھ پر درود پڑھا ہے اور جس کے حق میں میں دعا کروں گا تو میری شفاعت اسے نصیب ہوگی۔

ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے کہ

من صلى عليّ كتب الله له بها عشر حسناتٍ ومحا عنه بها عشر سيأتٍ ورفعه بها عشر درجاتٍ وكن له عدل عشر رقاب ۔

جو مجھ پر درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے بدلے اس کے دس گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اس کے بدلے اس کے دس درجے بلند فرمادے گا اور وہ اس کے حق میں دس غلاموں کی آزادی کے ثواب کے برابر ہوں گی۔

اس روایت کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا ہے ایک جماعت نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

من صلى عليّ صلاة تعظيماً لحقي جعل الله عزّوجلّ من تلك الكلمة ملكاً لَه جناح في المشرق وجناح في المغرب، ورجلاه في تخوم الارض وعنقه ملوى تحت العرش يقول الله عزوجل له صلى على عبدي كما صلى على نبيي فهو يصلى

علیہ الی یوم القیامۃ ۔

جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے محض میرے حق کی تعظیم بجالانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ اس کا ایک پَر مشرق میں دوسرا مغرب میں ہوتا ہے اور اس کے پاؤں زمین کی گہرائی میں ہوتے ہیں۔ اور اس کی گردن عرش کے نیچے لپٹی ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل اسے حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے پر درود پڑھ جس طرح اس نے میرے نبی پر درود پڑھا ہے پس وہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہے گا۔

اور روایت ہے۔

ان للہ ملکا لہ جناحان احدھما بالمشرق والاخر بالمغرب فاذا صلی العبد علی حباً انغمس فی الماء ثم ینتفض فیخلق اللہ من کل قطرۃ تقطر منھا ملکا یستغفر لذلک المصلی الی یوم القیامۃ ۔

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے دو پَر ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں جب کوئی بندہ محبت بھرے انداز میں مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ پانی مین غوطہ لگاتا ہے پھر اپنے پَر جھاڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو مجھ پر درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک استغفار کرتا رہے گا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ میں اس کی سند پر آگاہ نہیں ہو سکا اور اس کی صحت محل نظر ہے۔

حضرت مقاتل سے روایت ہے۔

ان للہ ملکا تحت العرش علی راسہ ذؤابۃ قد احاط بالعرش ما من شعرۃ علی راسہ الا مکتوب علیھا (لا الہ الا محمد

رسول اللہ) فاذا صلی العبد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم تبق شعرہ منہ الا استغفرت لصاحبھا ۔ یعنی قائلھا

بے شک اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جس کے سر پر زلفیں ہیں جنہوں نے عرش کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کے ہر بال پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جب کوئی بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اس کا ہر بال اس درود پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے۔

امام سخاوی نے فرمایا کہ اس کی سند پر میں مطلع نہیں ہوا اور اس کی صحت بھی محل نظر ہے۔

وَیروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن میکائل عن اسرافیل عن الرفیع عن اللوح المحفوظ عن اللہ عزّ وجلّ من صلی علیک فی الیوم واللیلۃ مائتی مرۃ صلیت علیہ الفس صلاۃ، تقضی لہ الف حاجۃ ایسرھا ان یعتق من النار ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے جبرائیل امین سے اور حضرت جبرائیل نے حضرت اسرافیل سے اور انہوں نے بلند مرتبہ فرشتے سے اور انہوں نے لوح محفوظ سے نقل کیا اور لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ سے منقول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن ورات میں دو سو بار درود پڑھے گا تو میں اس پر دو ہزار رحمتیں نازل کروں گا اور اس کی ایک ہزار حاجات پوری کی جائیں گی اور ان میں سے آسان ترین حاجت یہ ہے کہ اس کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

اس کی تخریج ابن جوزی نے خطیب سے کی ہے اور ان سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث باطل ہے۔

طبرانی، ابن مردویہ اور ثعلبی وغیرہ نے ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں

ایک متروک راوی ہے۔

قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یارسول اللہ ارایت قول اللہ عزوجل (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط)؟ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام: ان ھذا من العلم المکنون لولا انکم سألتمونی عنہ ما اخبرتکم بہ ان اللہ وکل بی ملکین فلا اذکر عند عبد مسلم فیصلی علیّ الا قال ذالک الملکان غفر اللہ لک وقال اللہ وملائکتہ جواباً بالّذینک الملکین۔ (اٰمین)

صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انّ اللہ وملائکتہ الخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مخفی علم ہے اگر تم مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تمہیں اس کے بارے میں نہ بتاتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے ہیں۔ میرا تذکرہ کسی بھی مسلمان بندے کے ہاں ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمادے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں آمین۔

تنبیہ:

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ اس نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے حتیٰ کہ شہادتین میں ان کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت ان کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور ان پر صلاۃ کے ثواب کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔

(فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذا ذکرنی عبدی فی نفسہ ذکرتہ فی نفس واذا ذکرنی فی

ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم ۔

جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔

(یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا اجر اپنی طرف سے دس رحمتوں کے نزول کو قرار دیا اور آپ پر سلام کی جزا اپنی طرف سے دس مرتبہ سلامتی کے نزول کو قرار دیا ہے۔ اسی سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہو گیا جس میں کہا جاتا ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہونا نص سے ثابت ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وہ کون سی فضیلت ہے کہ اس کے بدلے میں دس گنا سے زیادہ ثواب ملتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ درود کے سوا ہر نیکی کا بدلہ جنت کے دس درجات ہیں۔ اور درود شریف کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس مرتبہ صلاۃ ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو ایک مرتبہ یاد فرمانا کئی گنا والی نیکی سے زیادہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر اکتفاء نہیں فرماتا بلکہ اس کے ساتھ دس درجات کی بلندی اور دس گناہوں کی معافی عطا فرماتا ہے اور اس کے حق میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اسے دس غلاموں کی آزادی کے برابر بنا دیتا ہے۔ پس اس عبارت کے شرف اور دوسری نیکیوں کے مقابلہ میں کئی گنا اضافہ کے امتیاز کی عظمت میں غور کیجئے امید ہے کہ یہ بات تمہیں بکثرت درود پڑھنے پر آمادہ کرے گی تاکہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تمہارے نصیب میں ہو جائیں (اس کتاب کے مقدمہ کی ابتداء میں ابن عینیہ کا صحیح قول ذکر ہوا ہے اس کا بھی اس جواب کے ساتھ تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بندے پر نزولِ رحمت کی علامت:

بندے پر رحمت الٰہیہ کے نزول کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نورِ ایمان سے

مزین فرما دیتا ہے اور اسے توفیق کے زیور سے آراستہ فرما دیتا ہے اور اس پر تاج صداقت سجا دیتا ہے اور اس کی ذات سے خواہشات نفسانیہ اور ارادت باطلہ ساقط فرما دیتا ہے اور اسے اس کے بدلے میں تقدیر پر رضا عطا فرما دیتا ہے۔

حقوق العباد اصول حسنات سے ادا کیے جائیں گے:

امام بیہقی وغیرہ نے فرمایا کہ حقوق العباد اصول حسنات سے ادا کیے جائیں گے اور تضعیفِ حسنات بندے کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی جائیں گی۔ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو ان کا ثواب اسے عطا فرمایا جائے گا۔ اگر صحیح حدیث اس کی تائید کرے تو یہ فائدہ جلیلہ ہے اور تضعیف ہر نیکی کی نسبت ایک پر جو زیادتی اور افزونی ہوتی ہے اسے کہا جاتا ہے۔

2- درود شریف کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ درود فرشتوں کی محبت، ان کی اعانت اور ان کی طرف سے خوش آمدید کہنے کا سبب ہے۔ فرشتے درود شریف کو سونے کی قلموں کے ساتھ چاندی کے اوراق پر لکھتے ہیں اور درود پڑھنے والوں سے کہتے ہیں اس میں اضافہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ثواب میں اضافہ فرمائے گا۔

سند ضعیف کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

ان للمساجد اوتاداً جلساء هم الملائكة ان غابوا تفقّدوهم، وان مرضوا عادوهم، وان رأدهم، رحبواهم، وان طلبوا حاجة اعانوهم، واذا جلسوا حفت بهم الملائكة من لدن اقدامهم الى عنان السماء، بايدهم قراطيس الفضه واقلام الذهب يكتبون الصلٰوة على النبى صلى الله عليه وسلم ويقولون: اذكروا ارحمكم الله زيدوا زادكم الله ۔ فاذا استفتحوا الذكر فتحت لهم ابواب السماء واستجيب لهم الدعا وتطلع عليهم الحور العين، واقبل الله عزوجل عليهم بوجهه مالم

بخوضوا فی حدیث غیرہ ویتفرقوا، فاذا تفرقوا قام الزوار یلتمسون حلق الذکر ۔

مساجد میں کچھ اوتاد ہوتے ہیں جن کے ہم مجلس ملائکہ ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہوتے ہیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اور بیمار ہوتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں دیکھتے ہیں تو خوش آمدید کہتے ہیں اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ جب وہ بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کے قدموں سے لے کر آسمان تک کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں ان ہاتھوں میں چاندی کے اوراق اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے درود کو لکھتے ہیں اور یہ آواز دیتے ہیں زیادہ ذکر کرو اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اور تمہارے اجر میں اضافہ فرمائے جب وہ ذکر شروع کرتے ہیں تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ آہو چشم حوریں ان کی طرف جھانکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرماتا رہتا ہے۔ جب تک وہ کسی دوسری بات میں مصروف نہیں ہو جاتے اور متفرق نہیں ہو جاتے۔ جب وہ متفرق ہو جاتے ہیں تو زائرین فرشتے مجالسِ ذکر کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔

حلق الذکر حاء کے کسرہ اور لام کے فتحہ کے ساتھ حلقۃ کی جمع ہے حلقۃ حاء کے فتحہ اور لام کے سکون کے ساتھ ہے۔

3-درود شریف رسول اللہ کی شفاعت اور آپ کی شہادت کا سبب ہے:

سابقہ حدیث میں ہے۔

من زاد صبابة وشوقاً کنت له شفیعاً وشهیداً یوم القیامة ۔

جو عشق وشوق کے ساتھ درود زیادہ پڑھے گا میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا اور اس کے حق میں شہادت دینے والا ہوں گا۔

فصل ثانی میں یہ روایت گزری ہے کہ

''شھدت له یوم القیامة و شفعت''

میں قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دوں گا اور شفاعت کروں گا۔

اور ایک روایت میں ہے:

و جبت له شفاعتی

میری شفاعت اس کے حق میں واجب ہو جائے گی۔

اور ایک روایت میں ہے:

من صلی علیّ حین یصبح عشراً یمسی عشراً ادرکته شفاعتی یوم القیامة ۔

جو شخص صبح کے وقت مجھ پر دس بار درود بھیجے گا اور شام کے وقت دس بار درود بھیجے گا اسے میری شفاعت ملے گی۔

اس حدیث کو طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ایک سند جید اور دوسری میں انقطاع ہے۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

من صلی علیّ کنت شفیعه یوم القیامة ۔

جو مجھ پر درود پڑھے گا تو قیامت کے دن میں اس کا شفاعت کرنے والا ہوں گا

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی درود کے سبب شفاعت ہونے کی دلیل ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ (النساء:86)

جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا ان ہی الفاظ کو لوٹا دو۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ حکم دیا ہے کہ جب ان پر کوئی [illegible] ے تو اس کے مقابلہ میں اس سے اچھا جواب دیں

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تحیۃ عرض کرنے کا حکم دیا ہے کہ اللہ

فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

صلاۃ کا معنی رحمت ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صلاۃ کی طلب آپ کے لیے تحیۃ ہے۔ امر کا تقاضا ہے کہ تحیۃ کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ کی طرف سے بھی تحیۃ ہو پس اقتضاءِ امر کی وجہ سے بندوں کی طلب رحمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی مانند تحیۃ کی موجب ہے اور اس کی مانند تحیۃ یہ ہے کہ آپ پر اس شخص کے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب فرمائیں جس نے آپ پر درود بھیجا ہے اور یہی شفاعت کا معنی ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مسترد نہیں ہوتی لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت سب کے حق میں قبول فرمائے گا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی تائید بعض علماء کے اس قول سے بھی ہو جاتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ امت کے درود بھیجنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا ممنون احسان نہیں چھوڑا بلکہ آپ کو امت پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دے کر ان کا بدلہ دے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ (التوبہ:۱۰۳)

ان کے حق میں دعا فرمایئے آپ کی دعا ان کے لیے باعث اطمینان ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ بھیجنے کا کیا مطلب ان پر اللہ تعالیٰ کا اپنی انواع واقسام کی نعمتوں اور احسانات ونوازشات کا فیضان فرمانا ہے۔ اس کی شرح میں کافی طویل بحث فرمائی ہے۔ مقدمہ میں آیت مذکرہ کے فوائد میں سے چوتھے فائدے کے تحت میں نے اس کا ذکر کیا ہے وہاں پر اسے ملاحظہ کیجیے کیونکہ یہ نہایت نفیس مباحث پر مشتمل ہے۔ اسی میں درود پڑھنے والے پر دس رحمتوں کے نزول کی حکمت کا بیان بھی ہے اور اس کے علاوہ اس کے مناسب دیگر نفائس کا بھی ذکر ہے۔

4- درود شریف نفاق اور جہنم سے برأت کا اور منازلِ شہداء تک ارتقا کا سبب ہے:

سابقہ حدیث میں بھی ہے۔

من صلی علیّ مائة کتب الله له من بین عینه براة من النفاق وبراة من النار واسکنه الله یوم القیامة مع الشهداء ۔

جو شخص مجھ پر سو بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق سے براۃ اور جہنم سے براۃ لکھ دے گا۔ اور اس کو قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ٹھکانہ عطا فرمائے گا۔

5- درود شریف ہمارے حق میں کفارہ اور ہمارے اعمال کے حق میں تزکیہ وطہارت ہے:

تیمی نے روایت کیا ہے۔

صلو علیّ فان الصلوٰة علی کفارۃ لکم وزکاة، فمن صلی علیّ صلی الله علیه عشراً ۔

میرے اوپر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا گناہوں کا کفارہ اور تمہارے حق میں تزکیہ ہے۔ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں فرمائے گا۔

ایک روایت میں ہے:

''فان الصلوٰة علی درجة لکم ۔''

بے شک مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے بلندیٔ درجہ کا سبب ہے۔

بقول العراقی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ لیکن اعتراض کیا گیا ہے کہ اس میں انقطاع اور علت پائی جاتی ہے۔

ایک ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

صلوا علیّ فان الصلوٰۃ علی زکاۃ لکم ۔

مجھ پر درود بھیجو اور مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے طہارت کا سبب ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

اکثروا من الصلوٰۃ علیّ فانھا لکم زکاۃ وسلوا اللہ لی الوسیلۃ...... (اعلیٰ درجۃ فی الجنۃ) لاینالھا اِلّا رجل واحد وارجوا ان اکون انا ھو ۔

مجھ پر بکثرت درود پڑھو کہ وہ تمہارے حق میں زکاۃ ہے اور میرے لیے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو (وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام ہے) جو صرف ایک شخص کو حاصل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا۔

اور مروی ہے۔

"صلاتکم علی محرزۃ لدعائکم ومرضاۃ ربکم وزکاۃ لاعمالکم"

اور تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی رضا کا باعث ہے اور تمہارے اعمال کی پاکیزگی کا سبب ہے۔

اس کو دیلمی وغیرہ نے بلا سند روایت کیا ہے۔

تیمی نے تخریج کی ہے۔

"ان للہ سیارۃ من الملائکۃ اذا مروا بحلق الذکر قال بعضھم لبعض اقعدوا، فاذا ادعا القوم اٰمنوا علی دعائھم فاذا صلوا علی النبی صلوامعھم حتی یفرغوا، ثم یقول بعضھم لبعض: طوبی لھولاءِ یرجعون مغفوراً لھم ۔"

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت سیاحت کرنے والی ہے جب وہ ذکر

کی مجالس کے پاس سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ جب اہل مجلس دعا کرتے ہیں تو وہ آمین کہتے ہیں اور جب اہل محفل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا ہدیہ پیش کرتے ہیں وہ بھی ان کے ساتھ درود پڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ فارغ ہوتے ہیں تو وہ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں مبارک ہو ان لوگوں کے لیے کہ یہ اس حال میں لوٹ رہے ہیں کہ ان کی مغفرت فرمائی گئی ہے۔

ایک روایت ہے جس کے متعلق ذہبی فرماتے ہیں اس کی سند تاریک اور اس کا متن باطل ہے۔

من صلی علیّ کل یوم ثلاث مرات و کل لیلة ثلاث مرات حبا وشوقاً الی کان حقا علی اللہ ان یغفر له ذنوبه تلك اللّیلة وذالك الیوم ۔

جو مجھ پر عشق ومحبت کے ساتھ ہر روز تین بار اور ہر رات تین بار درود پڑھے گا تو اس کے اس رات اور اس دن کے گناہوں کی بخشش کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم فرما دیا ہے۔

یہ الفاظ اس طویل حدیث کے ہیں جو درود کی تیرہ فضیلتوں پر مشتمل ہے

6-درود شریف جنت کے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ اقدس کے ساتھ مزاحم ہونے کا سبب ہے:

سابقہ روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

"من صلی علی الفاً زاحمت کتفه کتفی علی باب الجنة"

اور جو مجھ پر ایک ہزار بار درود پڑھے گا تو جنت کے دروازے پر اس کا شانہ میرے شانہ اقدس کے مزاحم ہوگا۔

7-درود اپنے پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتا ہے اور درود کے سبب اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے:

دیلمی وغیرہ نے یہ حدیث تخریج کی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے۔

"ما من عبد صلی علی صلاۃ الاعرج بها ملك حتی یجی بها وجه الرحمن عز وجل فیقول ربنا تبارك وتعالیٰ: اذهبوا بها الی قبر عبدی تستغفر لقائلها تقرّبها عینیه ."

جو بھی بندہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے درود کو ایک فرشتہ اوپر لے جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ رحمٰن عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اس درود کو میرے بندے کی قبر کی جگہ لے جاؤ تاکہ وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کرے اور اس کی فرحت سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے۔

8-ایک بار درود پڑھنے کی جزا ایک قیراط ہے اور قیراط جبل احد کی مثل ہے:

امام عبدالرزاق نے ضعیف سند کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

"من صلی علی صلاۃ کتب اللہ له قیراطاً القیراط منها مثل احد ."

جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا اور قیراط احد کی مانند ہے۔

9-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو درود پاک کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور فرشتے بھی درود شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو سلام پیش کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''ان للہ ملکاً اعطاہ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری اذا مت فلیس احد یصلی علی صلاۃ الاقال: یا محمد، صلی علیک فلان بن فلان فیصلی الرب تبارک وتعالٰی علی ذالک الرجل بکل واحدۃ عشراً ۔''

اللہ تعالٰی کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالٰی نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میرے وصال کے بعد میری قبرِ انور پر کھڑا ہے۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ میری خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یا محمد (اے اللہ کے حبیب) صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے فلاں امتی جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے درود پڑھا ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تبارک وتعالٰی اس شخص پر ایک درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

دوسری روایت میں ہے:

''فھو قائم علی قبری حتی تقوم الساعۃ فلیس احد من امتی یصلی علیّ صلاۃ الاقال: یا احمد فلاں بن فلاں باسمہ واسم ابیہ یصلی علیک کذا وکذا، ضمن لی الرب ان من صلی علیّ صلاۃ صلی اللہ علیہ عشراً وان زاد زادہ اللہ''

اور فرشتہ تا قیام قیامت میری قبرانور پر کھڑا رہے گا میری امت میں سے جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ میری خدمت میں عرض کرتا ہے۔ اے احمد (اے اللہ کے حبیب) فلاں شخص نے جو فلاں کا بیٹا ہے۔ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتا ہے آپ پر اتنا اتنا درود پڑھتا ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے رب نے اپنے ذمۂ کرم پر لیا ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالٰی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اگر وہ

زیادہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے حق میں رحمتیں زیادہ نازل فرمائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے:

ان اللہ وکل بقبری ملکاً اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلّی علیّ احد الی یوم القیامۃ الا ابلغنی باسمہ واسم ابیہ ھذا فلان بن فلان قد صلّی علیک۔

اللہ تعالیٰ نے میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے برابر قوت سماعت عطا فرمائی ہے۔ تا قیام قیامت جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ اس کے درود کو اس کے اور اس کے باپ کے نام کے ساتھ مجھ تک پہنچاتا ہے اور کہتا ہے یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

انی سئالت ربیّ عزوجل الایصلّی علیّ واحد منھم صلاۃ الا صلّی علیہ عشر امثالھا وان اللہ عزوجل اعطانی ذالک۔

میں نے اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں گزارش کی ہے کہ اے رب العالمین تیرا جو بندہ مجھ پر ایک بار درود پڑھے، تو اس پر دس بار رحمت نازل فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی ہے۔

ان مذکورہ تمام روایات میں ایک راوی ہے جسے امام بخاری نے لین قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور ایک دوسرا راوی بھی ہے جسے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

من صلّی علیّ صلّی اللہ علیہ بھا عشرًا، بھا ملک موکل حتی

یبلغنیھا

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس درود پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اسے میری خدمت میں پیش کرتا ہے۔

اس کی سند میں انقطاع ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے جسے ابو حاتم نے کذاب قرار دیا ہے۔

ابو موسیٰ المدینی نے تخریج کی ہے کہ

من صلّی علیّ صلاۃ جاء نی بھا ملك فاقول له ابلغه منی عشراً وقل له لو كانت من ھذه العشرة واحدة لدخلت معی الجنة كا السبابة والوسطیٰ وحلت لك شفاعتی ثم یصعد الملك حتی ینتھی الی الربّ فیقول ان فلاناً بن فلان صلّی علی نبیك مرة واحدة ۔ فیقول تبارك وتعالیٰ ابلغه عنّی عشرًا وقل لَه' لو كانت من ھذه العشرة واحدة لما مستك النار ثم یقول عظّموا صلاة عبدی ثم اجلعوھا فی علیّین ثم یخلق من صلاته بكل حرف ملكا له ثلاثون وستون راساً ۔

جو مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اس درود کو فرشتہ میرے پاس لے آتا ہے تو میں کہتا ہوں اس کو میری طرف دس درود پہنچا اور یہ کہہ کہ اگر ان دس میں سے ایک بھی ہوگا تو تُو جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے سبابہ اور وسطیٰ انگلیاں ہیں اور تیرے لیے میری شفاعت واجب ہوگی پھر فرشتہ اوپر کی طرف بلند ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ فلاں بن فلاں نے تیرے نبی پر ایک بار درود پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو میری طرف سے دس رحمتیں پہنچا دے اور اسے کہہ دے کہ اگر دس

میں سے ایک رحمت بھی ہوگی تو تجھے آگ نہ چھوئے گی۔ پھر فرماتا ہے میرے، بندے کے درود کی تعظیم کرو اور اُسے مقامِ علیین میں رکھو۔ پھر اس صلاۃ کے ہر حرف سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کے تریسٹھ سر ہوتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں بقول حافظ سخاوی یہ حدیث بلا شک در یب موضوع ہے۔

ایک روایت میں ہے:

"ان اللہ اعطانی مالم یعط غیری من الانبیاء وفضّلنی علیھم وجعل لامّتی فی الصلوٰۃ علیّ افضل الدرجات ووکلّ بقبری ملکاً یقال لہ منطروس رأسہ تحت العرش ورجلاہ فی تخوم الارضین السفلی ولہ ثمانون الف جناح فی کلّ جناح ثمانون الف ریشۃ تحت کل ریشۃ ثمانون الفً زغبۃ تحت کل زغبۃ لسان یسبح لسان یسبح اللہ عزوجل وبحمدہ ویستغفرہ لمن یصلی علیّ من امّتی ومن لدن رأسہ الی بطون قدمیہ افواہ والسن وریش وزغب لیس فیہ موضع شبر الا وفیہ لسان یُسبح اللہ وبحمدہ ویستغفرہ لمن یصلی علی من امتی حتی یموت ."

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو میرے سواء انبیاء کو عطا نہیں فرمایا اور مجھے اُن پر فضلیت دی اور مجھ پر درود پڑھنے کے بدلے میں میری امت کو سب درجات سے افضل درجہ دیا ہے اور میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا جس کو منطروس کہا جاتا ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں زمینوں کے نچلے کنارے میں ہیں۔ اور اس کے اسّی ہزار پَر ہیں اور ہر پر میں اسّی ہزار چھوٹے کھمب ہیں اور ہر کھمب میں اسّی ہزار رُوئیں ہیں اور رُوؤں

کے نیچے ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتی ہے اور میرے ہر اس امتی کے لیے مغفرت طلب کرتی ہے جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اور اس کے سر سے لے کر پاؤں کے تلوں تک منہ، زبانیں، پر اور رُوئیں ہیں اس میں ایک بالشت بھر بھی زبان سے خالی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی حمد کرتی ہے اور میرے ہر اس امّتی کے لیے استغفار کرتی ہے جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اور یہ سلسلہ درود پڑھنے والے کی موت تک جاری رہتا ہے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں یہ روایت غریب ومنکر ہے جیسے کہ المجد اللغوی نے تصریح فرمائی ہے بلکہ اس پر وضع کے آثار واضح ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے۔

ان للہ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کے سلام کو مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں

ان للہ ملائکۃ یسیحون فی الارض یبلغونی صلاۃ من صلی علیّ من امتی ۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیاحت کرتے ہیں جو میرے ہر اس امت کے درود کو مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے۔

حسن سند کے ساتھ مروی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں ایک غیر معروف راوی ہے۔

حیثما کنتم فصلّوا علیّ فانّ صلاتکم تبلغنی

تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

امام بیہقی کے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت ہے۔

''لیس احد من امة محمد صلی اللہ علیه وسلم یصلّی علیه صلاة الا وھی تبلغه یقول الملك فلان یصلّی علیك كذا وكذا صلاةً''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو بھی ان پر درود پڑھتا ہے تو وہ آپ کو پہنچ جاتا ہے اور فرشتہ عرض کرتا ہے ''یارسول اللہ ''فلاں شخص آپ پر ایسا ایسا درود پڑھتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

''یصلّی اویسلّم علیه الا بلغه: یصلّی علیك فلان او یسلّم علیك فلان''

آپ کا جو امتی بھی آپ پر درود پڑھتا ہے یا سلام عرض کرتا ہے تو اس کو آپ تک پہنچایا جاتا ہے کہ فلاں امتی آپ پر درود پڑھتا ہے۔ یا فلاں امتی آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔

روایت ہے۔

لا تجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً ۔ صلّوا علیّ فان صلاتکم تبلغنی حیثما کنتم ۔

اپنے گھروں کو(کر) قبریں مت بناؤ اور میری قبر انور کو عید نہ بناؤ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

اس حدیث کو امام نووی نے الاذکار میں صحیح قرار دیا ہے۔

سند حسن کے ساتھ روایت ہے۔

سلّموا علیّ فانّ تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم ۔

مجھ پر سلام عرض کرو تم جہاں بھی ہو بے شک تمہارا سلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔

ایک اور حدیث مروی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں۔

وصلوا علیّ وسلّموا حیثما کنتم فستبلغنی صلاتکم وسلامکم ۔

مجھ پر درود بھیجو اور سلام بھیجو تم جہاں بھی ہو۔ تمہارا درود وسلام مجھ تک پہنچ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے:

صلوا علیّ فانّ صلاتکم وتسلیمکم یبلغنی حینما کنتم ۔

ایک روایت میں ہے:

حیثما کنتم فصلّوا علیّ فانّ صلاتکم تبلغنی ۔

تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو بے شک تمہارا مجھ تک پہنچتا ہے۔

ابن بشکوال سے روایت کیا ہے۔

مامن احد سلّم علیّ الا ردّ اللہ علیّ روحی ای نطقی حتی اردّ علیہ السلام ۔

جو بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو یعنی میرے نطق کو لوٹا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے:

مامن احد سلّم علیّ الّا ردّ اللہ الیّ روحی حتی اردّ علیہ السّلام ۔

جو بھی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس کی سند حسن ہے۔ بلکہ امام نووی نے الاذکار میں صحیح قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے اور کچھ محدثین نے اس میں تامل فرمایا ہے۔

ایک روایت میں علیّ کے بعد عند قبری کے الفاظ زیادہ ہیں حافظ سخاوی فرماتے ہیں میں نے جتنے طرق دیکھے ہیں ان میں ان الفاظ کی زیادتی پر آگاہ نہیں ہوا ہوں۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔لیکن اپنے شواہد کی وجہ سے یہ سند قوی بن جاتی ہے۔

اکثروا علیّ فی اللّیلة الزهرا والیوم الاغرّ فان صلاتکم تعرض علیّ

جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

سند جید کے ساتھ مروی ہے اگرچہ اس کو غریب بھی کہا گیا ہے۔

"من صلّی علیّ عندی قبری سمعته ومن صلّی علیّ من بعید علّمته ."

جو میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھتا ہے۔اس کا درود میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے بتایا جاتا ہے۔

ایک اور روایت ہے لیکن اس کی سند میں متروک راوی ہے۔

من صلّی علیّ عندی قبری سمعته من صلّی نائیاً ای بعیدًا وکلّ الله به ملکًا یبلغنی وکفی امر دنیاه وآخرته وکنت له یوم القیامة شهیدًا او شفیعًا .

جو مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایک فرشتہ کے سپرد فرماتا ہے۔ وہ مجھے پہنچاتا ہے اور وہ اس کی دنیا و آخرت کے لیے کافی ہوتا ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ "یا فرمایا" شفیع ہوں گا۔

اور ایک روایت میں ہے:

ما من عبد یسلّم علیّ عندی قبری الاو کل اللہ بها ملکاً یبلغنی ۔

جو بندہ بھی میری قبر کے پاس مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک فرشتہ کے سپرد فرماتا ہے۔ وہ مجھے پہنچاتا ہے۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

اکثروا الصلوٰۃ علیّ فان اللہ وکل بی ملکاً عند قبری فاذا صلّی علیّ رجل من امتی قال لی ذالك الملك یا محمّد ان فلان بن فلان صلّی علیك الساعة ۔

مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر اس لمحہ درود پڑھا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

ما من مسلم یسلّم علیّ فی شرق ولاغرب الا انا وملائکة ربیّ ترد علیه السلام فقال قائل یارسول اللہ فی بال اهل المدینة قال ومایقال لکریم فی جیرانه وجیرته انه مما امربه من حفظ الجوار وحفظ الجیران ۔

مشرق ومغرب میں کوئی بھی مسلمان مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو میں اور میرے ربّ کے فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ عرض کرنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ! اہل مدینہ کا کیا حال ہے تو فرمایا ایک کریم شخص کے متعلق اپنے پڑوس اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے

کا کیا گمان کیا جاتا ہے یہ تو ایسی چیز ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے یعنی پڑوس اور پڑوسیوں کی حفاظت کا تو اسے حکم دیا گیا ہے۔

اس کی سند غریب ہے بلکہ اس کے ایک راوی پر ذہبی نے وضع کا الزام دیا ہے۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

انّ اقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن اکثر کم علیّ صلاةً فی الدنیا من صلی علی فی یوم الجمعه ولیلة الجمعة مائة مرة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنیا ثم یوکل الله بذالك ملکاً یدخله فی قبری کما تدخل علیکم الهدایا ۔ یخبرنی بمن صلّی علیّ باسمه ونسبه الی عشیرته فاثبته فی صحیفة بیضاء ۔

قیامت کے دن ہر مقام میں تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر تم میں سے زیادہ درود پڑھتا ہے۔ جو مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرماتا ہے۔ ستر حاجات آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جو اس کے درود کو میری قبر میں لے آئے گا جیسے تم پر ہدیے پیش کیے جاتے ہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ وہ فرشتہ مجھے اس کا نام ونسب اور قبیلہ کی خبر دیتا ہے پھر میں اسے ایک روشن صحیفہ میں محفوظ کرلوں گا۔

ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

انّ علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاة ۔

بے شک میرے وصال کے بعد میرا علم میری زندگی کے علم کی مانند ہے۔

ایک روایت میں ہے: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ایک راوی کے جو غیر معروف ہے۔

من صلّی علیّ بلغتنی صلاته وصلیت علیه و کتب له سویٰ ذالك عشر حسناتِ

جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھے پہنچتا ہے اور میں اس کے لیے دُعا فرماتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ابن بشکوال نے غیر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

لُقِّنَ السَّمْعَ ثَلَاثَةٌ ۔ فالجنة تسمع والنار تسمع وملك عند رأسی یسمع فاذا قال عبد من امتی کائناً کان اللّهم انی اسئلك الجنة قالت الجنة اللّهم اسکنه ایای ۔ واذاقال عبد من امتی کائناً من کان اللّهم اجرنی من النار قالت النار اللّهم اجره منی واذا سلّم علیّ رجل من امّتی قال الملك الذی عند رأسی یا محمد هذا فلان یسلّم علیك فرد علیه السلام ومن صلّی علیّ صلاةً صلی الله علیه وملائکته عشراً ومن صلّی علیّ عشراً صلی الله علیه وملائکته مائة ومن صلّی علیّ مائة صلی الله علیه وملائکته الف صلاة ولم تحس جسده النار ۔

تین چیزوں کو غیر معمولی قوت سامعہ دی گئی ہے۔ جنت سنتی ہے اور جہنم سنتی ہے اور جو فرشتہ میرے سر کے قریب رہتا تمام آوازوں کو سنتا ہے جب میرا کوئی امتی کہتا ہے اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں تو جنت کہتی ہے۔ اے اللہ: اس کو میرے اندر رہائش عطا فرما اور میرا کوئی امتی کہتا ہے۔ اے اللہ مجھے جہنم سے پناہ دے۔ تو جہنم کہتی ہے اے اللہ: مجھ سے اس کو پناہ دے۔ جب میرا کوئی امتی مجھ پر سلام عرض کرتا ہے تو میرے سر کے قریب قائم فرشتہ کہتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ فلاں ہے حضور کی خدمت

میں سلام پیش کر رہا ہے۔ پس اسے سلام کا جواب مرحمت فرمایا جاتا ہے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجیں گے اور جو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سو مرتبہ درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجیں گے اور جہنم کی آگ اس کے جسم کو نہ چھوئے گی۔

مندرجہ ذیل حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے فرمایا کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

امام نووی نے الاذکار میں صحیح قرار دیا ہے اور عبدالغنی اور المنذری نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح محفوظ ہے۔ کیونکہ عادل سے عادل نے نقل کی ہے۔ جس نے علتِ خفیہ کی بناء پر اسے منکر یا غریب کہا ہے وہ سہولت پسندی کا شکار ہوا ہے۔ کیونکہ دار قطنی نے اس علت کی تردید کی ہے۔

"ان افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النّفخة وفیه الصعقة فاکثروا علیّ من الصلٰوة فیه فان صلاتکم معروضة علیّ قالوا: یارسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیك وقدارمت ۔ یعنی بلیت ۔ قال ان اللہ عزوجل حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔"

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے اسی دن ان کا وصال ہوا ہے۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن شدید آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو۔

کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا کیونکہ عام تصور کے مطابق آپ کا جسد اطہر اصل حالت میں نہیں ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام طاہرہ کو کھائے۔

حسن سند کے ساتھ روایت ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کے مکحول راوی نے جمہور کے قول کے مطابق ابوامامہ سے سماعت نہیں کی ہے لیکن طبرانی نے مکحول کی ابوامامہ سے سماعت کی تصریح کی ہے۔

اکثروا علیّ من الصلوٰۃ فی کل یوم جمعۃ فان صلاۃ امّتی تعرض علیّ فی کل یوم جمعۃ فمن کان اکثرھم علیّ صلاۃ کان اقربھم منی منزلۃ ۔

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو۔ بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والا ہوگا وہ بلحاظ منزل میرے زیادہ قریب ہوگا۔

ضعیف سند کے ساتھ روایت ہے۔

من صلّی علیّ صلی علیہ ملك یبلغنیھا ۔

جو مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ فرشتہ اس پر درود بھیجے گا جو درود مجھے پہنچاتا ہے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر یہ منقطع ہے۔

اکثر وامن الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھد الملائکۃ وان احداً لنُ یّصلی علیّ الاعرضت علیّ صلاتہ، حین یفرغ منھا قال راویہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وبعدالموت؟ قال بعدالموت ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فبنیّ اللہ حیّ یُرزق ۔

جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے کہ فرشتے اس دن کثرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہوتے ہی وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کے راوی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وفات کے بعد بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

طبرانی کے ہاں ایک اور روایت میں ہے:

لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوته حیث کان قلنا یارسول الله وبعد وفاتك؟ قال وبعد وفاتي ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء .

جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ جہاں بھی ہو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے وصال کے بعد بھی؟ تو آپ نے فرمایا میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجساد کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

نمیری کے ہاں روایت ہے۔

قلنا یارسول الله کیف تبلغك صلاتنا اذا تضمّنتك الارض قال صلی الله علیه وسلم ان الله حرم علی الارض أن تاکل اجساد الانبیاء .

ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارا درود آپ تک کیسے پہنچے گا جب زمین آپ کی ضامن بن چکی ہوگی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجساد کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

العراقی نے فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

لَیس احد یصلّی علیّ یوم الجمعة الاعرضت علیّ صلاته ۔

جو بھی مجھ پر جمعہ کے دن درود پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

امام حاکم اور امام بیہقی نے اس روایت کی تصحیح فرمائی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے جسے امام بخاری نے ثقہ قرار دیا ہے اور بعض دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

تنبیہ:

دُور سے بھیجا جانے والا درود و سلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے اور قریب سے بھیجا جانے والا آپ بذات خود سنتے ہیں۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے جانے والا درود و سلام دُور سے صادر ہے تو اسے آپ تک پہنچایا جاتا ہے اور آپ کی قبر انور کے قریب پڑھے جانے والے درود و سلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بغیر کسی واسطے کے سنتے ہیں۔ خواہ جمعہ کی رات پڑھا جائے یا کسی اور رات میں۔ جمعہ کی رات کی کوئی تخصیص نہیں۔

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے لیے تین طلاقوں کا حلف اٹھائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر بھیجے جانے والے درود کو سنتے ہیں تو کیا وہ اپنی قسم میں حانث ہوگا یا کہ نہیں؟ امام نووی نے اس سوال پر یہ فتویٰ دیا ہے کہ شک کی بناء پر اس کے حانث ہونے کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ مگر ورع و تقویٰ کے لحاظ سے وہ شخص بذات خود اپنے حانث ہونے کا التزام کرے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں؟:

بعض حضرات نے فرمایا کہ صرف زیارت کرنے کی حالت میں سلام پیش کرنے والے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب مرحمت فرمانا مختص ہے۔ اس قول کو مذکورہ

حدیث کا عموم رد کرتا ہے۔لہٰذا تخصیص کا دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔

اور اس قول کو یہ صحیح حدیث بھی رد کرتی ہے۔

ما احد یمرّ بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلّم علیه الّا عرفه وردّ علیه السلام۔

جو کوئی اپنے اس مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچان جاتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

لہٰذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب مرحمت فرمانا صرف زیارت کرنے والے کے ساتھ مختص ہوتا تو یہ آپ کی خصوصیت نہ بنتی کیونکہ اس میں دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں کہ وہ بھی سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

جب قبر انور کی زیارت کرنے کے لیے آنے والے کے سلام کا جواب دینا جائز ہے تو تمام آفاق سے سلام بھیجنے والے ہر امتی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا بھی جائز ہوگا۔

لفظِ اَرَمْتَ کی تحقیق:

ارمت میں ہمزہ اور را مفتوحہ ہیں اور میم ساکن اور آخر میں تاء مفتوحہ ہے۔یہ صیغہ واحد مذکر ماضی معروف ہے اصل میں اَرْمَمْتَ تھا جس کا معنیٰ صرت رمیماً ہے۔ایک میم کو تخفیف کے لیے حذف کیا گیا ہے۔جیسے کہ اَظَلْتَ اور اَحَسْتَ میں تخفیف کی گئی ہے کہ ان کی اصل اَظْلَلْتَ اور اَحْسَسْتَ تھی۔الرمیم اور الرمۃ کا معنیٰ عظام بالیہ یعنی بوسیدہ ہڈیاں ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ لفظ میم مشدّدہ اور تا ساکنہ کے ساتھ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف کا صیغہ ہے اور اس کا فاعل العظام ہے اور بعض نے فرمایا کہ ہمزہ مضموم اور راء مکسورہ ہے۔یعنی ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ہے۔

کثرتِ درود کی مقدار:

ابو طالب مکی صاحب القوت فرماتے ہیں کثرت کی کم از کم مقدار تین سو مرتبہ درود پڑھنا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ کسی صالح انسان سے سنا ہو یا ان کی رائے ان علماء کے ساتھ متفق ہو جو تواتر کی کم از کم مقدار تین سو دس سے کچھ زیادہ کو قرار دیتے ہیں۔ یہاں انہوں نے کسر کو چھوڑ دیا ہو دو تین سو کو باقی رکھا ہو۔

قبر انور کو عید بنانے کی نہی کا مطلب:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر انور کو عید بنانے سے نہی فرمائی ہے یہ نہی اس بات کا احتمال رکھتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور کی کثرت سے زیارت کرنے پر ابھار رہے ہیں تم میری قبر پر عید کی طرح سال میں دو مرتبہ نہ آؤ جیسے وہ دو مرتبہ آتی ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں دوسری حدیث میں قبر انور کو سجدہ گاہ بنانے کی جو نہی وارد ہے اس کی طرف اشارہ ہے کہ اجتماع کی حیثیت سے میری قبر کو عید نہ بناؤ جیسے عید کے تماشے کے لیے اجتماع کیا جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کرام کی قبور کی زیارت کے لیے جمع ہوتے اور لھو ولعب میں مشغول ہو جاتے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسی حرکت سے منع فرمایا۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ قبر انور کی تعظیم میں حد سے تجاوز کرنے کی نہی ہے۔

قبر انور کی زیارت کے لیے ترغیب:

قبر انور کی زیارت پر برانگیختہ کرنے کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں۔ میں نے ان احادیث کو الایضاح کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے اور اس شخص کا بھی خوب ردّ کیا ہے جس نے قبر انور کی زیارت کا انکار کیا ہے اور وہ شخص ابن تیمیہ ہے۔ ایسے شخص کا ردّ کیوں نہ کیا جائے کہ متعدد ائمہ کرام نے نقل کیا ہے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت افضل ترین عبادت اور مقبول و کامیاب ترین سعی

ہے۔

حدیث میں جو وارد ہے۔ لا تتخذوا بیوتکم قبوراً (اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ) بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت ہے یعنی قبروں کو اپنے گھروں کی طرح نماز پڑھنے کی جگہ نہ بناؤ۔ اور امام بخاری کا کلام اسی پر دلالت کرتا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں اس کا معنی ہے کہ اپنی نفلی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو اور انہیں قبور نہ بناؤ۔ کیونکہ بندہ جب مر جاتا ہے اور قبر میں چلا جاتا ہے تو نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ کوئی اور عمل کرتا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے اس معنیٰ کو دوسری حدیث کی روشنی میں ترجیح دی ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

اجعلوا من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبوراً .

"اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں ادا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔"

اور بعض علماء نے فرمایا کہ اس حدیث میں مُردوں کو گھروں میں دفن کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور حدیث کے ظاہر الفاظ کا مفہوم بھی یہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے حجرہ مقدسہ میں مدفون ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

بعض علماء نے مذکورہ حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھتا وہ اپنے آپ کو مردے کی طرح بناتا ہے اور اس کا گھر قبر کی مانند ہے۔ اس مفہوم کی تائید مسلم کی یہ حدیث بھی کرتی ہے۔

مثل البیت الّذی یذکر اللہ فیہ والبیت الّذی لایذکر اللہ فیہ کمثل الحی والمیت .

وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا وہ زندہ اور مردہ کی مثل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں:

مذکورہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دائمی ہے

کیونکہ ساری کائنات کا کسی دن یا کسی رات ایسے کسی ایک شخص سے بھی خالی ہونا محال عادی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے۔ یعنی ساری کائنات کا کسی بھی لمحہ سلام عرض کرنے والے سے خالی ہونا محال عادی ہے۔ لہٰذا ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسم اطہر کو نہ زمین نے کھایا ہے اور نہ کھا سکتی ہے۔ اسی پر علماء کا اجماع ہے اور علماء و شہداء اور مؤذنوں کے بارے میں بھی ایسا ہی کہا گیا ہے کہ وہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی۔ اور یہ ہے بھی صحیح کہ بہت سارے علماء شہداء سے پردہ اٹھایا گیا تو ان کے اجسام صحیح و سلامت تھے ان میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا تھا۔ امام بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء فی قبورهم'' کے عنوان سے ایک جزء لکھا ہے اور سابقہ احادیث اور اس صحیح حدیث سے استدلال فرمایا ہے۔

''الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون''

انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

مسلم کی یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی شاہد ہے۔

مرات بموسٰی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلّی فی قبره۔

جس رات مجھے سیر کرائی گئی سرخ ٹیلے کے پاس، میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرا تو وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خصوصیت کا دعویٰ مسلم شریف کی یہ حدیث باطل کرتی ہے۔ جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقع معراج کے متعلق سوال کر رہے تھے اور اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

قد رایتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسٰی قائم یصلی فاذا

رجل ضرب جعد ۔

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں پایا پس وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے پایا اور ایک گھنگھریالے بالوں والے شخص کو دیکھا اور اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

اذا عیسی بن مریم قائم یصلی اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود واذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به صاحبکم ۔ یعنی نفسه صلی الله علیه وسلم......فحانت الصلاة ناممتهم ۔

اور میں نے عیسیٰ ابن مریم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا عروہ ابن مسعود ان سے بہت مشابہ ہیں اور میں نے حضرت ابراہیم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لوگوں میں ان کے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔

دوسری حدیث میں ہے۔

انه لقیهم بیت المقدس

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام سے بیت المقدس میں ہوئی۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

انه لقیهم فی جماعة من الانبیاء بالسموٰت فکلّمهم وکلموه ۔

حضور علیہ السلام نے آسمانوں میں انبیاء کی جماعت سے ملاقات کی آپ نے ان سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے آپ سے گفتگو کی۔

حضرت امام بیہقی فرماتے ہیں یہ ساری حدیثیں صحیح ہیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر

حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کو بیت المقدس لے جایا گیا پس آپ نے ان کو وہاں بھی دیکھا جس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی طرف بلند کیا گیا اسی طرح ان انبیاء کرام کو بھی آسمانوں کی طرف بلند کیا گیا۔ پس آپ نے انبیاء کرام کو وہاں بھی دیکھا جیسا کہ آپ نے خبر دی ہے ان کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر موجود ہونا عقلاً بھی جائز ہے جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے یہ تمام چیزیں انبیاء کرام کی حیات پر دلالت کر رہی ہیں۔ شھداء کی حیات تو قرآن کی نص سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کا درجہ اتم حاصل ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس اور ابن مسعود نے تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شہادت کی حالت میں ہوا ہے اور حدیث میں روح کے لوٹائے جانے سے مراد نطق کا لوٹایا جانا ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دائمی ہے۔ لیکن زندگی کے لیے نطق لازمی نہیں اللہ تعالیٰ سلام کے وقت نطق لوٹا دیتا ہے۔ روح سے مجازاً نطق مراد ہے۔ روح اور نطق کے درمیان عام طور پر پائے جانے والا تلازم علاقہ مجاز ہے۔

یعنی روح کا وجود نطق کے لوازمات میں سے ہے اور نطق کا وجود بالفعل یا بالقوہ روح کے لیے لازم ہے۔ امام بیہقی نے یہ جواب دیا ہے کو روح کے لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دفن کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو آپ کے جسم اطہر میں لوٹا دیا ہے تا کہ آپ سلام کرنے والے کو جواب مرحمت فرمائیں اور اس کے بعد آپ کے جسم اطہر میں دائمی طور پر موجود ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ سلام کا جواب دینے کے لیے لوٹائی جاتی ہے اور پھر نکال لی جاتی ہے اور پھر لوٹائی جاتی ہے اور یوں سلسلہ جاری رہتا ہے کیونکہ اس میں سے ایک لمحہ سے بھی کم مدت میں کئی مرتبہ حیات و وفات کا تعدد لازم آتا ہے اس کا بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ اس تعدد میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں نہ کوئی نزع ہے اور نہ کوئی مشقت اگرچہ اس کا تکرار ہوتا رہے

اور علامہ سبکی نے اس کا یہ جواب دیا ہے اس میں یہ احتمال ہے کہ یہاں لوٹانے سے مراد معنوی لوٹانا ہو بایں طور پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریفہ اس عالم سے مستغنی ہو کر بارگاہ الٰہیہ اور ملاء اعلیٰ کے مشاھدہ میں مستغرق رہتی ہے جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو روح مقدس اس عالم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تاکہ عرض کرنے والے کے سلام کو قبول کرے اور پھر اس کا جواب دے اور اس طرح روح شریفہ کا تمام زمانہ میں بارگاہ الٰہی میں مستغرق رہنا لازم نہیں آتا کیونکہ دنیا کے کونے کونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود و سلام کا سلسلہ پے در پے جاری ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس طرح تو روح مقدس کا سارا زمانہ سلام کے جواب میں مستغرق رہنا لازم آتا ہے کیونکہ اطراف و اکناف عالم سے درود و سلام کا سلسلہ پے در پے جاری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امور آخرت تک عقل کی رسائی نہیں احوالِ برزخ آخرت کے مشابہ ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں یہاں روح سے مراد وہ مقرر فرشتہ ہے اور ابن العماد فرماتے ہیں یہاں روح سے مجاز اُسرور مراد ہونے کا احتمال ہے کیونکہ روح بول کر سرور مراد لیا جاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ سلام عرض کرنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت و شادمانی میں اضافہ ہو جاتا ہے)

صحیح ابن حبان میں بنی اسرائیل کی بوڑھیا کا جو قصہ مروی ہے وہ انبیاء کرام کی حیات کے ثبوت کے منافی نہیں اس قصہ میں ہے کہ اس بوڑھیا نے موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوق کی نشان دہی کی تھی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم اقدس کی ہڈیاں موجود تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے ارض مقدس جاتے وقت اس صندوق کو نکالا اور اپنے ہمراہ ارض مقدس لے گئے۔ اس قصہ میں ممکن ہے کہ بوڑھیا کی ہڈیوں سے مراد پورا بدن مبارک ہو کیونکہ جسم میں جب روح کا مشاہدہ نہیں ہوتا تو اس کی تعبیر ایسی ہڈیوں سے کی جاتی ہے جن کے لائق شان عدم احساس ہوتا ہے۔ یا اس اعتبار سے جسد اقدس کو ہڈیوں سے تعبیر کیا گیا ہے کہ بوڑھیا کے خیال میں انبیاء کرام کے اجساد طاہرہ

دوسرے انسانوں کے اجساد کی طرح ہوتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ

انا اکرم علی ربی من ان یترکنی قبری ثلاث لیالٍ ۔

میں اپنے رب کے نزدیک اس بات سے مکرم ہوں کہ وہ مجھے قبر میں تین راتیں چھوڑے رکھے امام بیہقی فرماتے ہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو مراد ہو گی کہ انبیاء کرام کو اس مقدار تک اس حال میں چھوڑا جاتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ پھر اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز ادا کرتے۔

ایک غیر ثابت حدیث میں بھی ہے۔

ان الانبیاء لایترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلة ولکنھم یعبدون بین یدی اللہ تعالیٰ حتی ینفخ فی الصور ۔

انبیاء کرام کو چالیس راتوں کے بعد قبور میں نہیں چھوڑا جاتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نماز ادا کرتے رہتے ہیں صور پھونکے جانے تک۔

گویا یہ روایت حضرت ابن المسیب کے اس قول کا مستند ہے۔ جسے امام عبدالرزاق نے نقل فرمایا ہے۔

انہ رای قوماً یُسلّمون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مکث نبی فی الارض اکثر من اربعین یوماً ۔

''کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کوئی نبی بھی چالیس دنوں سے زیادہ زمین پر نہیں ٹھہرا۔''

تم جانتے ہو کہ اسی قول کا جس روایت پر استناد ہے وہ روایت بے اصل ہے اس لیے علماء نے اس پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف علماء کا اجماع ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔

علیک السلام یا علیہ السلام کے الفاظ کے ساتھ سلام عرض کرنے کا مسئلہ:

بعض علماء کرام فرماتے ہیں جب یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

زندہ ہیں تو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے علیہ السلام یا علیک السلام نہ کہا جائے کیونکہ ان الفاظ کے ساتھ سلام مُردوں کا تحیہ ہے۔ ابن ابی شیبۃ نے روایت کیا ہے۔

''اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت علیك السلام یارسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم لاتقل علیك السلام فان علیك السلام تحیۃ الموتیٰ''

صحابی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی علیك السلام یارسول اللہ (آپ پر سلام ہو یا رسول اللہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیك السلام مت کہو کیونکہ علیك السلام مُردوں کا تحیۃ ہے۔ حضرت امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین مرتبہ ''علیك السلام یارسول اللہ'' کے الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان علیك السلام تحیۃ الموتیٰ

علیک السلام مردوں کا تحیہ ہے اور اس کے بعد فرمایا

اذالقی الرجل اخاہ المسلم فلیقل السلام علیك ورحمۃ اللہ ثم ردّ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال وعلیك السلام ورحمۃ وبرکاتہ ثلاثاً۔

جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ وہ السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرنے والے کو سلام کا جواب دیا اور تین مرتبہ وعلیك السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ فرمایا۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان علماء کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب میں جو الفاظ اختیار فرمائے ہیں وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ علیہ السلام یا علیك السلام کے ساتھ سلام کرنا صحیح ہے۔ سلام اور سلام کے جواب کے درمیان کسی صحیح غرض کے لیے معمولی سا کلام کے ساتھ فاصلہ رکھنا مضر نہیں۔ شرح الارشاد میں، میں نے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کو سلام فرماتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔

السلام علیکم دار قوم مؤمنین

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ علیك السلام تحیة الموتٰی سے مراد یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ سلام مردہ دلوں کا سلام ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں ان الفاظ کے ساتھ سلام کرنا لوگوں کی عادت تھی۔

بہرحال مردہ اور زندہ دونوں کے حق میں السلام علیکم کے الفاظ کے ساتھ سلام کرنا افضل ہے۔

❀❀❀

خاتمہ

چند ایمان افروز واقعات:

امام بیہقی وغیرہ نے بیان فرمایا ہے کہ سلیمان بن سحیم نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے والے کے سلام کو آپ سمجھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں میں سمجھتا ہوں اور اس کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آیا اور آپ پر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔

سید نورالدین بنی العفیف الایجی کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے اندر سے اپنے سلام کا جواب "علیك السلام یا ولدی" سنا۔

مسند دارمی میں ہے کہ ایام الحرّہ میں مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ ہوسکی حضرت ابن مسیب مسجد نبوی میں ہی مقیم تھے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی جس کے سبب وہ نماز کے اوقات معلوم کر لیتے تھے۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ابوالخیر الاقطع کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور پانچ دن ایسے گزرے کہ کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے بعد اپنے بھوکے پیاسے ہونے کی شکایت کی اور پھر پیچھے ہٹ کر قبر شریف کے پیچھے جا کر سو گئے خواب میں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے دیکھتے ہیں کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق اور بائیں جانب حضرت عمر ہیں اور حضرت علی سامنے ہیں فرماتے ہیں حضرت علی نے مجھے بلایا اور فرمایا دیکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں چشمانِ مبارک کے درمیان بوسہ دیا تو آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے آدھی روٹی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

حافظ ابوبکر نے مسند اصفہان میں اور طبرانی اور ابوشیخ نے اپنے اپنے مجموعوں میں بیان کیا ہے کہ یہ تینوں حضرات مدینہ منورہ میں حاضر تھے کھانے کو کچھ نہ ملا فاقے کا شکار ہو گئے روزے پر روزہ رکھا تو حافظ ابوبکر نے قبر انور پر حاضر ہو کر بھوک کی شکایت کی اور واپس لوٹ آئے امام طبرانی نے ان سے فرمایا بیٹھ جاؤ یا تو کچھ کھانے کو آئے گا یا موت آجائے گی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ بہت کچھ لے کر آ گیا اور اس نے بتایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا کامل پیمانے کے ساتھ ثواب کے مستحق ہونے کا سبب ہے۔ اس کے متعلق دوسری فصل میں احادیث گزر چکی ہیں۔

درود شریف کا پڑھنا دنیا و آخرت کی تمام مشکلات و پریشانیوں کا علاج ہے اور گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

حضرت امام ترمذی نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے ابی ابن کعب فرماتے ہیں دو تہائی رات کا حصہ گزر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

''ایھا الناس اذکروا اللہ جاءت الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ جاء الموت بمافیہ جاء الموت بما فیہ۔''

اے لوگو! اللہ کو یاد کرو تھرتھرانے والی آ گئی ہے اور اس کے پیچھے، پیچھے آنے

والی آئے گی موت اپنی سختی سمیت آ گئی ہے۔موت اپنی سختی سمیت آ گئی ہے۔

حضرت ابی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں تو میں کتنا وقت آپ پر درود پڑھوں۔تو فرمایا جتنا تم چاہو میں نے عرض کی چوتھائی حصہ درود و وظائف سے؟ تو فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔میں نے کہا آدھا وقت؟ تو فرمایا جو تم چاہو اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا دو تہائی حصہ مختص کروں؟ تو فرمایا جو چاہو اور اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا سارا وقت آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص کروں؟ تو آپ نے فرمایا:

''اذن تکفی همك ويغفر لك ذنبك''

تب تو یہ درود تیری ہر مہم و مشکل میں کفایت کرے گا اور تیرا ہر گناہ بخش دیا جائے گا۔

المستدرک میں امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوتھائی حصہ رات گزرنے کے بعد تشریف لائے اور دوسری میں ہے کہ رات کے تہائی حصے میں تشریف لائے اور اس میں اکثر

الصلاة عليك کی جگہ انی اصلی من اللیل کے الفاظ ہیں۔

اور دوسری روایت میں اجعل لك من صلاتی کی جگہ اجعل لك صلاتی کے الفاظ ہیں۔

امام احمد بن حنبل، ابن ابی عاصم اور ابن ابی شیبہ کے ہاں ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ! میں اپنے تمام اوقات کو آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص کروں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذن یکفیك الله تبارك وتعالیٰ اھمك من دنیاك و آخرتك۔

تب تو اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی تمام مہمات میں کفایت فرمائے گا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے جید سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔ لیکن اس میں ارسال ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ!

اجعل لك ثلث صلاتی علیك؟ قال: نعم ان شئت "قال الثلثیں؟ قال: "نعم" قال فصلاتی کلھا؟ قال صلی الله علیه وسلم: اذن یکفیك الله ما اھمك من امرو دنیاك واخرتك"

کیا میں ایک تہائی وقت آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر تم چاہتے ہو تو۔ اس نے عرض کی دو تہائی مختص کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے عرض کی سارا وقت آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص کروں؟ آپ نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ دنیاوی واُخروی تمام مہمات میں کفایت فرمائے گا۔

اس کی سند میں دو راویوں کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن علامہ ہیثمی نے علامہ منذری کی طرح شواھد کی وجہ سے حسن قرار دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

اجعل صلاتی دعاء لك؟ قال نعم قال فاجعل صلاتی کلھا دعاء لك قال صلّی الله علیه وسلم اذن یکفیك الله ھم الدنیا والاخر۔

کیا میں اپنی ذات کے لیے مختص اوقات دعا کو آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص نہ کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا کر لو تو اس نے عرض کیا کیا میں اپنے تمام اوقات دعا کو آپ کی صلوات کے لیے مختص نہ

کروں؟ تو آپ نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی تمام مہمات میں کفایت فرمائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا جو آپ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (یہ سن کر ایک صحابی نے اٹھ کر عرض کی:

یارسول اللہ: اجعل نصف دعاء لك قال: ماشئت قال الثلثين؟ قال ماشئت قال اجعل دعائی کله لك قال صلی الله علیه وسلم اذن یکفیك الله هم الدنیا وهم الاخره۔

یارسول اللہ! کیا میں اپنی ذات کے لیے مختص اوقات دعا میں سے نصف کو آپ پر صلاۃ بھیجنے کے لیے مختص نہ کروں؟ تو آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس طرح کرے تو اس نے عرض کی دو تہائی وقت دعا کے اوقات سے آپ کے لیے مختص نہ کروں؟ آپ نے فرمایا تیری مرضی اس نے عرض کی میں اپنے تمام اوقاتِ دعا آپ کی صلوات کے لیے مختص کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ تیری دنیاوی و اُخروی تمام مہمات میں کفایت فرمائے گا۔

یہ حدیث اگرچہ مرسل یا معضل ہے لیکن اس نے یہ فائدہ دیا کہ سابقہ حدیث میں صلاۃ سے مراد دعا ہے لہٰذا وہ محتاج تاویل نہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ یارسول اللہ! میں بکثرت دعا کرتا ہوں تو میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ کے لیے مختص کروں؟ یعنی میں نے ایک وقت مقرر کیا ہے جس میں میں اپنی ذات کے لیے دعا کیا کرتا ہوں پس اس وقت میں سے کتنا حصہ آپ پر درود بھیجنے کے لیے مختص کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے لیے اس وقت میں سے کوئی حد تعین کرنی مناسب نہ سمجھی تاکہ زیادتی کا دروازہ بند نہ ہو جائے زیادتی پر ابھارتے ہوئے اختیار ہمیشہ کے لیے اسے

تفویض فرما دیا حتیٰ کہ اس نے کہہ دیا کہ میں ان اوقات میں اپنی ذات کے لیے دعا کرنے کی بجائے آپ پر درود پڑھوں گا۔ تو آپ نے فرمایا تب تو وہ تیری تمام دنیاوی واخروی مہمات میں کفایت کرے گا۔ کیونکہ درود اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درود پڑھنا اپنی ذات کے لیے دعا کے معنی میں ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں ہے۔

من شغله ذكرى عن مسئلتى اعطيته افضل ما اعطى السائلين .

جس کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے روکے تو میں سوال کرنے والوں کو جو کچھ عطا کروں گا اس کو اس سے زیادہ بہتر عطا فرماؤں گا۔

پس اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ جو شخص اپنی عبادات کا اکثر حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود کا ہدیہ پیش کرنے کو بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام دنیاوی واخروی مہمات میں کفایت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں صلاتی سے حقیقی صلاۃ یعنی نماز مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ! میں اپنی نماز کا ثواب یا نماز کے ثواب کی مثل ثواب آپ کے لیے مختص کرتا ہوں لیکن سابقہ روایت اس قول کو ردّ کرتی ہے۔ کہ اس میں درود یعنی دعا کی تصریح ہے۔

ایصالِ ثواب کی دلیل:

بعض علماء فرماتے ہیں مذکورہ حدیث اس شخص کے لیے اصلِ عظیم ہے جو اپنی قرأت (تلاوتِ آیات یا درود شریف وغیرہ کلمات مقدسہ کی قرأت) کے بعد دُعا کرتے ہوئے کہتا ہے میں اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کیونکہ صحابی نے جب یہ کہا کہ اجعل لك صلاتى كلها کہ میں اپنی تمام صلوٰت آپ

کے لیے مختص کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تب تو وہ تیری تمام دنیاوی واخروی مہمات میں کفایت کرے گی۔

اور جس نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں اپنی صلوٰۃ کے ثواب کی مثل ثواب آپ کے لیے مختص کرتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ کامل کے علم کے باوجود آپ کے شرف میں زیادتی طلب کر رہا ہے شاید اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی قرأت قبول ہوگی اور اس پر اسے ثواب ملے گا اور جب امت کے کسی فرد کو اپنی اطاعت پر ثواب ملتا ہے تو اسی کی مثل ثواب اس شخص کو بھی ملتا ہے جس نے اس کو یہ فعل خیر سکھایا ہوتا ہے اور یوں ہی ثواب کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور معلّم اوّل یعنی شارع صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کے ثواب کی مثل ثواب اور ان سب کے اجر کے برابر اجر ملتا ہے اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں زیادتی کا مفہوم ہے۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی دائمی شرف حاصل ہے۔ جیسا کہ کعبہ معظّمہ کی زیارت کے وقت ان الفاظ کے ساتھ دُعا وارد ہے۔ ''اللّٰھم زد ھذا البیت تشریفاً'' اے اللہ: اس گھر کے شرف میں اضافہ فرما۔

(مصنف فرماتے ہیں) مذکورہ قول پر سابقہ حدیث سے استدلال اس ضعیف قول کے مطابق ہوسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حدیث میں صلوٰۃ سے مراد حقیقۃً صلوٰۃ یعنی نماز ہے اور نماز کو مختص کرنے سے مراد اس کے ثواب کا ایصال ہے۔ لیکن اس ضعیف قول کا ردّ سابقہ صریح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ سے یہاں دُعا مراد ہے۔ البتہ اس قائل کا قول اپنی جگہ درست ہے کیونکہ ایصال ثواب میں کوئی ممانعت نہیں۔

بعض علماء نے شرف میں اضافے کی دعا کا انکار کیا ہے۔ میں نے اپنے دو فتووں میں ان کا ردّ کیا ہے۔ ان میں سے ایک فتویٰ مختصر اور دوسرا طویل ہے۔ میں نے واضح کیا ہے کہ علماء محققین نے اس قول کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ امام مذہب نووی نے اپنی بعض کتب مثلاً المنہاج، الروضہ اور شرح مسلم کے خطبوں میں اس پر عمل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اگرچہ کامل ہے لیکن اس کے باوجود وہ زیادتی کو قبول کرتا ہے۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی کے قرب میں ہمیشہ ترقی فرمانے والے ہیں اور آپ کے ارتقاء کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور جو چیز اس طرح زیادتی کو قبول کرنے والی ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طلب کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔

اور اس کے ثواب کی مثل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں اضافے کا باعث بنانے کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی مثال ثواب کے حاصل ہونے کی طلب ہے اور اس کے حصول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ثواب کا حصول یقیناً کمال ہے۔ جب یہ آپ کے دائمی شرف کے کمال کے ساتھ مل جاتا ہے تو ایک اور کمال کا اضافہ ہو جاتا ہے اور آپ کے کمال میں ایک ایسی ترقی حاصل ہوتی ہے جو اس سے قبل حاصل نہ تھی اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے آپ کے کمال میں اضافہ اور ترقی حاصل ہو جاتی ہے جو اس سے قبل حاصل نہ تھی۔ جیسے کہ مقدمہ کتاب میں ہم نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ مقدمہ ملاحظہ کیا جائے۔

تم اگر اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل چاہتے ہو تو ہمارے اس طویل فتویٰ کا مطالعہ تم پر لازم ہے۔ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ یہ فتویٰ میرے مجموعہ فتاویٰ میں شامل ہے۔ اس فتویٰ میں پیاسے کی سیرابی ہے۔

ایک روایت کے مطابق مذکورہ واقعہ حضرت ابی بن کعب کی بجائے حضرت ایوب بن بشر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ یارسول اللہ! میں نے اپنی دعا کا ایک تہائی آپ پر درود پڑھنے کے لیے مختص کیا ہے۔ الخ

اگر یہ روایت صحیح ہے تو حضرت ابی بن کعب اور حضرت ایوب بن بشر دونوں کا
ایک وقت اس کے متعلق سوال سے کوئی امر مانع نہیں۔

12- درود پڑھنا پانی کا آگ کو بجھانے سے زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور
سلام پیش کرنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔

ابن نمیری اور ابن بشکوال نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف حدیث نقل
کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

الصلوٰة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم امحق للخطایا من الماء للنّار والسلام علی النبی صلی الله علیه وسلّم افضل من عتق الرقاب وحب رسول الله صلی الله علیه وسلم من مهج الانفس اوقال من ضرب بالسیف فی سبیل الله .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا پانی کا آگ کو بجھانے سے زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنا گردنیں چھڑانے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جانوں کے لیے وجودِ روح سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

یہ حدیث، مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس قسم کی بات اپنی رائے سے نہیں کہیں جا سکتی۔ اس حدیث کی تخریج تیمی نے کی ہے اور ان سے ابوالقاسم بن عساکر نے روایت کی ہے اور ابوالقاسم بن عساکر کے طریق سے ابوالیمن بن عساکر نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

الصلوٰة علی النبّی صلی الله علیه وسلم افضل من عتق الرقاب وحب رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل من لهج الأنفس او قال من حزب السیف فی سبیل الله .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نفسوں کے لیے وجود روح سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل اس لیے ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب آپ کی طرف سے اور آپ کی زبان اقدس سے معلوم ہوا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کے بدلے جہنم سے نجات اور جنت کا دخول ملتا ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے

من اعتق رقبة اعتق الله بكل عضو منها عضو امنه حتى الفرج بالفرج

جو کسی غلام کو آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے مقابلے میں اس کے ہر عضو کو (جہنم سے) آزاد فرما دیتا ہے حتیٰ کہ شرمگاہ کے مقابلے میں شرمگاہ کو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کے بدلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس بار سلام نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا سلام کروڑوں جنتوں سے افضل ہے۔ تیرے لیے جنت کے بدلے یہ احسان کافی ہے۔

13- ایک مرتبہ درود پڑھنے سے پڑھنے والے کے اسّی سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دونوں محافظ فرشتوں کو تین دن تک پڑھنے والے کے گناہ لکھنے سے روک دیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کی دخول جہنم سے حفاظت کی جاتی ہے۔

ابوالشیخ اور ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں تخریج کی ہے۔

من صلّى علیّ مرة واحدة فتقبلت مَحَا الله عنه ذنوب ثمانين سنة

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو وہ قبول کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

من صلّی علیّ صلاۃ واحدۃ امر اللہ حافظیہ ان لا یکتبا علیہ ذنباً ثلاثۃ ایام۔

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت پر مامور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ تین دن تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھیں۔

ایک اور روایت ہے۔

من صلّی علیّ صلاۃً واحدۃً لم یلج النار حتی یعود اللبن فی الضرع

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ اس کا جہنم میں داخل ہونا ایسے ناممکن ہے جیسے دودھ کا واپس اپنے تھنوں میں جانا ناممکن ہے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں ان دونوں روایتوں کا ثبوت محل نظر ہے۔

اور پہلی روایت کے متعلق فرمایا کہ اس کی سند سے میں آگاہ نہیں۔

14- درود کا پڑھنا قیامت کی ہولنا کیوں سے نجات کا سبب ہے:

محدثین کی ایک جماعت نے نہایت کمزور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ایھا الناس ان انجاکم یوم القیامۃ من اھوالھا ومواطنھا اکثرکم علیّ صلاۃً فی دار الدنیا۔

اے لوگو! قیامت کے دن قیامت کی ہولنا کیوں اور اس کے مقامات سے زیادہ محفوظ رہنے والا وہ شخص ہے جو دارِ دنیا میں تم سب سے زیادہ مجھ پر

درود پڑھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے عمل میں کفایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ الایۃ

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں)

پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس پر انہیں ثواب عطا فرمائے۔

15-درود پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے:

روایت میں ہے۔

من سرہ آن یلقی اللہ راضیاً وفی لفظ عنہ راض فلیکثر من الصلاۃ علیّ

جسے یہ پسند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالت رضا میں ملے تو اسے مجھ پر بکثرت درود پڑھنا چاہیے۔

مصنف فرماتے ہیں اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف بلکہ اس کا ایک راوی متہم بالکذب ہے۔

16-درود شریف پڑھنا رحمت الٰہی کے ڈھانپنے کا سبب ہے:

بزار نے سند حسن کے ساتھ مندرجہ ذیل حدیث روایت کی ہے۔ اگرچہ اس کی سند میں ایک راوی منکر الحدیث اور دوسرا ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد موجود ہونے کے علاوہ مذکورہ دونوں راویوں کی توثیق بھی کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد ہے۔

اِن للہ سیارۃ من الملائکۃ یطلبون حلق الذکر فاذا اتو علیھم حفوابھم ثم بعثوا راتدھم الی السماء الی رب العزۃ تبارک

وتعالیٰ فیقولون ربنا اتینا علی عبدا من عباد یعظّمون آلاء ك ویتلون کتابك ویصلون علی نبیك محمّد صلی الله علیه وسلم ویسئلونك لِآخرتهم ودنیاهم فیقول تبارك وتعالیٰ غشوهم رحمتی فیقولون یاربّ ان فیهم فلاناً الخطّاء انما اعتبقهم اعتباقاً ۔ فیقول تبارك وتعالیٰ غشّوهم رحمتی فهم الجلساء لایشقی به جلیسهم ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جو ذکر کی مجالس تلاش کرتے رہتے ہیں جب وہ ذکر کرنے والوں کی مجلس میں پہنچتے ہیں تو انہیں گھیر لیتے ہیں پھر اپنے پیغام رساں کو رب العزۃ تبارک وتعالیٰ کی طرف بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے ربّ ہم تیرے کچھ ایسے بندوں کی طرف سے آئے جو تیری نعمتوں کا اظہار کر رہے تھے۔ تیری کتاب کی تلاوت کر رہے تھے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے۔ اور تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا کی بھلائی کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں میری رحمت سے ڈھانپ دو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں یارب ان میں فلاں بڑا خطاکار انسان بھی ہے جو ان سے بس گزرا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کو بھی میری رحمت سے ڈھانپ دو کہ وہ ایسے ہم نشین ہیں ان کی ہم نشینی کرنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

(مصنف فرماتے ہیں) کہ فرشتوں کا اپنے پیغام رساں کو آسمان کی طرف رب العزت کے پاس بھیجنے سے مقام مناجات کی طرف بھیجنا مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے۔ جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ذکر کے ساتھ تبارک وتعالیٰ کے الفاظ ذکر فرما کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے۔

17-درود پڑھنا غضب الٰہی سے امان کا سبب ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

لولا أن انس ذكر الله عزوجل ماتقربت الى الله تعالىٰ إلا بالصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال جبريل يا محمد ان الله عزوجل يقول من صلّى عليك عشر مرات استوجب الأمان من سخطى ۔

اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انس نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ کر سکتا، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبریل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تجھ پر دس مرتبہ درود پڑھے گا وہ میری ناراضگی سے مامون ومحفوظ ہو جائے گا۔

مصنف فرماتے ہیں اس کی سند میں ایک راوی متہم ہے۔

18-درود پڑھنے والے کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا:

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاثة تحت ظلّ عرش الله يوم القيامة يوم لاظل الا ظلّه قيل من هم يارسول الله؟ قال صلى الله عليه وسلم من خرج عن مكروب من امتى واحيا سنتى واكثر الصلوٰة علىّ ۔

تین ایسے سعادت مند شخص ہیں جو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن سوائے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی مصیبت کو دور کیا اور جس نے میری

سنت کو زندہ کیا اور جس نے مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس حدیث کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا ہے مگر میں ابھی تک اس کی قابل اعتماد اصل پر آگاہ نہیں ہوا۔ البتہ صاحب الفردوس نے حضرت انس بن مالک کی طرف منسوب کی ہے اور ان کے بیٹے نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ ان کے علاوہ دیگر محدثین نے اس کو فوائد الخلعی کی طرف منسوب کیا ہے کہ اس کا تعلق حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے ہے۔ واللہ اعلم

19-درود پڑھنا نیکیوں کے پلڑے کے بھارے ہونے اور جہنم سے نجات کا سبب ہے:

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سند ہالک کے ساتھ تخریج کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ان لادم من الله موقفاً فی فسیح العرش علیه ثوبان اخضران کانه نخلة مسحوق ینظر الی من ینطلق به من ولده الی الجنة وینظر الی من ینطلق به من ولده الی النار ۔ قال فبینا آدم علی ذالك انظر الی رجل من امة محمد صلی الله علیه وسلم منطلق به الی النار ۔ فینادی آدم: یا احمد، یا احمد، فیقول: لبیك یا ابا البشر، فیقول هذا رجل من امتك منطلق به الی النار فاشد المئزر، واسرع فی اثر الملائکة فاقول یا رسل ربی قفوا ۔ یقولون: نحن الغلاظ الشداد الذین لا نعصی الله ما امرنا ونفعل مانؤمر ۔ فاذا أیس النبی صلی الله علیه وسلم قبض علی لحیته بیده الیسری واستقبل العرش فیقول یا رب العرش قد وعدتنی الا تخزینی فی امتی فیاتی النداء من عندالعرش: اطیعوا محمداً وردوا هذا العبد الی المقام

فاخرج من حجزتي بطاقة بيضاء كالاغة فالقيها في كفة الميزان اليمنىٰ وانا اقول باسم الله فترجيح الحسنات فينادى سعد وسعد جده ۔ وثقلت موازينه، انطلقوا به الى الجنة فيقول العبد يا رسل ربي فقوا حتى اكلم هذا العبدالكريم على ربه فيقول بابي وامي! ما احسن وجهك واحسن خلقك فقد اقلتني عثرتي ورحمت عبرتي، فيقول انا نبيك محمد وهذا صلاتك عليّ قدوفتك احوج ماكنت اليها ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے عرش کی کشادگی میں ایک مقام عطا ہوگا جس میں وہ ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔ ان کے بدن پر دو سبز کپڑے ہوں گے۔ گویا ایک طویل کھجور کی مانند۔ اپنی اولاد میں سے ہر اس شخص دیکھ رہے ہوں گے جسے جنت کی طرف لے جایا جارہا ہوگا اور اپنی اولاد میں سے جہنم کی طرف لے جایا جانے والے کو بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ اسی اثنا میں حضرت آدم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو دیکھیں گے کہ اسے جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا۔ تو حضرت آدم پکاریں گے اے احمد۔ اے احمد حضور فرمائیں گے اے ابوالبشر میں حاضر ہوں۔ آدم علیہ السلام کہیں گے یہ آپ کا اُمتی ہے جسے دوزخ کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ پس میں بڑی چُستی کے ساتھ تیز تیز فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا۔ اے میرے رب کے فرستادو ٹھہرو۔ وہ کہیں گے ہم سخت فرشتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اس میں ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مایوس ہوں گے تو اپنی داڑھی مبارک دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور عرش کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔

اے عرش کے مالک کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ تو مجھے اپنی امت کے بارے میں رسوا نہ کرے گا۔ عرش سے ندا آئے گی اے فرشتوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اس شخص کو اس کی جگہ کی طرف لوٹا دو۔ پھر میں اپنے جیب سے انگلی کے پورے کی مانند سفید کاغذ کا پرزہ نکالوں گا اور اسے میزان کے دائیں پلڑے میں ڈال دوں گا۔ اور میں کہوں گا بسم اللہ پس وہ نیکیوں کا پلڑا برائیوں والے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی۔ وہ خوش قسمت بن گیا اور سعادت یافتہ ہو گیا۔ اور اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہ بندہ فرشتوں سے کہے گا اے میرے پروردگار کے فرستادو ٹھہرو میں اس بندہ سے بات کر لوں جو میرے رب کے حضور بڑی کرامت رکھتا ہے۔ وہ کہے گا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کا چہرہ انور کتنا حسین ہے اور آپ کی شکل کتنی خوبصورت ہے۔ آپ نے میری لغزشوں کو معاف فرما دیا اور میرے آنسوؤں پر رحم فرمایا۔ (آپ کون ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ میں تیرا نبی محمد ہوں یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر بھیجتا تھا۔ اس نے تجھ کو پورا نفع پہنچایا۔ جتنا کہ تجھے اس کی ضرورت تھی۔

20-درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن تشنگی سے محفوظ و مامون ہوگا:

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

اوحی اللہ عزوجل الی موسیٰ علیہ السلام فی بعض ما اوحی الیہ: یا موسیٰ لولا من یحمدنی ما انزلت من السماء قطرۃ ولا انبت من الارض ورقۃ: یا موسیٰ لولا من یعبدنی ما امھلت من یعصینی طرفۃ عین یا موسیٰ لولا من یشھد ان لا الہ الا اللہ لسلطت جھنم علی الدنیا ۔ یا موسیٰ اذا لقیت

المساكين فسائلهم كما تساء ل الاغنياء فان لم تفعل ذالك فاجعل كلّ شيء علمت . اوقال عملت . تحت التراب يا موسٰى أتحبّ الّا ينالك عطش يوم القيامة؟ قال الٰهي نعم قال فاكثر الصلٰوة على محمّد .

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو وحی فرمائی تھی اس میں یہ وحی بھی تھی کہ اے موسیٰ: اگر میری حمد کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میں بادلوں سے بارش کا ایک قطرہ بھی نازل نہ فرماتا۔ اور زمین سے ایک پتا بھی نہ اگاتا۔ اے موسیٰ: اگر میری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میری نافرمانی کرنے والے کو آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی مہلت نہ دیتا اے موسیٰ: اگر لا الہ الاّ اللہ کی شہادت دینے والا کوئی نہ ہوتا تو میں جہنم کو دنیا پر آزاد چھوڑ دیتا۔ اے موسیٰ جب تو مسکینوں سے ملے تو ان سے اسی طرح ان کے احوال پوچھ جس طرح تو مالدار لوگوں سے ان کے احوال پوچھتا ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر جو کچھ تم نے جانا ہے یا فرمایا۔ جو کچھ تم نے عمل کیا۔ اسے زمین میں دفن کر دو۔ اے موسیٰ: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قیامت کے دن تجھے تشنگی محسوس نہ ہو۔ عرض کی اے میرے رب ہاں ارشاد فرمایا محمد پر بکثرت درود پڑھا کرو۔

اس حدیث کو ابوالقاسم تیمی نے اپنی ترغیب میں روایت کیا ہے اور ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء میں حضرت کعب بن احبار کے تعارف کے تحت کچھ طوالت کے ساتھ مذکور ہے۔ لیکن ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

یاموسٰى اتريد أن اكون لك اقرب من كلامك الى لسانك ومن وسواس قلبك الى قلبك الى ومن روحك الى بدنك ومن نور بصرك الى عينك . قال نعم يارب . قال اكثر الصلاة على

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا کلام تیری زبان کے جتنا قریب ہے اس سے بھی میں تیرے زیادہ قریب ہو جاؤں؟ اور تیرے دل کے خطرات تیرے دل کے جتنے قریب ہیں۔ان سے بھی میں زیادہ تیرے قریب ہو جاؤں؟اور تیری روح تیرے بدن کے جتنی قریب ہے اس سے بھی زیادہ میں تیرے قریب ہو جاؤں؟اور تیری بینائی کا نور جتنا تیری آنکھ کے قریب ہے اس سے بھی زیادہ میں تیرے قریب ہو جاؤں؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ہاں میرے رب۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

21-درود شریف پل صراط پر اپنے پڑھنے والے کا ہاتھ تھامے رکھے گا حتیٰ کہ وہ عبور کر جائے گا:

ایک جماعت نے مختلف اسناد کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ان میں سے بعض سندیں حسن ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

"انی رایت البارحۃ عجباً رایت رجلاً من امتی یزحف علی الصراط مرۃ ویحبو مرۃ ویتعلق مرۃ فجاء تہ صلاتہ علیّ فاخذت بیدہ فاقامتہ علی الصراط حتی جاوزہ ۔"

آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر کبھی زانوں پر گھسٹتے ہوئے چل رہا ہے اور کبھی سرین پر گھسٹتے ہوئے چل رہا ہے اور کبھی لٹکتے ہوئے چل رہا ہے۔پس اس نے مجھ پر جو درود پڑھا تھا وہ اس کے پاس آ گیا اور اس نے اس کا ہاتھ تھام کر پل

صراط کے اوپر سیدھا کھڑا کر دیا حتیٰ کہ اس نے پل صراط کو عبور کر لیا۔

اس حدیث کا ایک اور طویل طریق بھی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں۔

رأیت رجلا من امتی یرعد علی الصراط کما ترعد السعفة فجاء ته صلاته علیّ فسکنت رعدته .

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر ایسے مضطرب ہے جیسے کھجور کی شاخ مضطرب ہوتی ہے پس اس کے پاس اس کا مجھ پر پڑھا ہوا درود آیا جس کے سبب اس کے اضطراب میں سکون آ گیا۔

22- جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود پڑھے گا وہ اپنی موت سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا:

علماء کی ایک جماعت نے یہ حدیث تخریج کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ حدیث منکر ہے۔

من صلّی علیّ فی یوم الف مرة لم یمت حتی یری مقعده من الجنة وفی لفظ لم یمت حتی یبشر بالجنة .

جو مجھ پر ایک دن میں ہزار بار درود پڑھے گا۔ تو اس کی موت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ نہ لے۔

اور ایک لفظ میں ہے۔

اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی جب تک اس کو جنت کی بشارت نہ دی جائے گی۔

23- درود شریف کو پڑھنا جنت میں کثرت ازواج کا سبب ہے:

صاحب الدرالمنظم نے ذکر کیا ہے:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثر کم علیّ صلاۃً اکثر کم ازواجاً فی الجنۃ
تم میں سے مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا جنت میں تم میں سے زیادہ ازواج والا ہو
گا۔
حافظ سخاوی فرماتے ہیں میں ابھی تک اس پر آگاہ نہیں ہو سکا ہوں۔

24-درود شریف پڑھنا بیس مرتبہ اللہ کی راہ میں جہاد کے برابر ہے:

دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
حجوا الفرائض فانّھا اعظم اجراً من عشرین غزوۃ فی سبیل
اللہ وان الصّلوٰۃ علی تعدل ذالك .
فرض حج ادا کرو اس میں اللہ کی راہ میں بیس مرتبہ جہاد سے زیادہ ثواب ہے
اور مجھ پر درود پڑھنا اس کے برابر ہے۔
اور ایک روایت میں ہے:
من حج حجۃ الاسلام وغزا بعدھا غزاۃ کتبت غزاۃً بار
بعمائۃ حجۃ فانکسرت قلوب قوم لایقدرون علی الجھاد
والحج فاوحی اللہ عزوجل الیّ ما صلّی علیك احد الا کتبت
صلاتہ، باربع بعمائۃ غزاۃ . کل غزاۃ باربع بعمائۃ حجۃ .
جو شخص فرض حج ادا کرے اور اس کے بعد جہاد کرے تو اس کے جہاد کو سو حج
کے برابر لکھا جائے گا۔ یہ سن کر جو لوگ جہاد اور حج کی سکت نہیں رکھتے تھے
ان کے دل ٹوٹ گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ جو بھی
آپ پر درود پڑھے گا اس کے درود کو چار سو ایسے جہادوں کے برابر لکھا
جائے گا جن میں سے ہر جہاد چار سو حج کے برابر ہے۔
حافظ سخاوی فرماتے ہیں یہ روایت تالف ہے وضع کے آثار اس پر ظاہر ہیں۔

25-درود شریف پڑھنا صدقہ کرنے کے برابر ہے:

ایما رجل مسلم لم یکن عنده صدقة فلیقل فی دعائه اللّٰهم صلّ علٰی محمد عبدك ورسولك وصلّ علی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فانها زکاة وقال لایشبع مومن من خیر حتّٰی یکون منتهاه والی الجنة مؤمن من خیر حتیٰ یکون نتهاه الی الجنة ۔

جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللّٰهم صلی علٰی محمد عبدك ورسولك وصلّ علی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات ۔

یہ اس کی زکاۃ ہے اور اس کے بعد فرمایا: مومن بھلائی سے سیر نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس کی قرارگاہ جنت بن جائے۔

مومن بھلائی سے سیر نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس کی قرارگاہ جنت بن جائے۔

ایک روایت میں ہے:

ایما رجل کسب مالا من حلال فاطعم نفسه او کساها فمن دونه من خلق الله فهو له زکاة وایما رجل لم یکن عنده صدقه فلیقل فی دعائة اللّٰهم صلّ علٰی محمد عبدك ورسولك وعلَی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فانه له زکاة ۔

جو شخص حلال سے مال کما کر اپنی ذات کو کھلائے یا اپنے بدن کو پہنائے اور اپنے علاوہ دیگر مخلوق الٰہی کو کھلائے، پہنائے تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جائے گا۔ اور جس کے پاس صدقہ کرنے کی استطاعت نہیں اس کو چاہیے کہ وہ اپنی دعا میں یہ کلمات کہے۔ اللّٰھم صلّ علٰی محمد عبدك

ورسولك وعلی المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات ۔ تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جائیں گے۔

بعض علماء کرام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا صدقہ سے افضل ہے حتیٰ کہ صدقۂ فرض سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ درود شریف وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بذات خود اور اس کے فرشتے بھی یہ عمل کرتے ہیں یہ اس عمل کی مانند کیسے ہو سکتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے صرف بندوں پر فرض کیا ہے۔

26-درود شریف ایک دن میں سو بار پڑھنا دس لاکھ نیکیوں اور سو مقبول صدقات کے برابر ہے:

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من صلّ علیّ فی یوم مائة مرة كتب الله له بها الف الف حسنة ومحا عنه الف الف سيئة وكتب له مائة صدقة مقبولة ۔ من صلّی علیّ ثم بلغتنی صلاته صليت عليه كما صلّی علیّ ومن صليت عليه نالته شفاعتی ۔

جو مجھ پر ایک دن میں سو بار درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرما دے گا اور اس کے لیے سو مقبول صدقہ لکھ دے گا۔ اور جو مجھ پر درود پڑھے گا اور پھر اس کا درود مجھ تک پہنچے تو میں اس پر اسی طرح صلاۃ بھیجوں گا جس طرح اس نے مجھ پر صلاۃ بھیجی ہے اور جس پر میں صلاۃ بھیجوں گا اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔

اس حدیث کو ابو سعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا ہے۔ لیکن حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

27-ہر روز سو مرتبہ درود پڑھنا سو حاجات کی برآری کا سبب ہے:

جن میں سے ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی ہوں گی۔

ابن مندة نے یہ حدیث تخریج کی ہے۔ابو موسیٰ المدینی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

من صلّی علیّ فی کل یوم مائة مرة قضی الله له مائة حاجة سبعین لآخرته وثلاثین لدنياه ۔

جو ہر روز مجھ پر سو بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا۔ان میں ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی حاجات ہوں گی۔

28-ایک بار درود پڑھنے سے سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں:

علامہ تیمی نے سند منقطع کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ

من صلّی علیّ صلاة واحدة قضیت له مائة حاجة ۔

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی۔

الفردوس میں یہ مرفوع حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلا سند مروی ہے۔

من صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد مائة مرة قضی الله له مائة حاجة ۔

جو سیدنا محمد اور آلِ محمد پر سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔

29-جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں سو مرتبہ درود پڑھتا ہے:

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں سو مرتبہ درود پڑھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو دن رات عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ یہ ابو غسان المدینی کا قول ہے۔ایک

جماعت نے ابو وہب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

الصلاة علی النبی عبادة

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا عبادت ہے۔

30-درود شریف پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے:

دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قلت لجبریل ای الاعمال احب الی اللہ؟ قال الصلوٰة علیك یامحمد وحبّ علی بن ابی طالب ۔

میں نے جبریل سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا اے محمد آپ پر درود پڑھنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھنا۔

31-درود شریف محافل کی زینت اور قیامت کے دن پل صراط پر نور ہے:

دیلمی نے سند ضعیف کے ساتھ تخریج کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زیّنوا مجالسكم بالصلاة علیّ فان صلاتكم علیّ نور یوم القیامة

اپنی محافل کو مجھ پر درود پڑھنے کے ساتھ مزیّن کرو کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن کا نور ہے۔

حضرت عائشہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

زینوا مجالسكم بالصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

اپنی مجلسوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے ساتھ مزیّن کرو۔

ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صلاة علی نور یوم القیامة الحدیث

مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن کا نور ہے۔

یہ پوری حدیث جمعۃ المبارک کے دن درود پڑھنے کی فضیلت کے تحت ذکر کی جائے گی۔

32-درود شریف پڑھنا غربت و مفلسی کا علاج ہے:

ابونعیم نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ!

ما اقرب الاعمال الی اللہ

اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ تقرب کا باعث کون سا عمل ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صدق الحديث واداء الامانة .

سچی بات اور امانت کی ادائیگی۔

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے لیے کچھ زیادہ فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔

صلاة الليل وصوم الهواجر .

رات کی نماز اور گرم دوپہروں کا روزہ

پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اضافہ فرمایئے تو آپ نے فرمایا:

كثرة الذكر والصلوٰة عليّ تنفي الفقر .

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت اور مجھ پر درود پڑھنا محتاجی کو دور کر دیتا ہے۔

ضعیف سند کے ساتھ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محتاجی اور تنگی عیش یا تنگی معاش کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

اذا دخلت منزلك فسلّم ان كان فيه احد اولم يكن فيه احدٌ ثم سلّم عليّ واقرأ قل هو الله احد مرة واحدة ففعل الرجل

فادرّ اللہ علیہ الرزق حتیّ اناض علی جیرانہ وقرابانہ ۔

جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کر خواہ اس میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ اور پھر مجھ پر سلام عرض کر اور ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ پس اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کی اس قدر فراوانی فرمائی کہ وہ اپنے پڑوسیوں اور اپنے قریبی لوگوں پر خرچ کرنے لگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قرء القرآن وحمد الرّب وصلّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستغفر ربّہ فقد طلب الخیر من مقامہ ۔

جس نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور رب کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور اپنے رب سے مغفرت طلب کی بے شک اس نے بھلائی کو اس کے مقام سے طلب کر لیا ہے۔

33-درود بکثرت پڑھنے والا قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا:

امام ترمذی نے یہ روایت تخریج کرنے کے بعد اسے حسن غریب کہا ہے۔

ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علیّ صلاۃً ۔

قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا ہوگا۔

امام نسائی نے اس روایت کے ایک راوی کو غیر قوی بتایا ہے۔ لیکن ان کے اس قول کو رد کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ابن معین نے اس راوی کو ثقہ قرار دیا ہے اور حبان، ابن عدی اور محدثین کی ایک جماعت نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثر کم علیّ صلاۃً اقربکم منی غداً ۔

تم میں سے مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا کل قیامت کے دن میرے زیادہ قریب ہوگا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس کی سند سے میں واقف نہیں اور نہ ہی اس کی تخریج کرنے والے سے واقف ہوں۔ ہاں آئندہ یہ حدیث ذکر کی جائے گی۔

اقربکم منّی یوم القیامۃ فی کل موطن اکثر کم علیّ صلاۃً فی الدنیا ۔

قیامت کے دن ہر مقام میں، تم میں سے میرے زیادہ قریب دنیا میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والا ہوگا۔

ابن حبان پہلی حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ قیامت کے دن محدّثین کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے کیونکہ اس امت میں علماء حدیث سے زیادہ درود پڑھنے والا کوئی گروہ نہیں اور دیگر بعض علماء نے فرمایا کہ اس حدیث میں علماء حدیث کے لیے عظیم بشارت موجود ہے کیونکہ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احادیث کی قرأت و کتابت کے دوران قولاً، فعلاً، لیلاً ونہاراً درود پڑھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ درود پڑھنے والے ہیں اور علماء کے تمام طبقاتُ کے درمیان علماءِ حدیث ہی اس شرف کے ساتھ مختص ہیں۔

34-درود کی برکت اور اس کا فائدہ پڑھنے والے اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد تک پہنچتا ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تدرک الرجل وولدہ

وولد وولده .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا فائدہ پڑھنے والے اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد تک پہنچتا ہے۔

35- کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ اور زیادہ قریب ہوتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے انہوں نے فرمایا۔

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اوحی الله تبارك وتعالیٰ الی موسیٰ علی نبیّا وعلیه الصلوٰة والسلام . اننی جعلت فیك عشرة آلاف سمع حتی سمعت كلامی وعشرة آلاف لسان حتی اجبتنی واحبّ ماتكون الیّ واقربه اذا اكثرت الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم .

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے دس ہزار کانوں کی قوت سماعت عطا فرمائی حتیٰ کہ تو نے میرے کلام کو سن لیا اور دس ہزار زبانوں کی قوت گویائی عطا فرمائی حتیٰ کہ تو نے جواب دیا۔ تو میرا محبوب اور میرے قریب تب ہوگا جب کثرت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

اقرب ماتكون انت منی اذا صلیت علی محمد صلی الله علیه وسلم .

تم میرے زیادہ قریب اس وقت ہوتے ہو جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

درود پڑھتے ہو۔

36-درود کو اپنا معمول بنانے والے سے اللہ تعالیٰ فرائض کا سوال نہ فرمائے گا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة وصلّی علیّ فی بیت المقدس لم یسأله الله فیما افترض علیه .

جس نے اسلام کا حج کیا اور میری قبر انور کی زیارت کی اور کسی غزوہ میں شریک ہوا اور بیت المقدس میں مجھ پر درود پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جو فرض کیا ہے۔ اس کے متعلق وہ اس سے پرسش نہ کرے گا۔

اس حدیث کو المجد اللغوی نے اسی طرح ذکر کیا ہے اور ابوالفتح الازدی کی الثامن من فوائدہ کی طرف نسبت کی ہے۔ لیکن حافظ سخاوی فرماتے ہیں۔ اس کا ثبوت محل نظر ہے۔

37-جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں پچاس مرتبہ درود پڑھے گا تو قیامت کے دن اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف نصیب ہوگا:

ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلّی علیّ فی یوم خمسین مرةً صافحته یوم القیامة .

جو دن میں پچاس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔

ابولفرج عبدوس نے ابوالمطرف سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا درود پڑھنے والا اگر یوں پڑھے

اللّٰھم صلّ علی محمد خمیسن مرة .

تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ پچاس مرتبہ پڑھنے کے قائم مقام ہوگا اور اگر بار بار یہ الفاظ دھرائے تو مزید بہتر ہے۔

جو درود پڑھتے ہوئے یوں پڑھے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد الف مرۃ ۔

(اے اللہ حضرت محمد پر ہزار بار درود نازل فرما) تو اس کے حق میں ہزار بار درود پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے تو انہیں دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنے میں مشغول ہیں اور کنکریوں کے ساتھ شمار کر رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔

لقد قلت کلمۃ عدلت جمیع ماقلتیہ ۔ سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقہ ۔ الحدیث

میں نے ایک ایسا کلمہ پڑھا ہے جو تیرے سارے پڑھے ہوئے کلمات کے برابر ہے اور وہ یہ ہے۔

سبحان اللہ و بحمدہ عدد خلقہ ۔

(میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اس کی حمد کے ساتھ بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر)

یہ حدیث اس بات پر نص ہے کہ جو شخص **اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمد الف مرۃ** پڑھے یا **اللّٰھم صلی علی سیدنا محمد عدد خلقہ** پڑھے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار بار درود پڑھنے کا یا مخلوق کی تعداد کے برابر درود پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

38- درود پڑھنے سے دلوں کا زنگ اتر جاتا ہے:

معضل سند کے ساتھ محمد بن قاسم سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ

لکلّ شیء طهارة وغسل وطهارة قلوب المؤمنين من الصداء الصلوٰة علیّ ۔

ہر چیز کو پاک کرنے اور دھونے کے اسباب ہیں۔ اور مؤمنوں کے دلوں کو زنگ سے پاک کرنے کا سبب مجھ پر درود پڑھنا ہے۔

درود پاک پڑھنے کے فوائد اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا حیطۂ احصاء میں آنا ناممکن ہے اور اتنے زیادہ مشہور ہیں کہ ان کے تذکرہ کی ضرورت ہی نہیں۔ تاہم علامہ ابن القیم وغیرہ علماء نے ان میں سے کچھ فوائد یکجاء ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے بعض سابقہ صفحات میں تمہارے علم میں آ چکے ہیں۔

علامہ ابن قیم وغیرہ علماء نے مندرجہ ذیل فوائد ذکر کیے ہیں۔

1- درود پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور امرِ الٰہی کا امتثال ہے۔

2- درود پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کی صلوٰۃ دو مختلف چیزیں ہیں۔

3- درود پڑھنے میں فرشتوں کے ساتھ موافقت ہوتی ہے۔

4- ایک بار درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

5- اور دس درجات کی بلندی نصیب ہوتی ہے۔

6- اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

7- دعا سے پہلے درود پڑھنے کی وجہ سے دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

8- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسیلہ طلب کرنے سے انسان آپ کی شفاعت کے مستحق ہوئے۔

9- اور گناہوں کی مغفرت کی امید ہے۔

10- درود پڑھنے سے دنیا و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔

11- درود پڑھنے سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو

12-درود پڑھنے سے حاجات پوری ہوتی ہیں۔

13- درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ نازل ہوتی ہے۔

14-درود پڑھنا باطنی طہارت وپاکیزگی کا سبب ہے۔

15-درود پڑھنے والے کو جنت کی بشارت مل جاتی ہے۔

16-درود پڑھنے والا قیامت کی ہولناکیوں سے مامون رہے گا۔

17- درود پڑھنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی طرف سے صلاۃ وسلام کے ساتھ جواب مرحمت ہوتا ہے۔

18-درود پڑھنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ اُنس پیدا ہوتا ہے۔

19- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے مجلس خوشبودار اور پاکیزہ بن جاتی ہے۔

20-درود پڑھنے سے غربت ومحتاجی اور تنگ دستی ومفلسی دور ہوتی ہے۔

21-درود نہ پڑھنے والے کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا فرمائی ہے اس سے نجات مل جاتی ہے۔

22-ترک درود سے راہِ جنت بھٹکنے کا خطرہ ہے درود پڑھنے سے اس خطرہ سے نجات مل جاتی ہے۔

23-درود پڑھنے والا پل صراط کو آسانی عبور کرے گا۔

24-درود پڑھنے کے سبب بندہ جفاء سے نکل جاتا ہے۔

25- درود پڑھنے والے کی اچھی تعریف زمینی اور آسمانی مخلوق میں نشر کی جاتی ہے۔

26- درود پڑھنے والے کی ذات، اس کے عمل، اس کی عمر اور اس کے اسباب مصالح میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

27- درود پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

28- درود پڑھنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمیشہ کے لیے جاگزین و مستحکم ہوتی ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کی محبت اجزاء ایمان میں سے وہ جزء ہے جس کے ساتھ ایمان مکمل ہوتا ہے۔

29- درود پڑھنے والے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے زیادہ حقوق ہیں جن کا علماً، قدرۃً اور ارادۃً شمار نا ممکن ہے۔ آپ کے حقوق میں اقل حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو بھی احسان فرمایا ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا کیا جائے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی نعمت عطا فرمائی ہے وہ آپ کے طفیل ہی ملی ہے)

سابقہ فوائد جن کو میں نے متفرق طور پر بیان کیا ہے۔ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کو بڑی حسین ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لیکن ان کے بعد آنے والے بعض علماء نے انہی فوائد کو ان کی کتاب میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ تفسیر العلائی سے نقل کیا ہے۔ اگر حافظ سخاوی کی اس تفسیر پر مطلع نہیں ہوئے ہیں تو دونوں کی ترتیب اور بیان میں یہ ایک عجیب توافق ہے۔

❁❁❁

خاتمہ

ض خوابوں وغیرہ کا ذکر:

1- ابن ھبیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ تھا اور میری آنکھیں بند تھیں۔ میں نے اپنی پلکوں کے پیچھے ایک لکھنے والے کو دیکھا ۔وہ میرے درود کو ایک کاغذ پر لکھ رہا ہے میں اس کاغذ میں حروف کی جگہوں کو دیکھ رہا ۔ میں نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھولیں تاکہ اپنی ظاہری آنکھ سے اس کو دیکھ سکوں ں وہ میری آنکھوں سے اتنی جلدی کے ساتھ اوجھل ہو گیا کہ میں صرف اس کے کپڑوں سفیدی دیکھ پایا۔

2- ایک شخص کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہے ور اس کے سر پر جواہرات سے مزین تاج سجا ہوا ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ یرے ساتھ کیسے پیش آیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے زت عطا فرمائی اور مجھے تاج پہنایا اور جنت میں داخل فرمایا۔ اس سے پوچھا گیا کہ ان حسانات ونوازشات کا تو کیسے مستحق بنا؟ تو اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھتا تھا۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا۔

3- ایک مزاحیہ طبع انسان کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور اس سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمائی ہے۔ اس سے پوچھا گیا تیری بخشش کا سبب کیا چیز بنی؟ تو اس نے جواب دیا میں نے ایک محدث سے ایک مسند حدیث لکھی تھی میرے استاذ حدیث نے حدیث کے املاء کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ ہم حاضرینِ مجلس

نے ان کے درود کو سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پس اسی دن ہم سب کی بخشش ہوگئی تھی۔

4- حافظ ابوالحسن دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا جس کو وہ پہچانتے تھے۔ انہوں نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ میری بخشش ہوگئی ہے۔ دارمی نے اس سے کہا کہ مجھے ایسا کوئی عمل بتا جس کے سبب میں جنت میں داخل ہوسکوں۔ تو اس نے کہا کہ ایک ہزار نفل ادا کرو اور ہر رکعت میں ہزار مرتبہ قل ھو اللہ تلاوت کرو۔ اور ہر رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھا کرو۔ دارمی فرماتے ہیں میں ہر رات یہ عمل کرتا ہوں۔

5- ایک صالح شخص کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ اور اس سے اس کے احوال پوچھے گئے تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرمادی اور مجھے جنت میں داخل فرمادیا۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ایسی عنایت اور بندہ پروری فرمائی؟ اس نے بتایا فرشتوں نے میرے گناہوں اور میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حساب لگایا تو انہوں نے میرے درود کو میرے گناہوں سے زیادہ پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اے میرے فرشتو! تمہارے لیے اتنا کافی ہے۔ اس کا محاسبہ مت کرو اس کو جنت میں لے جاؤ۔

6- مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص انتہائی گناہگار تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو بغیر کفن دفن پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اسے غسل دو، اس پر نماز جنازہ ادا کرو میں نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تو نے کس عمل کی وجہ سے اس کی بخشش فرمائی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس شخص نے ایک دن تورات کھولی اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا پایا کر اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔

7-ایک صالح شخص نے خواب میں قبیح صورت دیکھی۔ پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تیرا برا عمل ہوں۔ اس صالح شخص نے اس سے کہا تیرے سے نجات پانے کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھ کر تو مجھ سے نجات پا سکتا ہے۔

8-ایک صالح انسان نے کسی صالح شخص کو اس کی وفات کے بعد خواب میں اچھی حالت میں دیکھا اور اس سے اس کے ساتھ پیش آنے والے معاملات کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے بتایا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود نہ پڑھا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ پھر اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت اور اس کی ملاقات کے بارے میں تیرا کیا موقف ہے؟ اس نے کہا یہ تو بڑا بلند رتبہ ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے اس کے بغیر بھی راضی ہو چکے ہیں۔

9- حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پڑوسی کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور اس کے احوال دریافت کیے تو اس نے کہا مجھے تو ہولناکیاں پیش آئیں نکیرین کے سوال کے وقت جواب دینے کی طاقت نہ رہی۔ میں نے سوچا کہ یہ مصیبت مجھ پر کہاں سے ٹوٹ پڑی۔ کیا میری موت اسلام پر نہیں ہوئی؟ اچانک ندا آئی۔ یہ دنیا میں اپنی زبان کو کنٹرول نہ کرنے اور اسے بے مہار چھوڑنے کی سزا ہے جب فرشتے میرے قریب آنے لگے تو ایک خوبصورت، عمدہ خوشبوؤں والا شخص میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے مجھے جواب یاد دلایا۔ پس میں نے وہ جواب دیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے؟ اللہ تعالیٰ تیرے پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا میں ایسا شخص ہوں جس کو تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھنے کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے اور مجھے تیری ہر تکلیف میں مدد کرنے کا حکم ہے۔

10- عارف باللہ حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حکایت کی گئی ہے۔ آپ کا ایک مرتبہ بیابان میں جنگلی درندوں سے سامنا ہو گیا۔ آپ کو ان سے خوف لاحق

ہوگیا۔تو آپ نے اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہوئے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا شروع کردیا

من صلّی علیه صلّی الله علیه عشراً وان الصلاة من الله رحمة ومن رحمه کفاه همه۔

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ نازل فرمائے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر رحمت فرماتا ہے تو اس کی پریشانی دور فرمادیتا ہے۔درود شریف پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت شاذلی کو پریشانی سے نجات عطا فرمادی۔

11- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! ایک شخص آپ پر بکثرت درود پڑھتا ہے۔آپ نے فرمایا وہ کون ہے؟ میں نے عرض کی وہ فلاں شخص ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عزت کا مقام تیار کررکھا ہے۔

12- ایک مالدار تاجر کی وفات ہوئی۔اس کے وارثوں میں دو بیٹے تھے۔اس کی میراث میں بہت ساری جائیداد تھی۔اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بال مبارک بھی تھے۔بیٹوں نے نصف نصف مال تقسیم کرلیا اور ایک ایک بال مبارک بھی لے لیا۔ایک باقی بچ گیا بڑے بیٹے نے اس کو دو ٹکڑے کر کے بانٹنے کا مشورہ دیا۔چھوٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر بال کو ٹکڑے کرنے سے انکار کر دیا۔اور بڑا کہنے لگا کیا تو اپنے حصۂ میراث کے بدلے تینوں بال لے لے گا۔چھوٹے نے کہا جی ہاں میں ضرور اس کے لیے بصد چشم تیار ہوں۔بڑے نے ساری جائیداد لے لی اور چھوٹے نے تینوں بال مبارک لے لیے۔اور ان کو اپنی جیب میں ڈال دیا اور اس کے بعد اس نے ان تینوں بالوں کو بار بار جیب سے نکالنے اور ان کی بار بار زیارت اور

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو اپنا معمول بنالیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بڑے کا ل فانی ہو گیا اور جب چھوٹے کی وفات ہوئی تو ایک نیک شخص نے اس کو خواب میں یکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کہہ دو کہ جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو وہ اس شخص کی قبر کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اس کے بعد لوگ بڑی ارادت وعقیدت کے ساتھ اس کی قبر کی زیارت کے لیے آتے حتیٰ کہ جو بھی ان کی قبر سے سوار ہو کر گزرتا تو وہ اپنی سواری سے اترتا اور تعظیماً پیدل چل کر قریب سے گزرتا۔

13- ایک دفعہ حضرت ابوالفضل بن زیرک رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خراسانی شخص آیا اور اس نے بتایا کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ابوالفضل کو میری طرف سے سلام پہنچادو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس بندہ نوازی کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ روزانہ مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ پھر اس خراسانی نے حضرت ابوالفضل کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ درود مجھے بھی بتائیں جو آپ روزانہ پڑھتے ہیں۔ ابوالفضل نے انہیں بتایا وہ درود یہ ہے۔

اللّٰھم صلّ علی محمّد النبی الامی وعلیٰ آل محمّد جزی اللہ محمداً عنا ما ھو اھلہ ۔

اے اللہ: محمد نبی اُمی پر صلاۃ نازل فرما اور محمد کی آل پر اللہ تعالیٰ ہماری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جزا عطا فرما جس کے وہ اہل ہیں۔

14- تنگیٔ رزق کا علاج

ابوعبداللہ القسطلائی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور انہوںؒ نے بارگاہِ نبوت میں اپنی محتاجی وتنگدستی کی شکایت پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد وعلٰی آل محمد وھب لنااللّٰھم من رزقك الحلال الطیب المبارك تصون به وجوھنا من التعرض الیٰ احدمن خلقك واجعل لنااللّٰھم الیه طریقاً سھلاً من غیر تعب ولاتصب ولامنة ولاتبعة وجنّبنا اللّٰھم الحرام من حیث کان واین کان وعندمن کان وحل بیننا وبین اھله واقبض عنا ایدیھم واصرف عنا قلوبھم حتی لانتقلّب الّا فیما یرقبك ولانستعین نبعك الّا علیٰ ماتحبّ یاارحم الرحمن

اے اللہ: درود بھیج حضرت محمد اور آل محمد پر۔ اے اللہ ہمیں اپنا مبارک، حلال پاکیزہ رزق عطاء فرما۔ جس کی وجہ سے ہم اپنے چہروں کو کسی کے سامنے لے جانے سے محفوظ ہو جائیں۔ اے اللہ بغیر کسی مشقت، احسان اور بوجھ کے اس کی طرف ہمارا راستہ آسان فرما دے۔ اے اللہ حرام جہاں بھی ہے اور جس کے پاس بھی ہے ہمیں اس سے دور رکھ اور ہمارے اور حرام والوں کے درمیان حائل ہو جا اور ہم سے ان کے ہاتھوں کو روک لے۔ اور ان کے دل ہم سے پھیر دے۔ حتیٰ کہ ہم اس چیز کی طرف لوٹیں جو تیری رضا کے باعث ہے اور ہم تیری نعمت کے ساتھ اس چیز پر مدد مانگیں جو تیری پسندیدہ ہے۔ اے ارحم الراحمین۔

15- ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا کہ میری ایک بیٹی وفات پا چکی ہے۔ میں اس کو خواب میں دیکھنے کی آرزومند ہوں۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا۔ عشاء کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد چار رکعت نفل اس طرح ادا کر ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الھاکم التکاثر ایک مرتبہ پڑھ اور اس کے بعد پہلو کے بل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے سو جا حتیٰ کہ تجھے نیند آ جائے اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہت سخت

عذاب میں مبتلا ہے۔ جب بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری کے پاس آئی اور پورا خواب سنایا۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا صدقہ کر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما دے۔ حضرت حسن بصری رات کو سوئے تو عالم خواب میں اپنے آپ کو جنت کے باغ میں پایا آپ نے وہاں ایک عورت کو دیکھا وہ کہنے لگی کیا تم مجھے جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو کہا تھا۔ حسن بصری نے کہا تیری ماں نے تو مجھے تیری کوئی اور حالت بیان کی تھی؟ اس لڑکی نے کہا میری ماں کی بات سچی تھی میری حالت وہی تھی جو اس نے بیان کی تھی۔ حضرت حسن بصری نے پوچھا پھر تجھے یہ مقام کیسے ملا؟ اس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ عذاب میں مبتلا تھے۔ مگر ایک نیک آدمی کا ہماری قبور سے گزر ہوا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہمیں بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے اس درود کو اس طرف سے قبول فرمایا اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے اس نیک شخص کی برکت سے نجات عطا فرمادی اور مجھے یہ مرتبہ ملا جس کا آپ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

16۔ علامہ مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابن الخیام رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ ان کی حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور ان دونوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا۔ اس کا دل شاداب و تروتازہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور فرما دے گا۔ اور دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نفاق سے اس طرح پاک فرماتا ہے جس طرح پانی کپڑے کو پاک کرتا ہے اور فرمایا جو شخص ''صلی اللہ علٰی محمد'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے قبل اس

کے ساتھ نفرت کرتے رہے ہوں۔ اور اللہ کی قسم لوگ اس کے ساتھ اس وقت تک محبت نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت نہ فرمائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہونے کی حالت میں فرمایا۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے اور فرمایا کو جو شخص سات راتیں مسلسل "صلی اللہ علیٰ محمد" پڑھے تو وہ خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علیٰ محمد پڑھا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو تمہیں غیبت سے بچالے گا۔ اور تم مجلس سے اٹھنے لگو تو بھی یہ کلمات پڑھا کرو تو بے شک لوگ تمہاری غیبت نہیں کریں گے اور وہ فرشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔ اور حضرت خضر و حضرت الیاس نے انہیں یہ بھی بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی تھا۔ جس کو دشمنوں کے مقابلے میں فتح نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی قوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح یاب فرمادیا۔

(مصنف فرماتے) فیروز آبادی نے یہ واقعہ اپنی سند کے ساتھ ابن الخیام سے نقل کیا ہے علامہ الذہبی نے اس کو موضوع بتایا ہے۔ اگرچہ حضرت خضر علیہ السلام کا زندہ ہونا صحیح ہے۔ ان کے زندہ ہونے پر سب سے واضح دلیل امام الھدیٰ حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ عنہ سے صحیح منقول ہے وہ واقعہ ہے جس میں ہے کہ ان کی حضرت خضر سے ملاقات ہوئی، اور حضرت خضر کو ان کے پاس دیکھا گیا تو لوگوں نے پوچھا یہ کون سی شخصیت ہے؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے اس پورے واقعہ کو اپنی کتاب الصواعق المحرقۃ کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

17- ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حکایت ہے کہ ان کی کعبہ معظمہ کے صحن میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی اور حضرت خضر نے انہیں درود شریف

پڑھنے کی ایک طویل کیفیت بتائی اور فرمایا جو اس کیفیت کے ساتھ درود پڑھے گا تو اسے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ علامہ تیمی فرماتے ہیں میں نے اس کیفیت کے ساتھ درود پڑھا تو مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور میں نے جنت کو دیکھا اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوا۔ پس جو شخص اس پر عمل کرے گا وہ زیارت کی نعمت سے بہرور نہ بھی ہو سکے تو اس کے تمام کبیرہ گناہوں کی بخشش ہو جائے گی۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ منکر ہے بلکہ اس پر موضوع ہونے کے آثار واضح ہیں۔ اس واقعہ کو نقل کرنے سے پہلے حافظ سخاوی فرماتے ہیں ہم عبدالرزاق الطبسی سے درود کے متعلق ایک واقعہ ایسی سند کے ساتھ روایت کر رہے ہیں جس کے بطلان میں مجھے کوئی شک نہیں۔

18- ایک نیک شخص نے ہر رات درود شریف کی ایک مقدار اپنے پر لازم کر رکھی تھی۔ ایک رات درود پڑھتے پڑھتے نیند آ گئی۔ عالم خواب میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے سے داخل ہو رہے ہیں۔ کمرہ نور سے جگمگانے لگا۔ پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لائے اور فرمایا: وہ منہ میری طرف کر جس کے ساتھ تو مجھ پر بکثرت درود پڑھتا ہے تاکہ میں اس سے بوسہ دے لوں۔ مجھے حیاء آ گیا کہ آپ میرے منہ کو بوسہ دیں میں نے اپنا چہرہ پھیرا تو آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔ میں فوراً خوفزدہ ہو کر اٹھا۔ میرے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ کی وجہ سے آٹھ دن تک میرے رخسار سے کستوری کی خوشبو آتی رہی۔

19- مروی ہے کہ جو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا متمنی ہے اس کو چاہیے کہ وہ یہ پڑھے۔

اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا محمد کما ھو اھلہ اللّٰھم صلّ علٰی

سیدنا محمدٍ کما تحبّ وترضی لہ ۔

''اے اللہ سیدنا محمد پر درود نازل فرما جس طرح کے درود کے وہ حقدار ہیں۔
اے اللہ سیدنا محمد پر درود نازل فرما جس طرح تو ان کے لیے پسند فرماتا ہے۔''

جو شخص ان کلمات کو طاق عدد پڑھے گا وہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اور کہا گیا ہے کہ ان کلمات کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ بھی کرنا چاہیے۔

اللّٰھم صلّ علی روح سیدنا محمّد فی الارواح ۔ اللّٰھم صلّ علی جسد سیدنا محمّد فی الاجساد، اللّٰھم صلّ علی قبر سیدنا محمّد فی القبور ۔

اے اللہ: سیدنا محمد کی روح پر درود بھیج ارواح میں۔ اے اللہ سیدنا محمد کے جسد پر درود بھیج اجسام میں۔ اے اللہ سیدنا محمد کی قبر پر درود بھیج قبور میں۔

پانچویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والے کی مذمت کے بیان میں

1۔ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو وہ بدبخت اور ذلیل و دخولِ جہنم کا مستحق، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکِ درود کے خلاف جو دُعا فرمائی ہے اس کا حقدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکِ درود کے بارے میں اپنے سے دوری کی جو دعا فرمائی ہے اس کا مستوجب ہے۔

محدثین کی ایک کثیر تعداد نے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اسی لیے امام حاکم نے المستدرک میں اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

منبر حاضر کرو۔ ہم نے منبر پیش کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی پہلی سیڑھی چڑھے تو فرمایا۔ آمین۔ پھر دوسری چڑھے تو فرمایا۔ آمین۔ پھر تیسری چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آج ہم نے آپ کی زبان اقدس سے ایسی چیز سنی جو اس سے قبل نہیں سنی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان جبریل عرض لی فقال لی بعد من ادرك رمضان فلم يغفر له

قلت آمين ۔ فلمّا رقيت الثانية قال بعد من ادرك ابويه الكبر عندهٗ او احدهما فلم يدخلاه الجنة قلت آمين ۔

جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو وہ برباد ہو جائے۔ تو میں نے کہا آمین۔ اور جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور وہ اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بن سکے تو وہ برباد ہو جائے میں نے کہا آمین۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ومن ذكرت عندهٗ فلم يصلّ عليك فابعده الله قل آمين فقلت آمين ۔

اور جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرما دے۔ کہو آمین۔ تو میں نے کہا آمین۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی کو متعدد محدثین نے ضعیف کہا ہے مگر ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ایک ضعیف روایت ہے مگر اس کے شواہد موجود ہیں جو اسے حسن بنا دیتے ہیں۔

صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر جلوہ افروز ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتاني جبريل فقال رغم رجل ادرك ابويه او احدهما فلم يدخل الجنة فقلت آمين ۔ قال رغم انف امرئ ادرك رمضان فلم يغفر له ۔ قلتُ آمين ۔ قال رغم انف من ذكرت عنده فلم يصلّ عليك ۔ قلت آمين ۔

میرے پاس جبریل آئے تھے اور انہوں نے کہا رُسوا ہو وہ شخص جس نے

اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا رسوا ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا ذلیل ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا میں نے کہا آمین۔

امام احمد بن حنبل اور امام ترمذی کے ہاں ایک اور روایت ہے جسے امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ترمذی نے حسن غریب بتایا ہے۔ اس روایت میں تینوں جگہ رغم انف رجل ہے اور ایک روایت میں تینوں جگہ اَرْغَمَ اللّٰہُ اَنْفَ رَجُلٍ ہے۔ رغم میں دوسرا حرف غین معجمہ کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور یہ رغماً سے ماخوذ ہے۔ رغما کے پہلے حرف پر تینوں حرکتیں جائز ہیں۔

ارغم اللہ انفہ کا مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ناک کو خاک آلود کر دے یہی اس کا معنی ہے اور پھر اس کو ذلیل ہونے اور حصولِ انصاف اور اطاعت میں عاجز ہونے کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے۔

بقولِ بعض رَغِم (غین کے کسرہ کے ساتھ) کا معنی ہے وہ شخص ذلت وحقارت کی وجہ سے خاک سے چمٹ گیا۔

اور رَغَم (غین کے فتحہ کے ساتھ) کا معنیٰ ہے۔ وہ ذلیل ہو گیا۔

ایک سند حسن والی روایت میں ہے:

لما رقيت الدرجة الاولىٰ جاء نی جبریل فقال شقی عبد ادرك رمضان فانسلخ عنه ولم يغفرله فقلت آمين . ثم قال شقی عبد ادرك والديه او احدهما فلم يدخلاهُ الجنة فقلت آمين . ثم قال شقی عبد ذكرت عنده لَمْ يصلِّ عليك فقلت آمين .

جب میں پہلی سیڑھی چڑھا تو جبریل میرے پاس آئے۔ اور کہا بدبختی کا

شکار ہو جائے وہ بندہ جسے رمضان کا مہینہ نصیب ہو لیکن اس سے بیشتر کہ وہ مہینہ ختم ہو جائے اس نے اپنی بخشش کو یقینی نہ بنایا۔ اور اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا بدقسمت رہے وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا وہ اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا شقاوت میں گرفتار ہو جائے۔ وہ بندہ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مروی حدیث میں ہے۔

لمّا بنی النبی صلی الله علیه وسلم المنبر جعل له ثلاث عتبات فلمّا صعدها صلی الله علیه وسلم امّن عند کلّ فسئل فقال . ان جبریل صعد قبلی العتبة الاولیٰ فقال یا محمد فقلت لبیك وسعدیك فقال من ادرك ابویه او احدهما فلم یغفر له فابعده الله قل آمین فقلت آمین . فلما صعد العتبة الثانیة قال یا محمد قلت لبیك وسعدیك قال من ادرك شهر رمضان فصام نهارهٗ وقام لیله ثم مات ولم یغفر له فابعده الله، قل آمین فقلت آمین . فلما صعدا العتبة الثالثة قال یا محمد قلت لبیك وسعدیك قال من ذكرت عندهٗ فلم یصلّ علیك فمات ولم یغفر له فدخل النار فابعده الله قل آمین . فقلت آمین .

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر تیار کروایا تو اس کی تین سیڑھیاں رکھی گئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر چڑھنے لگے تو ہر ایک پر چڑھتے وقت آمین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین فرمانے کی وجہ پوچھی گئی

تو آپ نے فرمایا۔ جبریل امین میرے سے پہلے سیڑھی پر چڑھ چکے تھے۔ انہوں نے کہا اے محمد: تو میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ جبریل نے کہا جس نے اپنے ماں، باپ کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور اس کی بخشش نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ اسے برباد فرمادے کہو آمین میں نے کہا آمین پھر جبریل نے دوسری سیڑھی چڑھے تو کہا اے محمد میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ انہوں نے کہا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اس کے دن کا روزہ رکھا اور اس کی رات کو قیام کیا پھر وہ اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد فرما دے کہو آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل تیسری سیڑھی چڑھے۔ کہا اے محمد: میں نے کہا حاضر ہوں۔ انہوں نے کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور اس کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کی بخشش نہ ہو سکے۔ جہنم میں داخل ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کرے۔ کہو آمین میں نے کہا آمین۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

ثم قال اتدرون لم امنت؟ قالوا: الله ورسوله اعلم قال جاء نی جبريل فقال: انه من ذكرت عنده فلم يصلّ عليك دخل النار فابعده الله واسحقه فقلت آمين . ومن ادرك والديه اواحد هما فلم يبرهما فدخل النار فابعده الله واسحقه فقلت آمين . ومن ادرك رمضان فلم يغفرله دخل النار فابعده الله واسحقه، فقلت آمين .

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں نے آمین کیوں کہا۔ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول جاننے والے ہیں۔ فرمایا میرے پاس جبریل آئے انہوں نے کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ

آپ پر درود نہ بھیجے تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے اور اپنی رحمت سے دور کرے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا جو اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے اور اپنی رحمت سے دور فرمائے۔ میں نے آمین کہا۔ اور جو شخص رمضان کو پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ جہنم میں داخل ہو جائے پس اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے اور اپنی رحمت سے دور فرمائے میں نے کہا آمین۔

درج ذیل روایت کے رواۃ ثقہ ہیں سوائے ایک راوی کے کہ اس میں اختلاف ہے۔

بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنبر اذقال آمین ثلاث مرات فسئل من ذالک فقال اتانی جبریل......الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہونے کی حالت میں تین مرتبہ آمین فرمائی تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے تھے......الحدیث۔

اس میں تعدد واقعہ کا بھی احتمال ہے۔ یا راوی کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ آمین فرمانے کی حالت میں منبر پر جلوہ افروز تھے۔ پہلا احتمال زیادہ قریب ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز تھے اسی دوران آپ سے درخواست کی گئی اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے منبر سے نیچے تشریف لانے کے بعد درخواست کی گئی جیسے کہ روایات گزر چکی ہیں۔

ایک حدیث جس کی سند میں لھیعۃ ہے لیکن اس کے شواہد موجود ہیں اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب متوجہ ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے

فرمایا:

اتانی جبریل تبدی لی فی اوّل درجة فقال یا محمد من ادرك والدیه فلم یدخلاه الجنة فابعده الله ثم ابعدهٗ فقلت آمین . ثم قال فی الدرجة الثانیة ومن ادراك شهر رمضان فلم یغفرله فابعده الله ثم ابعدهٗ فقلت آمین . ثم تبدی لی فی الدرجة الثالثة فقال ومن ذکرت عنده فلم یصلّ علیك فابعده الله ثم ابعدهٗ فقلت آمین .

میرے پاس جبریل آئے۔ پہلی سیڑھی میں وہ میرے سامنے آئے انہوں نے کہا اے محمد: جس نے اپنے والدین پائے اور اُس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بن سکے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دُور فرمادے۔ پھر اس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے دوسری سیڑھی پر فرمایا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل تیسری سیڑھی میں میرے سامنے آئے اور کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے وہ آپ پر درود نہ بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے۔ پھر اپنی رحمت سے دور فرمادے۔ میں نے کہا آمین۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

من ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ فقدشقی .

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بد بخت بن گیا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

شقی عبد ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ .

وہ بندہ بدبختی میں مبتلا ہو گیا جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اس نے مجھ پر

درود نہ پڑھا۔

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک آمین نہیں فرمائی جب تک آپ کو آمین کہنے کا حکم نہیں ملا اور دوسری روایت کے مطابق آپ نے تینوں دعاؤں میں حکم ملنے سے پہلے آمین فرمائی۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنے متعلق دعا کے سوا باقی دعاؤں میں آمین کہنے کا حکم ملنے سے پہلے آمین فرمائی اور اپنے متعلق دعا میں حکم ملنے کے بعد آمین فرمائی۔ اس میں حکمت واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔ کیونکہ کاملین اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا کرتے۔ ان کا انتقام اللہ کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسی لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو آپ انتقام لیا کرتے تھے۔ اسی سے تینوں دعاؤں میں حکم ملنے کے بغیر آمین فرمانے کا راز بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے اس کو اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد ''صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' کے ساتھ اپنے بندوں کو جس کا حکم دیا تھا اس حکم کے ترک کرنے پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیا ہے۔

اور تینوں دعاؤں میں حکم ملنے تک آمین نہ فرمانے میں حکمت ہے کہ گویا آپ اپنی امت پر غلبۂ شفقت کی وجہ سے ان لوگوں پر معافی کا دروازہ کھلا رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن جب آپ کو حکم ملا تو پھر آپ کے لیے اس کی مخالفت ممکن نہ تھی۔

یہ تینوں روایتیں ان روایات میں سے ہیں جو تعدد واقعہ کی تائید کرتی ہیں۔ جیسے کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

2- تارکِ درود جنت کا راستہ بھٹکنے والا ہے:

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من ذکرت عندہٗ فخطیٔ الصلٰوۃ علیّ خطیٔ طریق الجنۃ ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہو پس اس نے مجھ پر درود پڑھنا چھوڑ دیا تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا اس کی طبرانی اور طبری نے تخریج کی ہے اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے محمد بن الحنفیہ وغیرہ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ المنذری فرماتے ہیں یہ زیادہ واضح ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

من ذکرت عندہٗ فنسی الصلٰوۃ علیّ

جس کے سامنے میرا ذکر ہو پس وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول جائے۔

ایک ضعیف بلکہ منکر روایت میں ہے:

فلم یصلّ علیّ فخطی طریق الجنۃ ۔

پس وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

من نسی الصلٰوۃ علیّ خطیٔ الجنۃ

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ایک روایت میں ہے:

من ذکرت عندہٗ فنسی الصلٰوۃ علیّ خطیٔ طریق الجنۃ ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول جاتے تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

الرشید العطار فرماتے ہیں اس روایت کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے الرشید العطار کے طریق سے تخریج کی ہے۔

من نسیِ الصلٰوۃ عندہٗ خطیٔ الطریق ۔

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھٹک گیا۔

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں یہ حدیث حسن متصل ہے۔

ابوالیمن بن عساکر فرماتے ہیں اس حدیث میں ارسال زیادہ صحیح ہے لیکن ابوالیمن بن عساکر کا یہ قول ابن ابی حاتم کے مذکورہ قول کے معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ اتصال ارسال پر مقدم ہے اور معارض نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے مل کر زیادتی علم کا باعث ہے اور معارض نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے اس حدیث کے طرق کی کثرت اس کے حسن واتصال کی تقویت کا سبب ہے۔

ان مذکورہ احادیث کو اس شخص پر محمول کرنا چاہیے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا اور اپنی غفلت وسستی کی وجہ سے آپ پر فوری درود نہ پڑھ سکا حتیٰ کہ درود پڑھنا ہی بھول گیا اس سے وہ شبہ بھی زائل ہو جاتا ہے کہ بھولنے والا مکلف نہیں ہوتا۔ جب وہ مکلف نہیں تو اس وعید کا مستحق کیسے ٹھہرا؟ کیونکہ بھولنے والا اس محل میں مکلف نہیں رہتا جہاں بھولنے میں اس کی اپنی کوئی کوتاہی شامل نہیں ہوتی لیکن جہاں بھولنے میں اس کی اپنی طرف سے کوئی تقصیر پائی جائے تو وہ مکلف رہتا ہے۔ اسی لیے وہ شخص گنہگار ٹھہرتا ہے جو شطرنج کے کھیل میں انہماک کے سبب نماز کی ادائیگی سے اتنا غافل رہے کہ نماز کو اس کے وقت نکل جانے تک بھول ہی جائے۔ کیونکہ کھیل میں اس کے اپنے انہماک نے اسے غفلت ونسیان تک پہنچایا ہے جس کی وجہ سے یہ خود ہی نماز سے بے پروائی برتنے کا سبب بن گیا ہے۔

بعض حضرات نے اس کو اشکال قرار دے کر یہ جواب دیا ہے کہ احادیث میں نَسِیَ تَرَکَ کے معنیٰ میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر عمداً آپ پر درود پڑھنا چھوڑ دے تو وہ اس وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔ کیونکہ نسی ترک کے معنیٰ میں آتا رہتا ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۔ (التوبہ:67)

وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

وَكَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا۔ (طٰہٰ:126)

اور اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو، تو نے انہیں چھوڑ دیا۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان حضرات کا اس کو اشکال قرار دے کر یہ جواب دینا ہماری مذکورہ تحقیق سے غفلت کا نتیجہ ہے۔

(خطئ) میں پہلے حرف پر فتحہ اور دوسرے پر کسرہ اور آخر میں ہمزہ ہے۔ خطئ فی دینه کا مطلب ہے وہ اپنے دین کے متعلق گناہ میں مبتلا ہے۔ الخطء کا معنیٰ گناہ واثم ہے اور اس کو باب افعال میں لے جا کر متعدی بنا کر (اخطئ یخطئ) اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ عمداً یا سہواً غلط راہ پر چلے بقول بعض خطئ بھی اخطئ کے معنیٰ میں ہے اور بقول بعض جب کوئی عمداً غلطی کرے تو خطئ کہا جاتا ہے اور سہواً غلطی کرے، تو اخطا کہا جاتا ہے۔

3- جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور وہ درود نہ پڑھے تو وہ جفاء کرنے والا ہے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من الجفاء انّ اذكر عند رجل فلا يصلّی علیّ ۔

یہ جفاء ہے کہ میرا کسی شخص کے سامنے ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

جفاء کا معنیٰ حسن سلوک اور تعلق کو ترک کرنا ہے اور کبھی طبیعت کی درشتگی اور کسی شیء سے دور ہونے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

من ذكرت بين يديه ولم يصلّ علیّ صلاة تامّة فليس منی ولا انا منه ثم قال اللّهم صِلّ مَن وَّصَلَنِیْ واقطع من لّم يَصِلْنِیْ ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ پڑھے وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں۔ پھر فرمایا اے اللہ اس سے تعلق قائم رکھ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اور اس سے قطع تعلق فرما جس نے میرے ساتھ تعلق نہ رکھا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس کی سند پر میں آگاہ نہیں ہوا۔

4- مکمل بخیل وہ ہے جو قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم ہوگا:

اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔

ایک جماعت نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

بحسب امرئ من البخل ان اذکر عندہ فلا یصلّی علیّ

انسان کا یہ بخل کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضرت حسن کے برادر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

البخیل من ذکرت عندہٗ فلم یصلّ علیّ ۔

بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

اس حدیث کو محدثین کی ایک کثیر تعداد نے روایت کیا ہے امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور وہ فرماتے ہیں امام بخاری و امام مسلم نے اس کو صحیح ہونے کے باوجود روایت نہیں کیا۔

اس کے شواہد حضرت ابو ہریرہ سے سعید المقبری کی سند کے ساتھ بھی مروی ہیں۔
اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

البخیل کل البخیل من ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ

پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

البخیل من ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ

بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے اور ایک نسخہ میں غریب کے لفظ کا اضافہ ہے۔

حافظ سخاوی اس حدیث کی اسناد میں اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں۔

روایت ہے۔

الاأنبّئکم بابخل البخلاء الا انبئکم باعجز النّاس من ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیّ ومن قال له ربه فی کتابه ادعونی فلم یدعه قال اللہ تعالٰی: ادعونی استجب لکم . (غافر:60)

کیا میں تمہیں کنجوسوں میں سے بڑے کنجوس کی خبر نہ دوں؟ کیا میں تمہیں لوگوں میں سے عاجز ترین کی خبر نہ دوں؟ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اور جسے اس کے رب نے اپنی کتاب میں مانگنے کا حکم فرمایا اور اس نے نہ مانگا۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے تم مجھ سے مانگو: میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند پر میں مطلع نہیں ہو سکا ہوں۔

ابو سعد کی شرف المصطفیٰ میں ہے۔

ان عائشه رضى الله عنها تخيط شيأً فى وقت السحر فضلت الابرة وطفى السراج فدخل عليها النبى صلى الله عليه وسلم فاضأت البيت بضوئه صلى الله عليه وسلم وجدت الابرة فقالت ما اضوء وجهك يارسول الله قال ويل لمن لايرانى يوم القيامة قالت ومن لايراك؟ قال البخيل قالت ومن البخيل؟ قال الّذى لايصلّى علىّ اذا سمع باسمى ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بوقتِ سحر کوئی سلائی کر رہی تھیں۔ سوئی گم ہو گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اسی اثنا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پورا کمرہ بقعۂ نور بن گیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوئی تلاش کر لی اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا چہرہ کتنا پرنور ہے۔ آپ نے فرمایا ہلاکت ہے اس کے لیے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے گا۔ پوچھا حضور کون آپ کو نہ دیکھ سکے گا؟ فرمایا بخیل۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی بخیل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہے جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔

دیلمی نے تخریج کی ہے۔

حسب العبد من البخل اذا ذكرت عندهٗ لا يصلّى علىّ ۔

بندے کا یہ بخل کافی ہے کہ جب اس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے۔

بحسب المرء من البخل ان اذكر عندهٗ فلا يصلّى علىّ ۔

انسان کا یہی بخل کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

کفیٰ به شحًّا ان اذكر عندهٗ رجل فلا يصلّي عليّ ۔

انسان کے لیے اتنا ہی بخل کافی ہے کہ میرا کسی کے سامنے ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

الا اخبركم بابخل الناس؟ قالوا بلٰى يارسول الله قال من ذكرت عندهٗ فلم يصلّ عليّ فذاك ابخل الناس ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بخیل ترین شخص کی خبر نہ دوں؟ تو صحابہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بخیل ترین شخص ہے۔

ایک روایت میں ہے:

ان ابخل الناس من ذكرت عندهٗ فلم يصلّ عليّ

بخیل ترین وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

یہ حدیث غریب ہے۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ سوائے ایک راوی کے کہ وہ مبہم ہے۔

بخل کا معنی جمع شدہ مال کو اس کے مستحق سے روکنا ہے اور یہاں پر بخل سے اس عظیم عبادت یعنی درود پاک سے سستی کرنا مراد ہے۔

5- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ پر درود نہ پڑھنے والا لعنت کا مستحق بن جاتا ہے:

ابونعیم نے الحلیۃ میں ذکر کیا ہے۔

ان رجلاً مر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو معہ ظبی قد اصطادہٗ فانطق اللہ سبحانہ الّذی انطق کلّ شیٔ ۔ فقال یارسول اللہ ان لی اولاداً وانی ارضعھم وانھم الآن جیاع فأمر ھذا ان یخلینی متی اذھب فارضع اولادی واعود قال فان لم تعودی؟ قالت ان لم أعد فلیلعننی اللہ کمن تذکر بین یدیہ فلا یصلّی علیک ۔ او کنت کمن صلی صلاۃ ولم یدع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطلقھا وانا ضامنھا ۔ فذھبت الظبیۃ ثم عادت فنزل جبریل علیہ السلام وقال یا محمد اللہ یقرئک السلام ویقول لک وعزتی وجلالی لانا ارحم بامتک من ھذہ الظبیۃ باولادھا وانا اردھم الیک کما رجعت الظبیۃ الیک ۔

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اس کے پاس ایک ہرنی تھی جس کو اس نے شکار کیا تھا۔ پس اللہ سبحانہ نے اس ہرنی کو قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور اس نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچے ہیں جنہیں میں دودھ پلاتی ہوں۔ اب وہ بھوکے ہو گئے ہوں گے۔ اس شخص کو آپ حکم دیں کہ یہ مجھے چھوڑ دے تا کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں پھر میں واپس آ جاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو واپس نہ آئی تو پھر؟ ہرنی نے عرض کی حضور! میں اگر واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر اس شخص کی طرح لعنت ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔ یا اس آدمی کی طرح مجھ پر لعنت ہو جو نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا میں اس کا ضامن ہوں ہرنی گئی اور دودھ پلا کر

واپس آ گئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہاری امت پر اس سے زیادہ مہربان ہوں جتنا کہ ہرنی اپنے بچوں کے لیے مہربان ہے۔ میں انہیں تمہاری طرف لوٹاؤں گا جیسے یہ ہرنی تمہاری طرف لوٹ کر آئی ہے۔

6۔ جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو وہ سب سے زیادہ ملامت کا مستحق ہے:

ابوسعید نے تخریج کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الا ادلکم علی خیر الناس وشر الناس وابخل الناس، واکسل الناس والأم الناس، واسرق الناس؟ قیل یارسول اللہ بلیٰ قال خیر الناس من انتفع به الناس . وشر الناس من یسعی باخیه المسلم واکسل الناس من اَرِقَ فی لیلة فلم یذکر اللہ بلسانه وجوارحه والأم الناس من ذکرت عندهٗ فلم یصلّ علیك . وابخل الناس من بخل بالتسلیم علی الناس واسرق الناس من سرق صلاته قالوا یارسول اللہ کیف یسرق صلاتهٗ . قال لایتم رکوعها وسجودها .

کیا میں تمہیں بہترین انسان، بدترین انسان، بخیل ترین، انتہائی سست سب سے زیادہ ملامت زدہ اور سب سے زیادہ چور آدمی کی خبر نہ دوں؟ عرض کی گئی ہاں ضرور بتائیے۔ یارسول اللہ! فرمایا سب سے بہترین انسان وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں۔ اور بدترین انسان وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانے کے درپے رہے۔ سست اور کاہل ترین انسان وہ ہے جو

رات بھر جاگتا رہا مگر اپنی زبان اور اپنے اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا۔ اور سب لوگوں میں ملامت کا مستحق وہ شخص ہے جو میرا ذکر سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور بخیل ترین شخص وہ ہے جو لوگوں پر سلام کرنے میں کنجوسی کا مظاہرہ کرے۔ اور سب سے زیادہ چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! اپنی نماز کی چوری کیسے کرسکتا ہے؟ تو فرمایا اس کا رکوع و سجود پورا نہیں کرتا۔

گزشتہ احادیث میں بخیل ترین شخص اس کو فرمایا گیا تھا جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور یہاں پر اس کی تفسیر لوگوں پر سلام کرنے میں کنجوسی کرنے والے سے کی گئی ہے۔ لیکن یہ تفسیر سابقہ تفسیر کی منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہاں پر بخیل ترین سے مراد مطلق بخیل ترین ہو۔ اور یہاں اس سے مراد اس کے بعد سب سے زیادہ بخیل مراد ہو۔

7- ہر وہ مجلس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی ہوگی:

وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مجلس کے لیے باعث حسرت ہوگی اور آپ کے ذکر کے بغیر مجلس منتشر ہوئی تو گویا مردار کی بدبو پر سے اٹھی۔

محدثین کی ایک کثیر تعداد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ان میں امام ترمذی بھی شامل ہیں۔ یہ الفاظ سنن ترمذی ہی کے ہیں امام ترمذی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ماجلس قوم مجلساً لم یذکروا اللہ تعالیٰ فیہ ولم یصلوا علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیھم ترۃ من اللہ یوم القیامۃ ۔ فان شاء عذبھم وان شاء غفر لھم ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم کسی مجلس میں اکٹھی ہوئی ہو پھر وہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے

تو وہ ان پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے چاہے تو انہیں بخشے۔

یہی حدیث امام حاکم نے موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ تخریج فرمائی ہے۔

ما جلس قوم مجلساً ثم تفرقوا قبل ان یذکروا اللہ ویصلوا علی نبیہ الا کان علیھم حسرۃ الی یوم القیامۃ ۔

جو قوم کسی محفل میں اکٹھی ہو پھر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جائے تو وہ ان پر قیامت کے دن تک حسرت رہے گی۔

ایک روایت میں ہے:

ایما قوم جلسوا فاطالوا الجلوس ثم تفرقوا قبل ان یذکروا اللہ ویصلوا علی نبیہ الا کان علیھم ترۃ من اللہ وان شاء عذبھم وان شاء غفرلھم ۔

جو قوم اکٹھی ہو اور اپنی نشست کو طوالت دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے نبی پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جائے وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت و وبال ہو گی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخشے۔

امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور الذھبی نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے۔

ایک روایت میں ہے:

ما جلس قوم یذکرون اللہ ولم یصلوا علی نبیھم الا کان ذالک المجلس علیھم ترۃ ولا قعد قوم لم یذکروا اللہ الا کان علیھم ترۃ ۔

جس قوم نے مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا اور اپنے نبی پر درود نہ پڑھا تو وہ مجلس ان پر حسرت ہو گی۔ اور کوئی قوم مجلس میں نشست کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس ان پر حسرت ہو گی۔

امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

مسند امام احمد میں روایت ہے۔

ما جلس قوم مجلسًا لم يذكروا الله الا كان عليهم ترة وما من رجل مشى طريقاً فلم يذكر الله الا كان عليه ترة وما من رجل آوىٰ الى فراشه فلم يذكر الله الَّا كان عليه ترة ۔

جو قوم اکٹھی ہوئی اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ ان پر حسرت ہو گی اور جو کوئی کسی راہ پر چلا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ اس پر حسرت ہو گا اور جو کوئی بستر پر آیا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ اس پر حسرت ہو گا۔

ایک اور روایت جس کے راوی ثقات ہیں میں ہے۔

مامن قوم جلسوا مجلساً ثم قاموا عنه لم يذكروا الله ولم يصلوا على النبى صلى الله عليه وسلم الا كان ذالك المجلس عليهم ترة ۔

جو کوئی قوم کسی مجلس کو اختیار کرے پھر اس مجلس سے وہ اس حالت میں اٹھ جائیں کہ نہ اللہ کا ذکر کیا ہو اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہو۔ تو وہ مجلس ان کے لیے حسرت ہو گی۔

ایک روایت ہے۔

الَّا كان عليهم حسرة يوم القيامة وان دخلوا الجنة لِلثّواب ۔

کہ وہ مجلس قیامت کے دن ان پر ثواب سے محرومی کی وجہ سے حسرت ہو گی اگر چہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

صحیح سند کے ساتھ روایت ہے۔

لا یجلس قوم مجلساً لا یصلون فیه علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الّا کان علیهم حسرة وان دخلوا الجنة لما یرون من الثواب ۔

جس قوم نے کوئی نشست قائم کی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا تو وہ مجلس ان پر حسرت ہوگی۔ کیونکہ وہ درود کے ثواب سے محرومی دیکھیں گے۔ اگر چہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

وان دخلوا الجنة کا مطلب یہ ہے وہ لوگ قیامت کے موقف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو ترک کرنے کی وجہ سے اظہار افسوس کریں گے کہ ان سے اتنا بڑا ثواب فوت ہوگیا ہے اگر چہ ان کی رہائش گاہ جنت ہوگی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی حسرت میں مبتلا ہوں گے (کیونکہ جنت مقامِ مسرت ہے مقامِ حسرت نہیں)

امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

ما اجتمع قوم ثم تفرقوا عن غیر ذکر اللہ عزوجل وصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الّا قاموا عن انتن جیفة ۔

جو قوم اپنے اجتماع سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہوئی وہ مردار کی بدبو پہ سے اٹھی۔

(الترة) تاء مکسورہ اور راء مخففہ مفتوحہ کے ساتھ ہے اور آخر میں تاء ہے اس کا معنی حسرت ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں (ترة) کی جگہ حسرة ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کا معنی آگ ہے اور بقولِ بعض اس کا معنی گناہ ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں اس کا معنی نقص یعنی کمی ہے اور بعض فرماتے ہیں اس کا معنیٰ تاوان و بوجھ ہے۔

اس کے آخر میں ۃ واو محذوفہ کے عوض آئی ہے جیسے عدۃ میں ہے اس کا اعراب کان

کے اسم کے اعتبار سے رفع اور خبر کے اعتبار سے نصب پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

8- جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اس کا کوئی دین نہیں:

اس حدیث کو المروزی نے تخریج کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں۔

انه صلى الله عليه وسلم قال من لم يصلّ علىّ فلا دين له ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اس کا کوئی دین نہیں۔

9- جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے:

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا دیدار نہ کر سکے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ

لايرى وجهي ثلاثة النفس العاق لوالديه والتارك لسنّتي ومن لم يصلّ علىّ اذا ذكرت بين يديه ۔

تین طرح کے افراد میرا چہرہ انور نہ دیکھیں گے۔ اپنے والدین کا نافرمان اور میری سنت کا تارک اور وہ شخص جو مجھ پر درود نہ پڑھے جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے۔

فصلّى الله وسلّم عليه وعلىٰ آله واصحابه ابداً دائماً بلاغاية ولا انتهاء عدد معلومات الله ومداد كلماته ۔

❁ ❁ ❁

چھٹی فصل

وہ مخصوص اوقات جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مشروع ہے

1-وضو، تیمّم اور غسل سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا مشروع ہے:

امام نووی نے شیخ نصر سے وضو کے بعد درود پڑھنا نقل کیا ہے (مگر کوئی حدیث ذکر نہیں کی اور تیمم و غسل کے بعد درود کے استحباب کی طرف اشارہ کیا مگر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔ وضو کے بعد درود پڑھنے کی دلیل یہ ضعیف حدیث ہے۔

اذا فرغ احدکم من طهره فليقل اشهدان لا الٰه الّا الله واشهدان محمد عبدهٗ ورسوله ثم ليصلّ عليّ فاذا قال ذالك فتحت له ابواب الرحمة ۔

جب تم میں سے کوئی طہارت سے فارغ ہو جائے تو وہ یہ کہے' **اشهدان لا الٰه الا الله واشهدان محمداً عبدهٗ ورسولهٗ** ' اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھنا چاہیے۔ جب وہ ان کلمات کو پڑھتا ہے تو اس کے لیے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

دوسری ضعیف حدیث میں ہے۔

اذا تطهر احدکم فليذکر اسم الله فانه يطهر جسده کلّه وان لم يذکر احدکم اسم الله علی طهوره لم يطهر منهٗ الّا مامرّ عليه الماء فاذا فرغ احدکم من طهوره فليشهد ان لا اله الا

اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ ثم لیصلّ علیّ فاذا قال ذالك فتحت لہ ابواب الرحمة ۔

جب تم میں سے کوئی طہارت حاصل کر چکے تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کا ذکر کرے اللہ کا ذکر اس کے پورے جسم کو پاک کر دے گا۔ اور اگر تم میں سے کوئی اپنی طہارت کے بعد اللہ کا ذکر نہ کرے تو اس کے جسم کا وہی حصہ پاک ہوگا جس پر پانی گزرا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اپنی طہارت سے فارغ ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ کی شہادت دے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھے۔ جب وہ یہ کہے گا تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

ایک اور ضعیف روایت میں ہے:

لا وضوء لمن لم یصلّ علیّ النبی صلّ اللہ علیہ وسلم ۔

اس شخص کا وضو کامل فضیلت والا نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا۔

2- نماز میں درود پڑھنا:

نمازی جب نماز میں کسی ایسی آیت سے گزرے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو اس کے سننے اور پڑھنے والے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مسنون ہے۔ جیسے کہ صاحب الانوار نے علامہ عجلی سے نقل کیا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے۔ لیکن حضرت امام نووی نے اس کے مندوب نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ پہلے قول کے مطابق درود شریف پڑھنے والا ضمیر کے ساتھ درود پڑھے مثلاً یوں کہے۔ صلی اللہ علیہ اور اللّٰھم صلّ علیٰ محمد نہ کہے۔ کیونکہ یہ قولی رکن ہے اور قولی رکن جب اپنے محل یعنی تشہد سے نکل جائے۔ تو یہ رکنِ قولی کی نقل ہوگی اور ایک قول کے مطابق رکن قولی کی نقل مبطل نماز ہے۔ لہٰذا اس سے بچنے کے لیے ضمیر کے ساتھ درود پڑھا جانا

چاہیے۔اس بارے میں مزید بحث ومباحثہ ہے جس کو میں نے شرح العباب میں بیان کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ نمازی جب کسی ایسی آیت سے گزرے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اگر نماز نفلی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور حضرت حسن بصری نے ایسی حالت میں درود پڑھنے کے ندب کو مطلق رکھا ہے خواہ نماز نفلی ہو یا نماز فرض۔

اس پر نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنے کی بحث میں گفتگو گزر چکی ہے۔

ہمارے ہاں پہلے تشہد میں درود پڑھنا مسنون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ پر درود نہ پڑھنے والے کی مذمت میں وارد سابقہ ساری احادیث اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ نمازی کبھی آخری تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے۔اس لیے اس کے لیے بھی آخری تشہد کے بعد درود پڑھنا مسنون ہوگا۔ تا کہ وہ نمازی اور غیر نمازی دونوں کو شامل مذمت سے محفوظ ہو جائے۔اس سے صاحب الانوار کے مذکورہ قول کی تائید ہوتی ہے۔

علامہ حلیمی نے آخری تشہد کے بعد درود پڑھنے کے وجوب کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کی دلیل وہ قول ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی ذکر کیا جائے تو ہر بار آپ پر درود پڑھنا واجب ہے۔

دعاءِ قنوت کے آخر میں درود پڑھنا مسنون ہے:

دعاءِ قنوت کے آخر میں درود پڑھنا مسنون ہے وتر کے قنوت میں درود ثابت ہے۔اسی پر صبح کے قنوت کو قیاس کیا گیا ہے۔نماز وتر کے قنوت میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ صلی اللہ علی النبی بعض حضرات نے ''محمد وسلم'' کے الفاظ زیادہ کہے ہیں ان کو وہم لگا ہے۔انہوں نے ان الفاظ کو سنن نسائی کی طرف منسوب کیا ہے۔لیکن سنن نسائی میں اس حدیث کے تمام راویوں کے ہاں یہ الفاظ نہیں۔امام نووی فرماتے

ہیں یہ حدیث صحیح یا حسن ہے مگر ان پر اعتراض کیا گیا ہے یہ حدیث منقطع ہونے کے علاوہ اس کے شذوذ اور ایک راوی میں اختلاف بھی ہے۔ لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موقوفاً صحیح روایت ہے کہ وہ دعاءِ قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتے تھے۔ امام زہری سے صحیح روایت ہے کہ صحابہ کرام رمضان میں نمازِ وتر کی دعاءِ قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔ اور بعض صحابہ کرام سے منقول ہے کہ وہ رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو وہ دعاءِ قنوت میں ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم اللّٰھم بارک علٰی محمد کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید ۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد عبدك ورسولك والسلام علیه ورحمة الله وبرکاتهٗ ۔

3- نماز کی ادائیگی کے بعد درود پڑھنا مسنون ہے:

نماز کے بعد درود پڑھنا اس ضعیف حدیث کی بناء پر مشروع ہے۔

من دعا بهولاء الدعوات فی دبر کلّ صلاة مکتوبة حلت له الشفاعة منی یوم القیامة ۔ اللّٰھم اعط محمّدا الوسیله واجعل فی المصطفین محبته وفی العالمین درجته وفی المقربین دارهٗ ۔

جو شخص ہر نماز فرض کے بعد ان دعائیہ کلمات کے ساتھ دعا کرے تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی۔

''اللّٰھم اعط محمد الوسیلة واجعل فی المصطفین محبته وفی العالمین درجته وفی المقربین دارهٗ''

بعض اکابر نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ کہ حضرت شبلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے

لیے اٹھتے ہیں اوران کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہیں خواب دیکھنے والے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ شبلی کے ساتھ اس طرح پیش آرہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبلی اپنی نماز کے بعد اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ...... الآیۃ اوراس کے بعد مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔ اورایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھنے والے کو حضرت شبلی کے جنتی ہونے کی خبر دی اوران کے ساتھ عزت وتکریم سے پیش آنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے اس پر عمل کیا اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر کرم فرمائے کہ تو نے اہل جنت میں سے ایک شخص کی عزت کی۔ خواب دیکھنے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! شبلی نے آپ کے ہاں یہ مقام کیسے پایا؟ تو آپ نے فرمایا شبلی اَسّی سال سے اپنی نماز کے بعد مذکورہ عمل پر کاربند ہے تو کیا جو یہ عمل کرے میں اس کی عزت نہ کروں؟

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

من صلّى عليّ مائة صلاة حين يصلى الصبح قبل ان يتكلم قضى الله له مائة حاجة يجعل له منها ثلاثين ويدّخر له سبعين وفى المغرب مثل ذالك قالوا كيف الصلوٰة عليك يارسول الله؟ قال النبى صلى الله عليه وسلم اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اللّهم صلّ على محمد حتى مائة .

جو شخص صبح کے نماز کی ادائیگی کے بعد گفتگو کرنے سے پہلے مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا جن میں سے تیس دنیا میں ہی پوری فرمائے گا۔ اور ستر اس کی آخرت کے لیے ذخیرہ فرمائے گا۔ اوراسی طرح مغرب میں بھی پڑھے۔ صحابہ کرام نے پوچھا

یارسول اللہ! کیسے آپ پر درود پڑھیں؟ تو ارشاد فرمایا ان الفاظ میں پڑھیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ حتیٰ کہ سو کی تعداد مکمل کر لے۔

4- اذان واقامت کے بعد درود پڑھنا مسنون ہے:

اذان واقامت کے بعد درود اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ......الخ۔

امام مسلم وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے۔

اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلّوا علیّ فانہ من صلّی علیّ صلاۃ صلی اللہ علیہ وسلم بھا عشراً ثم سلوا لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لاتبغی الا لعبد من عباد اللہ تعالیٰ وارجو أن أکون انا فمن سأل اللہ لی الوسیلۃ حلت لہ الشفاعۃ ۔

جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو اسی طرح کہو جو وہ کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود پڑھو۔ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے بعد میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ وہ ایک مقام ہے جنت میں۔ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک بندہ کے نصیب میں ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا۔ جو شخص میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

وحلت له شفاعتي يوم القيامة ۔

اور مسلم کی روایت میں حلّت علیہ کے الفاظ ہیں۔

حلت بمعنی وجبت ہے جیسے کہ صحیح روایات میں اس کی تصریح ہے اور وجبت کا مطلب ہے کہ وعدۂ صادق کی بناء پر شفاعت یقیناً ثابت ہے۔ یا وجبت، نزلت بہ کے معنیٰ میں ہے پہلے معنی کے اعتبار سے اس کا مضارع یَحِل حاء کے کسرہ کے ساتھ ہوگا اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے اس کا مضارع یُحِلّ حاء کے ضمّہ کے ساتھ ہوگا۔ یہ لفظ حرمت کی ضد حِلّ سے ماخوذ نہیں کیونکہ شفاعت اس سے قبل حرام نہیں۔

اس حدیث میں اس دعا کے پڑھنے والے کے لیے عظیم بشارت ہے کہ اس کی موت اسلام پر آئے گی کیونکہ شفاعت اسی کے حق میں واجب ہوگی جس کی موت اسلام کی حالت میں آئی ہوگی۔ شفاعت گنہگاروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کبھی درجات کی بلندی وغیرہ کے لیے بھی ہوگی۔ جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ وسیلہ مانگنے والے کے حق میں واجب ہونے والی شفاعت یا تو درجات کی بلندی کے لیے ہوگی۔ یا نیکیوں میں کئی گنا اضافہ کے لیے ہوگی یا اس کو عرش کے سائے میں پناہ دیئے جانے کے سبب عزت افزائی کے لیے ہوگی۔ یا اس کے چمنستانوں میں داخل ہونے اور نور کے منبروں پر براجمان ہونے کے لیے ہوگی۔ یا جنت کی طرف جلدی لے جانے کے لیے ہوگی یا ان کے علاوہ ان دیگر احسانات وانعامات کے لیے ہوگی جو بعض لوگوں کے لیے سوائے بعض کے مخصوص ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''ولہٗ'' سے مراد ہے کہ یہ شفاعت اسی کے لیے خاص ہے دوسرا اس میں شامل نہ ہوگا۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ مستقلاً شفاعت تو اسی کے لیے ہوگی اور دوسرے کسی کو اس کا فائدہ ملے گا تو وہ بھی اسی کی تکریم کی وجہ سے ملے گا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے اس شخص کی شفاعت میں داخل ہونا لازم ہے۔

آپ کے ارشاد ''شفاعتی'' کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود

اس کی شفاعت فرمائیں گے اور بلاشبہ شفاعت شافع کی عظمت کے مطابق عظیم ہوتی ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بعض شیوخ سے نقل فرمایا ہے کہ یہ کرامت صرف اسی شخص کے لیے ہے جو پورے خلوص کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال کو ذہن میں مستحضر کر کے پڑھتا ہے اور جو صرف ثواب کی نیت سے پڑھتا ہے اس کے لیے نہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) اس کو اس بنا پر مسترد کر دیا گیا ہے کہ یہ غیر پسندیدہ فیصلہ اور سینہ زوری ہے۔ لیکن اگر دعا میں غفلت اور لاپروائی برتنے والے کو نکالا جاتا تو پھر یہ حقیقی مفہوم کے زیادہ قریب ہوتا۔ عنقریب دارقطنی اور بیہقی وغیرہ کی مروی حدیث "من زار قبری وجبت له شفاعتی" کے تحت ساری تفصیل آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی ناامید نہیں کیا جائے گا۔ آپ کی امید یقیناً پوری ہوگی۔ وسیلہ کی امید کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لیے وسیلہ طلب کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اس میں ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اپنی مخلوق میں سے کسی کے لیے کوئی چیز واجب نہیں۔ وہ جس کے ساتھ چاہے جو چاہے سلوک کر سکتا ہے۔ خواہ اس کا مرتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں اپنی تواضع اور اپنے اس خوف کا اظہار ہے جو آپ کے لیے مزید ارتقاء اور بلندیٔ درجہ کا باعث ہے۔ لہٰذا اس طلب کا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچتا ہے اور ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ جس شخص نے اس مقام میں گہرائی کے ساتھ غور و فکر نہیں کیا وہ ہماری مذکورہ تقریر سے غافل رہا ہے اور اس نے اس کے جواب میں طلب کے فائدہ کو امت ہی کے حق میں محصور کر دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے امتثال کی وجہ سے اس کا فائدہ امت ہی کو ملے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

من قال حين ينادى المنادى اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صلّ علىٰ محمد وارض عنه رضالا سخط بعدهٗ استجاب الله دعوته۔

جو مؤذن کی نداء دینے کے وقت کہے اے اللہ اس کامل دعا کے رب اور اس کے نتیجے میں ادا کی جانے والی نماز کے رب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ نازل فرما اور ان سے ایسی رضا کے ساتھ راضی ہو کہ جس کے بعد کوئی ناراضگی نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

من قال حين يسمع النداء اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة......الخ

جو اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة......الخ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

ان دونوں روایتوں میں دعا سے مراد اذان سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنا ہے کیونکہ مسلم کی سابقہ حدیث میں ہے۔

ثم صلوا علیّ ثم سلوا الله لی الوسيلة......الخ

پھر مجھ پر درود پڑھو اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔

انه صلى الله عليه وسلم كان يقول اذا سمع المؤذن يقيم۔ اللّٰهم ربّ هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صلّ علىٰ محمد وآتهِ سئولَه يوم القيامة وكان يسمعها من حوله ويحب ان يقولوا مثل ذالك اذا سمعوا المؤذن ومن قال مثل ذالك وجبت له شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم يوم

القیامۃ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کو اقامت کہتے ہوئے سنتے تو یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ اس دعوت کاملہ کے رب اور اس کے نتیجہ میں ادا کی جانے والی نماز کے رب رحمت نازل فرما حضرت محمد پر اور قیامت کے دن ان کی حاجت پوری فرما۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گرد لوگوں کو یہ دعا سناتے تھے اور آپ پسند فرماتے تھے کہ وہ لوگ بھی جب مؤذن کو سنیں تو اس طرح کہیں۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

کان اذا سمع النداء قال اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ صلّ علٰی محمد عبدك ورسولك ادخلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے تو کہتے اے اللہ اس دعوت کاملہ کے رب اور ادا کی جانے والی نماز کے رب صلوٰۃ نازل فرما حضرت محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت میں داخل فرما۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال ھذا عندالنداء جعلہ اللہ فی شفاعتی یوم القیامۃ ۔

جو اذان کے وقت یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میری شفاعت میں داخل فرمائے گا۔

(سئولہ) سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت ہے مثلاً شفاعت عظمیٰ، حوض کوثر، لواء الحمد اور وسیلہ وغیرہ وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار رکھے ہیں۔

امام طبرانی نے یہ حدیث روایت کی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی لین الحدیث ہے۔

من قال حين يسمع النداء اشهدان لا اله الا الله وحده لاشريك له وان محمداً عبده ورسوله اللّهم صلّی علی محمّد وبلّغه درجة الوسيلة عندك واجعلنا في شفاعته يوم القيامة وجبت له الشفاعة ۔

جو شخص اذان سننے کے وقت توحید ورسالت کی شہادت دینے کے بعد کہے اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور انہیں اپنے ہاں موجود وسیلہ کے مرتبہ پر فائز فرما اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت میں داخل فرما۔ تو اس کے لیے شفاعت واجب ہو جائے گی۔

تعریفِ وسیلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے۔

اس کا گزشتہ صفحات میں بیان گزر چکا ہے۔

لغوی اعتبار سے وسیلہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی بڑے بادشاہ کا قرب حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۔ (المائدہ:۳۵)

اس آیت مین ایک جماعت کی رائے کے مطابق وسیلہ سے مراد قربت ہے اور دیگر علماء کے نزدیک یہاں وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ساتھ توسّل کیا جائے یعنی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جانا۔

مقام محمود:

مقام محمود سے مراد شفاعت عظمیٰ ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس پر اوّلین و آخرین سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کریں گے۔ اسی لیے احادیث میں مقام محمود کی تفسیر شفاعت کے ساتھ کی گئی ہے۔ بقول الواحدی اس پر مفسرین کا اجماع ہے اور ایک قول کے مطابق مقام محمود سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کی تصدیق یا تکذیب کی گواہی دینا ہے اور بقول بعض قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر لواء الحمد عطا فرمایا جائے گا اس لیے اس کو مقام محمود فرمایا گیا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں۔ مقام محمود سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر جلوہ گر فرمانا ہے۔ صحیح ابن حبان میں ہے۔

یبعث اللہ الناس فیکسونی ربی حلۃ خضراء فاقول ماشاء اللہ ان اقول فذالک المقام المحمود۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ پھر میرا پروردگار مجھے سبز رنگ کا لباس عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد جتنا اللہ چاہے گا میں اس کی حمد کروں گا پس یہ مقام محمود ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ہمارے اس بیان کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ بعض علماء نے مقام محمود کے متعلق جو بیان کیا ہے اس کا مفہوم ہمارے اس بیان کے قریب ہے وہ فرماتے ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ قول سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ حمد و ثنا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرنے سے پہلے کریں گے اور مقام محمود سے مراد اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ حاصل ہوگا اس کا مجموعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شفاعت عظمیٰ کے علاوہ بھی کئی شفاعتیں ثابت ہیں:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شفاعت عظمیٰ کے علاوہ متعدد شفاعتیں ثابت

ں مثلاً

1-ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں کے یہ شفاعت۔ شفاعتِ عظمیٰ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

2-اور ایک شفاعت ان مجرموں کے لیے ہوگی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے اور پھر نکال لیے جائیں گے۔ معتزلہ کا اس شفاعت سے انکار ان کی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی ہے۔ اس کا انکار کیسے ہوسکتا ہے متعدد احادیث سے یہ ثابت ہے اور ان احادیث کا کوئی معارض بھی نہیں۔

3-اور ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں گے مگر شفاعت کے سبب اس میں داخل نہ ہوں گے۔

امام نووی فرماتے ہیں اس شفاعت میں دیگر انبیاء کرام، علماء اور اولیاء کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے۔

4-ایک شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جن کو گناہوں کے بوجھ نے جنت میں داخل ہونے سے روک رکھا ہے آپ کی شفاعت سے وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

5-ایک طرح کی شفاعت بعض جنتیوں کے لیے ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوگی پھر ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے مطابق مقام دیا جائے گا۔ اس شفاعت میں انبیاء کرام، علماء اور اولیاء کا آپ کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے۔

6-ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جو مدینہ منورہ میں وفات پائیں گے۔

7:-اور ان لوگوں کے لیے بھی آپ کی شفاعت ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کریں گے۔

8-جنت کا دروازہ کھولنے کے لیے بھی شفاعت فرمائیں گے جیسے کہ مسلم نے

روایت کیا ہے۔

9-ایک شفاعت مؤذن کی اذان کا جواب دینے والے کے لیے ہوگی۔

10-ایک شفاعت ان کفار کے لیے ہوگی جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کوئی خدمت صادر ہوئی ہوگی۔ یہ شفاعت ان کے عذاب میں تخفیف کے لیے ہوگی۔

11-اہل مدینہ کے لیے شفاعت مسائلِ وسیلہ کے لیے شفاعت کے سابقہ معنیٰ میں ہے "یعنی یا ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوگی یا نیکیوں کو کئی گناہ بنانے کے لیے۔ یا عرش کے سایۂ تلے داخل فرما کر عزت افزائی کی جائے گی۔ یا ان کو چمنستانوں میں داخل فرما کر ان کی تکریم کی جائے گی یا نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا یا جنت میں جلدی داخل فرمایا جائے گا یا ان انعامات واحسانات کے لیے شفاعت ہوگی جو بعض لوگوں کے لیے سوائے بعض کے خاص ہیں۔"

شفاعت کے معنیٰ اور اس کے سبب سے متعلق امام غزالی کا کلام:

شفاعت کی حقیقت اور اس کے سبب کے بارے میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نہایت نفیس گفتگو فرمائی ہے۔ اس مقام پر اس کا خلاصہ پیش ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ شفاعت وہ نور ہے جو بارگاہ الٰہی سے جوہرِ نبوت پر چمکتا ہے اور پھر جوہر نبوت سے منتشر ہو کر ہر اس جوہر تک پہنچتا ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت اور آپ کی سنتوں پر کثرتِ مواظبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے سبب آپ کے کثرت ذکر کی وجہ سے جوہر نبوت کے ساتھ مناسب پختہ اور مستحکم ہوتی ہے اس کی مثال یوں سمجھیں کہ سورج کی روشنی جب پانی پر پڑتی ہے تو وہ روشنی پانی سے منعکس ہو کر ساری دیوار کی بجائے اس کے ایک مخصوص حصے تک پہنچتی ہے۔ اس مخصوص حصے کے اختصاص کا سبب اس حصے اور پانی کے درمیان پائی جانے والی وہ مناسبت ہے جو اس جگہ میں موجود ہے جس سے پانی میں روشنی کی جگہ تک ایک خط نکلے تو اس سے ایک ایسا زاویہ بن جائے گا جو زمین سے متصل ہوگا اور یہ زاویہ پانی سے نکلنے والے خط اور

رج کی ٹکیا کے درمیان بننے والے زاویہ کے مساوی ہوگا۔ نہ اس سے بڑا ہوگا اور نہ اس
چھوٹا ہوگا۔ لہٰذا جس طرح مناسبات وضعیہ انعکاسِ نور کے لیے اختصاص کا تقاضا
تی ہیں اسی طرح مناسبات معنویہ عقلیہ بھی جواہر معنویہ میں انعکاس نور کے لیے
صاص کا تقاضا کرتی ہیں پس جس شخص میں توحید کا غلبہ ہے اس کی بارگاہِ الٰہی کے
ھ مناسبت مضبوط ہوتی ہے۔ اس پر بغیر کسی واسطے کے نور چمکتا ہے اور جس میں سنن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کی محبت کا غلبہ تو ہے لیکن اس کے قدم
دانیت کے ملاحظہ میں راسخ نہیں تو اس کی بارگاہِ الٰہیہ کے ساتھ بغیر واسطے کے
سبت مضبوط و مستحکم نہ ہوگی۔ اس لیے وہ اقتباس نور کے لیے کسی واسطے کا محتاج ہوگا۔
س طرح غیر مکشوف دیوار سورج سے روشنی حاصل کرنے کے لیے سورج کے سامنے
شوف پانی کی محتاج ہے دنیا میں پائی جانے والی شفاعت کے زیادہ قریب وزیر بادشاہ
مجرموں کی معافی پر آمادہ کرتا ہے تو بادشاہ ان سے درگزر کرتا ہے اور انہیں معاف کر
تا ہے۔ اس کی وجہ بادشاہ اور مجرموں کے درمیان پائی جانے والی مناسبت نہیں بلکہ
رموں اور بادشاہ کے ساتھ تعلقِ خاص رکھنے والے وزیر کے درمیان پائی جانے والی
اسبت ہے پس مجرموں پر بادشاہ کی عنایت وزیر کے واسطے سے ہوئی نہ کہ ان کی اپنی
ات کی وجہ سے۔ اگر درمیان میں وزیر کا واسطہ نہ ہوتا تو بادشاہ کی ان پر ہرگز نوازش نہ
وتی کیونکہ بادشاہ ان کو جانتا ہی نہیں تھا۔ اور بادشاہ مجرموں اور وزیر کے درمیان تعلق
اختصاص کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کو وزیر کے بتانے اور ان کی معافی میں وزیر کی دلچسپی
کے اظہار سے پہچان ہوئی ہے۔ وزیر نے ان کی رہائی میں اپنی رغبت کے اظہار کے لیے
ان کے تعارف میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان الفاظ کو مجازاً شفاعت کہا جاتا ہے۔
ورنہ حقیقت میں شفاعت کرنے والی چیز بادشاہ کے ہاں وزیر کا مقام و مرتبہ ہے۔ الفاظ تو
صرف اظہارِ غرض کے لیے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو تعریف کروائے جانے سے
مستغنی ہے۔ اگر بادشاہ وزیر کے غلام کا وزیر کے ساتھ تعلق کو بذات خود جانتا تو کسی

تعارف کروانے والے کے تعرف سے بے نیاز ہوتا اور اس کی طرف سے مجرم کی معافی ایسی شفاعت کے ذریعے صادر ہوتی جس میں نہ کوئی نطق ہوتا اور نہ کوئی کلام ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اختصاص کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر انبیاء کرام کو اپنے کسی معلوم کی اجازت دے گا تو ان کے الفاظ بھی شفاعت کرنے والوں کے الفاظ ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ شفاعت کی کوئی ایسی مثال بیان فرمانا چاہتا جو حس وخیال میں آ سکے تو اس کے بیان کے لیے شفاعت میں استعمال ہونے والے مانوس الفاظ ہی ہوتے۔

بطریق مناسبت انعکاس نور کے بارے میں یہ چیز تمہاری خوب رہنمائی کرے گی کہ استحقاقِ شفاعت کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ ایسے امور کے ساتھ معلق ہیں۔ جن کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، آپ کی قبر انور کی زیارت کرنا۔ یا مؤذن کی اذان کا جواب دینا اور اذان کا جواب دینا اور اذان کے بعد آپ کے لیے وسیلہ کی دعا مانگنا وغیرہ امور جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا تعلق مضبوط ہوتا ہے اور آپ کی ذات کے ساتھ مناسبت مستحکم اور پختہ ہوتی ہے۔ (امام غزالی کا قول مکمل ہو گیا)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دوسرے کے لیے کوئی چیز طلب کرنا یا اس کے لیے کوئی حاجت طلب کرنا شفاعت ہے شفاعت کی اصل شفع ہے اور شفع جفت کو کہا جاتا ہے جو طاق کی ضد ہے گویا کہ صاحب حاجت منفرد ہوتا ہے اور شفاعت کرنے والا اس کے لیے جوڑا بن جاتا ہے۔

فائدہ

مناروں پر اذان سے پہلے اور بعد صلاۃ وسلام پڑھنے کا رائج طریقہ:

نماز جمعہ اور نماز فجر ومغرب کے سوا باقی سب نمازوں سے پہلے اور اذان کے بعد مساجد کے مناروں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کی جو عادت اہل اسلام میں رائج ہے۔ اس کو سلطان صلاح الدین بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے جاری کیا

تھا۔ نماز جمعہ اور نمازِ فجر میں اذان سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور نماز مغرب کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے اذان کے بعد صلاۃ وسلام نہیں پڑھا جاتا۔

بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ اس عمل کی ابتداء مصر اور قاہرہ میں 791ھ سے ہوئی ہے کہ بعض معتقدین نے خواب میں اس کو دیکھا تھا۔ ان مؤرخین کا یہ بیان اس طریقہ کے اس سے قبل جاری ہونے کے مخالف نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مذکورہ تاریخ تک اس کو ترک کر دیا گیا ہو اور اس تاریخ کے بعد دوبارہ اس پر عمل کیا گیا ہو۔ یا سلطان صلاح الدین نے صرف جمعۃ المبارک کی رات اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہو اور مذکورہ تاریخ کے بعد باقی ایام میں بھی اس کو معمول بنا دیا گیا ہو۔

اذان سے پہلے اور اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم:

بعض متاخرین نے اس عمل کو درست قرار دیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ بدعت حسنۃ ہے اس پر عمل کرنے والے کو حسنِ نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ ہمارے شیخ حضرت شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسی کے قریب ہے۔ انہوں نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اس کی اصل مستحب ہے اور کیفیت بدعت ہے۔

5- نیند سے بیدار ہونے کے بعد رات کی نماز سے پہلے درود پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

یضحك الله الى رجلين رجل لقى العدو وه وعلى فرس من مثل خيل اصحابه فانهرموا وثبت فان قتل استشهد وان بقى فذالك الذى يضحك الله اليه ورجل قام فى جوف الليل ولا يعلم به احد فتوضا فاسبغ الوضوء ثم حمد الله ومجده وصلّ علٰى النبى صلى الله عليه وسلم واستفتح القرآن فلذالك الّذى يضحك الله اليه يقول انظروا الى عبدى قائماً لايراه

احد غیری ۔

اللہ تعالیٰ دو انسانوں پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے۔ایک وہ آدمی جو دشمن سے ملے اور وہ اپنے ساتھیوں کے گھوڑے جیسے گھوڑے پر سوار ہو۔تمام پسپا ہو جائیں مگر وہ ثابت قدم رہے۔اگر قتل ہو جائے تو شہید اور اگر زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے اور دوسرا وہ شخص جو رات کے درمیانی حصہ میں اٹھتا ہے اور اس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی اور وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و بزرگی بیان کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتا ہے۔یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے اور فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو کھڑا ہے اور میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔

6-نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد درود پڑھنا:

حضرت امام نسائی و حضرت امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کی ہے۔

قالت كنا نعدّ رسول الله صلى الله عليه وسلم سوا كه وه طهورهٔ فيبعثه الله لماشاء أن يبعثه من اللّيل فيستاك ويتوضأ ويصلّي تسع ركعات لايجلس فيهن الا عند الثامنة ويحمدالله ويصلّي على نبيه صلى الله عليه وسلم ويدعوا بينهن ولايسلّم ثم يصلّي التاسعة ويقعد ويحمد الله ويصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ويدعوا ثم يسلّم تسليما يسمعنا ثم يصلّي ركعتين وهو قائدٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا آپ کو

رات کے وقت بیداری کی توفیق عطا فرماتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر مسواک فرماتے، وضو فرماتے پھر نو رکعات ایسی ادا فرماتے جن میں قعدہ صرف آٹھویں رکعت میں کرتے۔ قعدہ میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر درود پڑھتے اور دعا مانگتے مگر سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور قعدہ کرتے اس میں بھی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر اپنے اوپر درود پڑھتے اور دعا فرماتے۔ اس کے بعد سلام پھیرتے جو ہم سن لیتے پھر علیحدہ دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس حدیث سے مذکورہ عنوان پر اس طرح استدلال کیا گیا ہے مگر یہ عجیب استدلال ہے۔ کیونکہ اس میں تشہد میں پڑھے جانے والے درود کا ذکر ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد درود پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔

7- مساجد کے قریب سے گزرنے اور ان میں داخل ہونے اور ان سے باہر نکلنے کے وقت درود پڑھنا:

حضرت اسماعیل قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تخریج کی ہے کہ آپ مساجد کے قریب سے گزرنے والے کو درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

سند حسن غیر متصل کے ساتھ مروی ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل المسجد صلّی علٰی محمد وسلّم ثم قال اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك واذا خرج صلّی محمد وسلم ثم قال اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو اپنی ذات پر درود وسلام پڑھتے پھر یہ دعا مانگتے اے اللہ مغفرت فرما۔ اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب باہر نکلتے تو اپنی ذات پر صلوٰۃ وسلام

پڑھتے پھر یہ دعا مانگتے اے اللہ میرے خلاف اولیٰ عمل معاف فرما دے۔
اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔
طبرانی، بیہقی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن سنی، ابوعوانۃ، ابن خزیمۃ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں تخریج کی ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔

اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتك واذا خرج من المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقل اللّٰھم افتح لی ابواب فضلك ۔

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے پھر یہ دعا مانگے۔ اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے۔ اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد قال بسم اللہ اللّٰھم صلّ علٰی محمد واذا خرج قال بسم اللہ اللّٰھم صلّ علی محمّد ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے۔ بسم اللہ اللّٰھم صلّ علٰی محمد اور جب نکلتے تو فرماتے بسم اللہ اللّٰھم صلّ علی محمّد ۔

ایک روایت میں ہے:

اذا دخل احدکم المسجد فلیسلّم علی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم وليقل اللّٰهم افتح لی ابواب رحمتك واذا خرج فليسلّم على النبی صلی الله عليه وسلم وليقل اللّٰهم اعصمنی من الشيطان .

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے۔ اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے۔ اے اللہ مجھے شیطان سے محفوظ فرما۔

امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن امام حاکم کے اس قول کو اس بناء پر رد کر دیا گیا ہے کہ اس میں علت خفیہ پائی جاتی ہے مگر اپنے شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

8- جمعہ کے روز و شب میں درود پڑھنے کی مشروعیت:

جمعہ کے دن و رات میں درود شریف پڑھنے کے بارے میں چوتھی فصل کی ابتداء میں احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پر بھیجے جانے والے سلام کا جواب دیتے ہیں کے عنوان کے تحت ان احادیث کا ذکر ہے۔ لیکن اسی موضوع سے متعلق بہت ساری احادیث باقی ہیں۔ اسی لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

انشروا العلم يوم الجمعة فان غائلة العلم النسيان واكثر والصلاة على النبی صلی الله عليه وسلم يوم الجمعة .

جمعہ کے دن علم کو پھیلاؤ بے شک علم کی آفت بھولنا ہے اور جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

احب الصّلاة على النبی صلی الله عليه وسلم فی كلّ حال

وانا فی یوم الجمعة ولیلتها اشدّ استحباباً ۔

میں ہر حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے کو پسند کرتا ہوں اور خاص کر جمعہ کے دن ورات میں زیادہ پسند کرتا ہوں۔

روایت ہے۔

من صلّی علیّ یوم الجمعة مائتی صلاة غفرله ذنب مائتی عام ۔

جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر دوسو مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

یہ روایت دیلمی نے تخریج کی ہے لیکن صحیح نہیں۔

ایک ضعیف روایت میں ہے:

الصلاة علیّ نور علی الصراط ومن صلّ علیّ یوم الجمعة ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین عاماً ۔

مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور ہے اور جو مجھ پر جمعہ کے دن اَسّی مرتبہ درود پڑھے گا اس کے اَسّی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

دارقطنی کی ایک روایت میں ہے:

من صلّی علیّ یوم الجمعة ثمانین مرة غفرالله له ذنوب ثمانین سنة قیل یارسول الله کیف الصلاة علیك؟ قال تقول اللّٰهم صلّ علی محمد عبدك ونبیك ورسولك النبی الامی وتعقد واحدة ۔

جو مجھ پر جمعہ کے دن اَسّی بار درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اَسّی سال کے گناہ بخش دے گا عرض کی گئی یارسول اللہ! آپ پر درود کیسے پڑھا جائے۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ کہو۔ اللّٰھم صلّ علی محمد عبدك

ونبيك ورسولك النبي الامي ۔ اور ایک گانٹھ لگا دو یعنی ایک بار شمار کرو۔

اس حدیث کو اعراقی نے حسن قرار دیا ہے۔ان سے پہلے ابو عبداللہ بن النعمان بھی اس کو حسن قرار دے چکے ہیں۔بقول بعض یہ حدیث محتاج نظر ہے۔

اور خطیب کے ہاں روایت ہے۔

من صلّى عليّ يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عامًا قيل يارسول الله كيف الصلاة عليك؟ قال قولوا اللّهم صلّ علىٰ محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الامي ويعقد واحدة ۔

ترجمہ گزر چکا ہے۔

اس حدیث کو ابن الجوزی نے احادیث واھیہ میں شمار کیا ہے۔

ایک روایت ہے۔

من صلّي صلاة العصر يوم الجمعة فقال قبل ان يقوم من مكانه اللّهم صلّ علىٰ محمد النبي الامي وعلىٰ آله وسلم تسليمًا ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً وكتبت له عبادة ثمانين سنة ۔

جو جمعہ کے دن نماز عصر پڑھنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسّی بار یہ کہے اللّهم صلّ علىٰ محمد النبي الامي وعلىٰ آله وسلّم تسليمًا تو اس کے اسّی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کے حق میں اسّی سال کی عبادت لکھ دی جائے گی۔

ایک روایت میں ہے:

من قال يوم الجمعة بعد العصر اللّهم صلّ علىٰ محمد النبي

الامی وعلٰی آله ثمانین مرة غفرت له ذنوب ثمانین عاما ۔

جو جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد اللّٰھم صلّ علٰی محمد النبی الامی وعلٰی آله اَسّی مرتبہ پڑھے تو اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے۔

دیلمی نے تخریج کی ہے۔

من صلّی علیّ یوم الجمعة کانت له شفاعة عندی یوم القیامة ۔

جو جمعہ کے دن مجھ پر درود پڑھے تو اس کے لیے قیامت کے دن مجھ پر شفاعت واجب ہوگی۔

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے اور فرمایا کہ یہ غریب ہے

من صلّی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة ومعه نور لوقسم ذالك النور بین الخلق کلّھم لَوَسِعَھم ۔

جو شخص جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سو بار درود پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ نور ہوگا اگر وہ نور ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کافی ہوگا۔

ضعیف سند کے ساتھ روایت ہے۔

من صلّی علیّ فی کلّ یوم الجمعة الف مرة لم یمت حتی یری مقعده من الجنة ۔

جو مجھ پر ہر جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر مرے گا۔

ایک اور حدیث ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

من صلّی علیّ فی کل یوم الجمعۃ اربعین مرۃ محا اللہ عنہ ذنوب اربعین سنۃ ومن صلّی علیّ مرۃ واحدۃ فتقبلت منہ محا اللہ عنہ ذنوب ثمانین سنۃ ومن قرء قل ھو اللہ احد حتی یختم السورۃ بنی اللہ منارا فی جسر جھنم حتی یجاوز الجسر۔

جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن چالیس مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ محو فرما دے گا۔ اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اس کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے اسّی سال کے گناہ مٹا دے گا اور جو قل ھو اللہ احد پڑھے حتیٰ کہ سورۃ مکمل کر دے تو اللہ اس کے لیے جہنم کے پل پر ایک منارہ تعمیر فرمائے گا حتیٰ کہ وہ اس پر چل کر پل طے کر لے گا۔

اور ابو موسیٰ المدینی کے ہاں یہ حدیث ہے جس کو ابن النعمان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

من صلّی علیّ یوم الجمعۃ الف مرۃ لم یمت حتی یری مقعدہ من الجنۃ۔

جو جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھے گا وہ اپنی موت سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا۔

دیلمی کے ہاں روایت ہے۔

من صلّی علیّ یوم الجمعۃ مائۃ صلاۃ غفرلہ خطیئۃ ثمانین عاماً۔

جو مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھے گا اس کی اسّی سال کی کوتاہیاں بخش

دی جائیں گی۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں بطور مرفوع اس کی اصل سے مجھے واقفیت نہیں ہوئی ہے۔

اس حدیث کے بعض راویوں نے بیان کیا ہے انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور یہ حدیث آپ پر پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔ واللہ اعلم۔

ایک اور روایت بھی اسی کی مثل ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

ومن صلّی علیّ لیلة الجمعة مائة مرّة غفر له خطیئة عشرین سنة ۔

جو مجھ پر جمعہ کی شب سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے بیس سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں اس روایت کی عدمِ صحت ظاہر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی منکر الحدیث ہے۔

انه قال لزید بن وهب یا زید لاتدَعْ اذا کان یوم الجمعة أن تصلّ علی النبی صلی الله علیه وسلم الف مرة تقول اللّهم صلّ علیٰ محمد النبی الامی ۔

حضرت ابن مسعود نے زید بن وھب سے فرمایا اے زید جب جمعہ کا دن ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزار مرتبہ درود پڑھنا مت ترک کرنا۔ یوں کہا کرو اللّھم صلّ علیٰ محمد النبی الامی ۔

ایک اور روایت میں ہے:

من صلّی علیّ یوم الجمعة صلاة واحدة صلی الله علیه وملائکته الف الف صلاة وکتب له الف الف حسنة وحط

عنه الف الف خطيئة ورفع له الف الف درجة في الجنة ۔

جو مجھ پر جمعہ کے دن ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس لاکھ مرتبہ صلاۃ نازل فرمائیں گے اور اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اس کے لیے جنت میں دس لاکھ درجات کی بلندی نصیب ہوگی۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی اصل پر میں آگاہ نہیں ہو سکا ہوں میرے گمان میں یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ مجھے اس کے باطل ہونے کا یقین ہے۔

ایک اور حدیث مروی ہے مگر اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔

اذا كان يوم الخميس بعث الله ملائكة معهم صحف من فضة واقلامهم من ذهب يكتبون يوم الخميس وليلة الجمعة اكثر الناس صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ۔

جمعرات کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ جن کے پاس چاندی کے دفتر ہوتے ہیں اور ان کے قلم سونے کے ہوتے ہیں۔ وہ جمعرات کے دن اور جمعہ کی رات لوگوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی حدیث میں ہے۔

ان لله ملائكة خلقوا من النور لايهبطون الا ليلة الجمعة ويوم الجمعة بايديهم اقلام من ذهب ودوىّ من فضة وقراطيس من نور لايكتبون الّا الصلاة على نبيكم ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تخلیق نور سے ہے۔ وہ صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کی دواتیں اور نور کے اوراق ہوتے ہیں وہ صرف تمہارے

نبی پر پڑھے جانے والا درود لکھتے ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے۔

سمعت نبیکم صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اکثروا الصلاۃ علی نبیکم فی اللیلۃ الجمعۃ الغراء والیوم الازھر ۔

میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اپنے نبی پر بکثرت درود پڑھو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی مثل روایت ہے لیکن اس کی سند میں راوی کذاب ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

ایک روایت میں ہے:

اکثروا الصلاۃ علیّ فی اللّیلۃ الغراء فان صلاتکم تعرض علیّ

جمعہ کی رات مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

اکثروا الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ اتانی جبریل آنفاً عن ربّہ عزوجل فقال ما علی الارض مسلم یصلّی علیک مرۃ واحدۃ الاصلیت انا وملائکتی علیہ عشراً ۔

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھو۔ جبریل امین اپنے رب عزوجل کی طرف سے ابھی میرے پاس آئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین پر جو بھی مسلمان آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس صلاۃ نازل فرمائیں گے۔

متابعات میں سے ہے اس کی سند میں کوئی حرج نہیں۔

ایک روایت میں ہے:

اکثروا الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ فمن فعل ذالك کنت له شهیداً او شفیعاً یوم القیامۃ ۔

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھو پس جو ایسا کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دینے والا یا اس کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

اس حدیث میں لفظ اَو یا تو تقسیم کے لیے ہے کہ میں گناہگار کے لیے شفاعت کرنے والا اور اطاعت گزار کے لیے گواہی دینے والا ہوں گا یا اوَ بمعنی واوَ ہے اس اعتبار سے آپ سب کے لیے شهید و شفیع ہوں گے۔ یا اَو شک کے لیے ہے۔ اگر صحیح لفظ شہیداً ہے تو او کا شک کے لیے ہونا واضح ہے۔ کیونکہ اگر شفیعاً کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ جو یہ عمل کرے گا اس کو شفاعت عظمٰی کے علاوہ سابقہ شفاعات میں سے ایک شفاعت بھی نصیب ہوگی تو دوسرے لوگوں کے لیے مجرد شفاعت ہوگی اور مجرد شفاعت پر شہادت ایک زائد خصوصیت ہوگی۔

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

اکثروا من الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ فان صلاتکم تعرض علیّ ۔

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

اتخذ الله ابراهیم خلیلاً وموسٰی نجیًا واتخذنی حبیبًا ثم قال وعزتی وجلالی لاوثرن حبیبی علی خلیلی ونجیّی فمن صلّی علیّ لیلۃ الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرت له ذنوب مائتی عام متقدمۃ ومائتی عام متاخرۃ ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابرہیم کو خلیل اور حضرت موسیٰ کو نجی بنایا اور مجھے حبیب بنایا ہے پھر فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور اپنے نجی پر فضیلت دوں گا۔ پس جو مجھ پر جمعہ کی رات اسّی بار درود پڑھے گا اس کے دو سال پہلے اور دو سال بعد کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں میں اس کی اصل سے آگاہ نہیں ہوں۔

میرا گمان ہے کہ یہ غیر صحیح ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً تخریج فرمائی ہے۔

اذا كان ليلة الجمعة ويوم الجمعة فاكثر واالصلاة علیّ .

جب جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہو مجھ پر بکثرت درود پڑھو۔

روایت کی جاتی ہے۔

ما من مؤمن يصلّي ليلة الجمعة ركعتين يقرء في كل ركعة بعد الفاتحة خمسا وعشرين مرة قل هو الله احد ثم يقول الف مرة صلى الله علىٰ محمد النبي الامي فانه لاتتم الجمعة القابلة حتى يراني في المنام ومن رأني غفرله الله الذنوب .

جو مسلمان جمعہ کی رات دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ اور اس کے بعد صلی اللہ علیٰ محمد النبی الامی ہزار مرتبہ پڑھے تو آئندہ آنے والے جمعہ سے پہلے خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا اور جو میری زیارت کرے گا اس کے گناہ معاف فرمادیئے جائیں گے۔

اس کی تخریج ابوموسیٰ المدینی نے کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

روایت ہے۔

من قال ليلة الجمعة عشر مرات يا دائم الفضل على البرية يا باسط اليدين بالعطية يا صاحب المواهب السنية صلّ على محمد خير الورئ سجية واغفرلنا يا ذاالعلا في هذه العشية ۔

جو جمعہ کی رات دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھے گا۔ اے مخلوق پر ہمیشہ فضل فرمانے والے۔ اے عطیہ دینے میں کشادگی فرمانے والے۔ اے روشن عطیات والے رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق سے افضل ہیں اور اے بلندی والے آج کی رات ہماری بخشش فرما۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان کے ساتھ کچھ اور کلمات بھی ہیں مگر یہ روایت جھوٹ کا پلندہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے باطل سند کے ساتھ مروی ہے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان مندرجہ کلمات کے ساتھ روزانہ تین مرتبہ اور جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھے گا تو اس نے آپ پر تمام مخلوق کے درود کے ساتھ درود پڑھا اور قیامت کے دن اس کا حشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ کلمات یہ ہیں:

صلوات الله وملائكته وانبيائه ورسله وجميع خلقه على محمد وعلى آله وعليه وعليهم السلام ورحمة الله وبركاته ۔

حکایت:

کہا جاتا ہے کہ خلاد بن کثیر کو حالت نزع میں اپنے سر کے نیچے سے ایک رقعہ ملا جس میں لکھا ہوا تھا۔ یہ خلاد بن کثیر کی جہنم سے برأت کا پروانہ ہے۔ لوگوں نے خلاد بن کثیر کے گھر والوں سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہر جمعہ

کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ کے ساتھ ہزار بار درود پڑھا کرتا تھا۔ اللّٰھم صلّ علٰی محمد النبی الامی

ہفتہ واتوار کے دن درود پڑھنا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہفتہ واتوار کے دن خصوصیت کے ساتھ درود پڑھنے کے متعلق ایک حدیث مروی ہے۔ جس میں ہے کہ یہود ونصاریٰ ہفتہ واتوار کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بکثرت ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں اتوار کے دن اس طرح بیس رکعت نماز نفل پڑھنے کا ذکر ہے کہ جس کی ہر رکعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود پڑھا جائے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں اس پر وضع کے آثار ظاہر ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

سوموار کی رات درود پڑھنا:

امام غزالی وغیرہ نے ایک حدیث بغیر سند کے ذکر کی ہے جس میں ہے کہ سوموار کی رات چار رکعت نماز نفل پڑھی جائے جس کی ہر رکعت میں قرأت کے بعد ستر مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کی جائے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ حاجت پوری فرمائے گا۔ اس نماز کو نمازِ حاجت کا نام دیا گیا ہے۔

منگل کی رات درود پڑھنا:

المدینی وغیرہ نے منگل کی رات درود پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث ذکر کی ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی متہم بالکذب ہے۔ اس حدیث میں ہے۔

نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے چار رکعت نماز نفل ادا کی جائے ہر رکعت میں اشیاء مخصوصہ پڑھنے کا ذکر ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

پچاس مرتبہ درود پڑھا جائے۔ اور اس کا بڑا ثواب بیان کیا گیا ہے۔

9۔ خطبات میں درود شریف پڑھنا:

خطبات مثلاً جمعہ، عیدین، کسوف وخسوف اور استسقاء کے خطبات میں درود شریف پڑھنا مشروع ہے۔

امام شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک خطبہ میں درود پڑھنا رکن ہے۔ بخلاف امام ابوحنیفہ و امام مالک کے۔ وجوب کی دلیل خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے اکابر کا عمل ہے۔ کیونکہ خلفاء راشدین اور ان کے بعد والوں سے کسی بھی اہم معاملہ میں جو بھی خطبہ منقول ہے اس میں انہوں نے حمد وصلاۃ سے آغاز فرمایا ہے جمعہ کے خطبہ کی اہمیت تو بہت زیادہ۔ جو خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے خالی ہوتا تو سلف صالحین اس کو البتیراء کہتے ہیں۔ چنانچہ صحاح میں ہے کہ زیاد نے خطبہ بتیراء دیا کیونکہ اس نے خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی نہیں پڑھا تھا۔ اسی کی مثل ابن اثیر کی نھایہ میں بھی ذکر ہے۔

سلف صالحین سے منقول اس نطقی اجماع سے خطبات میں درود پڑھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کبھی کبھار اسے ترک فرما دیتے۔

صحابہ کرام میں حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبات میں درود منقول ومحفوظ ہے۔ حضرت علی کے خطبہ کی تخریج حضرت امام احمد نے فرمائی ہے اور حضرت ابن مسعود کے خطبہ کی النمیر ی وغیرہ نے تخریج کی ہے اور حضرت عمرو بن العاص کے خطبہ کی تخریج دارقطنی نے ابن لھیعہ کے طریق سے کی ہے۔

ابن بشکوال نے محمد بن عبدالحکم سے نقل کیا ہے کہ ایک امیر نے جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں خطبہ دیا مگر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بھول گیا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو وہ نماز پڑھانے کی طرف بڑھنے لگا تو لوگوں نے ہر طرف سے اس پر چیخنا،

چلانا شروع کر دیا۔ پس لوگوں کا ترک درود پر چیخنا چلانا ہماری مذکورہ بات کی دلیل ہے کہ سلف صالحین کے ہاں خطبہ میں درود پڑھنا مشہور و معروف تھا اور وہ اس کے ترک کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

خطبات میں درود شریف پڑھنے کے وجوب پر بایں طور استدلال کیا گیا ہے کہ ہر وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی محتاج ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محتاج ہے مثلاً اذان وغیرہ۔

بعض حضرات نے خطبات میں درود شریف کے پڑھنے کے وجوب پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ایک جماعت نے جو تفسیر کی ہے اس سے دلیل دی ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کی تفسیر لَا اُذْكَرُ اِلَّا وَتُذْكَرُ مَعِیَ سے کی ہے کہ جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا تو تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوگا۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس سے استدلال قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ آپ کے ذکر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہو۔ یعنی جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت دے گا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت بھی دے گا۔ تو یہ تو خطبہ میں قطعاً واجب ہے (بلکہ یہ تو خطبہ کا رکن اعظم ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ كل خطبة ليس فيها تشهد فهي كاليد الجزماء ہر وہ خطبہ جس میں (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی) شہادت نہیں وہ جزام والے ہاتھ کی مانند ہے۔

بعض لوگوں نے سبیعی سے مروی اس واقعہ سے خطبہ میں درود کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ سبیعی فرماتے ہیں انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ خطیب کے خطبہ کو خاموشی کے ساتھ نہیں سن رہے تھے حالانکہ خطبہ قصص اور درود پر مشتمل تھا۔

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اولاً اس واقعہ کی صحت تسلیم نہیں اور اگر اس کی صحت تسلیم بھی کی جائے تو اس میں احتمال ہے کہ لوگ اس خطبہ کو

خاموشی سے اس لیے نہ سن رہے ہوں کہ وہ صرف قصص پر مشتمل ہو اور درود شریف کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہو کہ قصہ گو لوگوں کی غالب عادت ہوتی ہے کہ وہ درود شریف پڑھا کرتے ہیں یا خاموشی اور توجہ سے نہ سننے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لوگ خطیب سے دور ہونے کی وجہ سے خطبہ کو سن نہ پاتے ہوں۔ لیکن پہلا احتمال زیادہ قریب ہے یہ روایت اجماع کے نقل پر مشتمل نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کی صرف ایک حکایت ہے جن کو شعبی نے دیکھا تھا۔

نماز عیدین کی تکبیرات کے درمیان درود پڑھنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان سے ولید بن عقبہ نے عیدین کی تکبیرات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ولید بن عقبہ کو سکھایا کہ وہ ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر دعا کرے۔ جب ابن مسعود ولید کو یہ بتا رہے تھے اس وقت حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے انہوں نے حضرت ابن مسعود کی تصدیق فرمائی۔

نماز جنازہ میں درود پڑھنا:

نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا بغیر کسی اختلاف کے مشروع ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل کے مشہور قول کے مطابق نماز جنازہ میں درود پڑھنا رکن ہے مگر امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکن نہیں۔ نماز جنازہ میں درود شریف کے رکن ہونے کی دلیل حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ انہیں بعض صحابہ کرام نے بتایا کہ نماز جنازہ میں درود پڑھنا تکبیر پڑھنے کی طرح واجب ہے۔ اس حدیث کو علماء کی ایک جماعت نے روایت فرمایا ہے جن میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

ابو امامہ کی مذکورہ روایت کو مُطرف کی وجہ سے ضعیف قرار دینے کو امام بیہقی نے ردّ

فرمایا ہے کہ حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مطرف کی روایت کی ہم معنیٰ حدیث مروی ہے۔ جسے امام بیہقی نے اپنی سنن میں اور امام نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوامامہ کو بعض صحابہ کرام نے بتایا کہ نماز جنازہ میں پہلے تکبیر پڑھی جائے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔ امام زہری فرماتے اس حدیث کو ابوامامہ جب مجھ سے بیان کررہے تھے تو اس وقت حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سن رہے تھے مگر ابوامامہ پر انکار نہیں کیا اور زہری فرماتے ہیں ابوامامہ نے نماز جنازہ کا جو طریقہ مجھے بتایا تھا اس کا تذکرہ میں نے حضرت محمد بن سوید سے کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے ضحاک بن قیس کو نماز جنازہ کے متعلق حبیب بن مسلمہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے بھی اسی طرح نماز جنازہ پڑھی تھی جیسے ابوامامہ نے ہمیں بیان کیا تھا۔ اور امام شہاب زہری ہی سے منقول ہے کہ انہوں نے ابوامامہ کو سنا کہ سعید بن المسیب کو وہ یہ ترکیب بیان کررہے تھے کہ نماز جنازہ میں پہلے فاتحہ الکتاب پڑھنا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا سنت ہے اس روایت کو ابن جارود اور النمیر ی دونوں نے عبدالرزاق عن معمر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند کے راوی ایسے ہیں جن سے بخاری و مسلم میں احادیث تخریج کی گئی ہیں۔ لیکن دارقطنی فرماتے ہیں اس میں عبدالواحد بن زیادہ کو وہم ہوا ہے کہ انہوں نے یہی روایت عن معمر عن الزہری عن سھل بن سعد کی سند سے روایت کی ہے حالانکہ یہ درحقیقت ابوامامہ بن سھل بن حنیف سے مروی ہے جیسے کہ ذکر ہو چکا ہے۔

امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا تو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا خدا کی قسم میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو ابتداء میں تکبیر پڑھ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ پھر یہ دعا پڑھ۔

اللّٰھم ان ھذا عبدك فلان كان لايشرك بك شيأً انت اعلم به

ان کان محسناً فزد فی احسانہ وان کان مسیاً فتجاوز عنہ اللّٰھم لاتحرمنا اجرہٗ ولاتضلّنا بعدہٗ ۔

اے اللہ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے جو کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور تو بہتر جانتا ہے کہ اگر یہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ فرما اگر عاصی تھا تو اس سے درگزر فرما۔ اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور نہ ہمیں اس کے بعد گمراہ فرما۔

حضرت امام مالک وغیرہ علماء کرام نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ ان سے نماز جنازہ کی ترکیب پوچھی گئی تو فرمایا میں جنازے کے پیچھے چلتا ہوں جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھتا ہوں اللّٰھم انہ عبدک ...... الخ۔

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنا:

بعض علماء نے فرمایا ہے میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود پڑھنا سنت ہے کیونکہ حسن حدیث میں ہے۔

انہ صلّی اللہ علیہ وسلم کان اذا وضع المیت فی القبر قال بسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس حدیث میں میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت درود پڑھنے پر کوئی دلالت نہیں پائی جاتی کیونکہ یہاں پر درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی وجہ سے پڑھا گیا ہے۔

رجب کے مہینے میں درود پڑھنا:

رجب کے مہینے میں خصوصیت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ابن جوزی کی موضوعات میں اس کے متعلق کچھ احادیث واہیہ

ذکر ہیں جن پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے بعض میں ہے کہ جو رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے اور اس کے بعد مغرب وعشاء کے درمیان جمعہ کی شب بارہ رکعت نفل ادا کرے تو اس کے لیے عظیم ثواب ہے اور اس کے بعد ان چیزوں کا ذکر ہے جنہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنا ہے اور اسی میں ہے کہ جو شخص نصف رجب کی شب میں چودہ رکعات نفل ادا کرے یا جو شخص رجب کی آخری راتوں میں بارہ رکعات نفل ادا کرے تو اس کے لیے عظیم ثواب ملے گا۔

ماہِ شعبان میں درود شریف پڑھنا:

شعبان میں بھی خصوصیت کے ساتھ درود پڑھنے پر کوئی چیز ثابت نہیں۔ اگرچہ ہمارے متاخرین ائمہ میں سے ابن ابی الصیف رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان کی فضیلت میں اپنے ایک جزء میں اس کے متعلق پورا ایک باب باندھا ہے اور اس میں حضرت امام جعفر صادق اور حضرت ابواحمان رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزیں ذکر کی ہیں جن کی کوئی معتبر اصل معلوم نہیں۔

12-حج میں تلبیہ کے بعد درود پڑھنا:

القاسم سے مروی ہے کہ وہ حج میں تلبیہ کے بعد درود پڑھنے کو مستحب بتاتے تھے اس کی سند ضعیف ہے۔

صفا ومروہ پر درود پڑھنا:

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے مکہ معظمہ میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حج کی غرض سے مکہ معظمہ آئے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل ادا کرے۔ اس کے بعد صفا سے سعی کی ابتداء کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے سات بار تکبیر کہے ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، بیان

کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اپنی ذات کے لیے دعا مانگے اور مروہ پر بھی اسی طرح کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صفا پر تین مرتبہ تکبیر کہتے پھر یہ کہتے۔ **لا الہ اللہ وحدہ لاشریک لہ**...... الخ اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعا فرماتے۔ قیام ودعا کافی طویل فرماتے۔ پھر مروہ پر بھی اسی طرح عمل کرتے۔

استلام حجر اسود کے وقت درود پڑھنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ جب حجر اسود کے استلام کا ارادہ فرماتے تو کہتے **اللھم ایماناً بک**...... الخ اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور پھر حجر اسود کا استلام فرماتے اس حدیث کو الواقدی نے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

طواف کے دوران درود پڑھنا:

الحلیمی کی منہاج میں حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں ستر سال سے زیادہ عرصہ لوگوں کو طواف میں یہ کہتے ہوئے سنتا رہا ہوں۔

اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی ابینا ابراھیم ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ اسلام پر۔

(مصنف فرماتے) مذکورہ الفاظ کے ساتھ وہ لوگ درود پڑھیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں۔

اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی خلیلک ابراھیم ۔

اے اللہ سیدنا محمد اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم پر رحمت نازل فرما۔

استلام حجر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود پڑھنا مستحسن ہے کیونکہ حج کے تمام مناسک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ارث ہیں۔ بیت اللہ آپ کی تعمیر ہے اور لوگوں کا تلبیہ پڑھنا آپ کی پکار کا جواب ہے۔

وقوف کے وقت درود پڑھنا:

امام بیہقی نے تخریج کی ہے کہ جو مسلمان عرفہ کی شام موقف میں ٹھہرتا ہے اور قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے یہ کلمات سو مرتبہ کہتا ہے۔ لا الہ اللہ وحدہ لاشریك له، لـه الـمـلـك وله الحمد وه وعلٰى كلّ شيء قدير اور اس کے بعد قل هو الله احد سو بار پڑھتا ہے اور پھر سو بار یہ درود پڑھتا ہے:

الـلّهـم صـلـى علٰى محمد وعلٰى آلِ محمد كماصلّيت على ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم انك حميد مجيد ۔

تو اللہ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزاء ہونی چاہیے؟ جس نے میری تسبیح، میری تہلیل اور میری تعظیم وتکبیر بیان کی اور مجھے پہچانا اور میری ثنا بیان کی اور میرے نبی پر درود پڑھا۔ تم گواہ بن جاؤ کہ میں نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔ میں نے اس کی اُس کی اپنی ذات کے لیے شفاعت قبول فرمادی ہے اگر میرا یہ بندہ تمام اہل موقف کے حق میں شفاعت کرے تو میں سب کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس کی سند میں کوئی بھی ایسا راوی نہیں جس کو وضع کی طرف منسوب کیا جائے امام بیہقی کے علاوہ دیگر محدثین نے فرمایا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ایک کے کہ وہ مجہول ہے۔

اسی حدیث کو دیلمی نے روایت کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ کو سو بار پڑھنے اور اس کے بعد ان کلمات کو پڑھنے کا اضافہ بھی کیا ہے وَلَـه الـحـمـد يـحـيـى ويميت بيده

الخیر ۔ اور محب الطبری نے الاحکام میں ایک طویل دعا ذکر کی ہے اس میں ہے کہ تین بار تلبیہ کہے اور تین بار تکبیر اور اس کے بعد یہ کلمات سو بار پڑھے **لا الــــه الله وحــده لاشــريك لــه، لـه الملك وله الحمد وهو علىٰ كلّ شيء قدير** اور پھر **ان الله احاط بكل شيء علماً** ۔ سو بار پڑھے۔ اور تین بار تعوذ اور تین بار سورۂ فاتحہ اور سو بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر اپنے لیے اور اپنے والدین اور عزیز و اقارب اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔ اس پر عمل کرنے والے کے لیے ثواب عظیم ذکر کیا ہے۔

محب الطبری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو منصور نے جامع الدعاء الصحیح میں نقل کیا ہے۔ محب الطبری کے علاوہ دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کیونکہ اس کو ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

ملتزم میں درود پڑھنا:

امام نووی نے الاذکار میں اور دیگر علماء نے دعاءِ ماثور میں ملتزم کے پاس درود پڑھنا بیان کیا ہے۔ دعاء ماثور میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔ **اللّٰهـم صـلّ عـلىٰ مـحمد وعلىٰ آلِ محمد** ۔

امام شافعی اور ان کے اصحاب نے بیان فرمایا ہے کہ طواف وداع سے فارغ ہونے والے کے لیے سنت ہے کہ وہ ملتزم کے پاس ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے۔

اللّٰهـم ان البيت بيتك...... الخ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ علماء فرماتے ہیں اس عمل میں اجابت دعا کی زیادہ امید ہے۔

13- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس صلاۃ وسلام پڑھنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد طرق کے ساتھ منقول ہے کہ وہ قبر انور کے پاس حاضر ہو کر قبر انور کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے اور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پیش کرتے اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر صلاۃ وسلام پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی قبر انور کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ قبر انور کو مس نہیں کیا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ کبھی چھوتے ہوں اور کبھی نہ چھوتے ہوں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرنے کی روایات منقول ہیں۔

ہمارے ائمہ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنے والے کے لیے راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھنا سنت ہے اور جب مدینہ منورہ اور اس کی آبادی کے قریب پہنچ جائے تو اس میں زیادتی کرے اور جتنا ہو سکے مدینہ منورہ کی غایت تعظیم وجلال کو اپنے ذہن میں مستحضر کرے۔ ہمارے متاخرین ائمہ کے قول کے مطابق ہر اس شخص کے لیے درود پڑھنا سنت ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کسی اثر کی زیارت کرے۔ خاص کر آپ کے نزول کے مقامات کی زیارت کرتے ہوئے درود پڑھنا سنت ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ جب جیحون پہاڑی کے قریب سے گزرتیں تو فرماتیں۔

صلی اللہ علی رسولہ لقدنز لنا معہ ھاھنا ۔ (اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر رحمت نازل فرمائے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ اترے تھے)

اس کو امام بخاری نے روایت فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے کہ

ان انساً رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرج لجماعۃ مابقی من قدحہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فیہ ماء فشربوا وصبّوا علی رؤسھم ووجوھھم ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیالہ مبارک کے بچے ہوئے ایک حصہ کی زیارت کروائی اس میں پانی تھا ان سب حضرات نے پانی پیا اور اپنے سروں اور چہروں پر ملا۔

قبر انور کی زیارت کے احکام وآداب باقی رہتے ہیں۔ امام نووی نے اپنی مناسک کبریٰ میں متعدد احکام وآداب ذکر فرمائے ہیں اور ان میں سے جو باقی بچتے تھے ان کا ایک بڑا حصہ میں نے اسی کتاب کے حاشیہ میں بیان کیے ہیں۔

قبر انور کے پاس سلام پڑھنا صلاۃ سے افضل ہے:

المجد اللغوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس سلام پیش کرنا صلاۃ پڑھنے سے افضل ہے اس کی دلیل سابقہ حدیث ما من مسلم یسلّم علیّ عندی قبری...... ہے۔

امام بیہقی نے ابن فدیک سے تخریج کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں جن حضرات کی مجھے مجلس نصیب ہوئی ہے ان میں سے بعض کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ الآیۃ تلاوت کرے اور اس کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد پڑھے حتیٰ ستر مرتبہ مکمل کریں۔ تو ایک فرشتہ اسے نداء دیتا ہے۔ اے فلاں اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے تیری کوئی حاجت باقی نہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء دینے کے آداب:

مصنف فرماتے ہیں ابن فدیک کے مذکورہ قول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اسم گرامی کے ساتھ نداء دینے کے جواز کی کوئی دلیل نہیں بنتی۔ ہمارے ائمہ کرام نے اس طرح نداء دینے کی حرمت پر تصریح فرمائی ہے کیونکہ اس میں ترکِ تعظیم ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً...... (النور:۶۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا نبی اللہ اس کے مانند کلمات کے ساتھ پکارنا چاہئے اور

الزین المراغی فرماتے ہیں اثر پر عمل کرنے والے کے لیے اولیٰ یہ ہے کہ وہ یوں کہے یارسول اللہ! مصنف فرماتے ہیں۔ زین المراغی کا یہ قول وہم ہے کیونکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اس طرح ندا واجب ہے نہ کہ اولیٰ ہے۔ صاحب فتح الباری کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی کنیتوں اور اسماء والے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پکارنا چاہئے۔ کیونکہ کنیت اسم کی مانند ہے۔ لہٰذا کنیت کے ساتھ بھی آپ کو ندا دینا حرام ہوگا۔ ضحاک کے ذریعہ ابن عباس کا قول منقول ہے جو اسی بات کی تائید کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

لوگ یا محمد، یا ابا القاسم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی خاطر اس سے منع فرما دیا اور فرمایا یارسول اللہ! یا نبی اللہ کہا کرو۔

مجاہد اور سعید بن جبیر نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ مقاتل فرماتے ہیں جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو تو آپ کا نام مبارک لے کر یا محمد اور یا ابن عبداللہ نہ کہا کرو بلکہ آپ کی تعظیم بجالاتے ہوئے یارسول اللہ! یا نبی اللہ کہا کرو۔

قتادہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ کی سیادت کے اظہار کا حکم دیا ہے۔

امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔

یہ تمام آثار اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کنیت کے ساتھ پکارنا ایسے ہی حرام ہے جیسے آپ کو آپ کے نام مبارک سے پکارنا حرام ہے۔

دعاء حاجت میں وارد صحیح حدیث میں جو نداء منقول ہے 'یا محمد انی متوجه بك الی ربی' وہ ان مذکورہ اقوال کے عارض نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب حق ہیں آپ اپنے حق میں جس طرح چاہیں جو چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں دوسروں کو آپ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض صحابہ نے دوسروں کو اس دعا کی جو تعلیم

دی ہے اس میں یہ احتمال ہے کہ دعوات واذکار میں ان کی رائے ماثورہ الفاظ میں اکتفاء کرنے کی ہو۔

14-ذبح کے وقت درود پڑھنا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ذبح کے وقت درود پڑھنے کو مستحسن فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ذبح کے وقت بسم اللہ اور مزید ذکر کرنا چاہیے ذکر کی زیادتی بہتر ہے ذبح کے وقت بسم اللہ کے ساتھ صلی اللہ علی محمد کہنے کو میں ناپسند نہیں سمجھتا بلکہ میں بسم اللہ کے ساتھ درود شریف کو پسند کرتا ہوں اور ہر حال میں درود کو محبوب جانتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایمان باللہ اور عبادۃ اللہ ہے اور جو اسے پڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر اس کو اجر ملے گا۔

اس پر انہوں نے بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے اور کافی سارے دلائل قائم فرمائے ہیں علماء حنفیہ اور امام مالک کے اصحاب میں سے ایک جماعت اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے اور ذبح کے وقت درود پڑھنے کو پسند نہیں کیا۔ کیونکہ اس میں غیر اللہ کے نام ذبح کیے جانے کا ابہام پایا جاتا ہے اور کراہت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں ہے:

موطنان لاحظّ فیھما عندالعطاس والذبح ۔

یعنی دو مقام میں میرا کوئی حصہ نہیں چھینک اور ذبح کے وقت۔

(مصنف فرماتے ہیں) چھینک کے وقت درود پڑھنے کی بحث میں عنقریب اس حدیث کا مطلب بیان ہوگا۔ نیز یہ حدیث صحیح نہیں اس کی سند میں ایک راوی متھم بالوضع ہے اور ابہام کے دعویٰ کو اس بناء پر رد کر دیا گیا ہے کہ ابہام تو تب پیدا ہوتا ہے جب بسم اللہ واسم محمد پڑھا جاتا۔ اس طرح پڑھنا بالاتفاق غیر مشروع ہے۔ بخلاف بســـم اللہ **صلی اللہ علی رسولہ** پڑھنے کے کہ اس میں یقیناً کوئی ابہام نہیں۔ حدیث سے استدلال اس کی صحت پر موقوف ہے اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کو غیر مشروع

طریقہ کے ساتھ ذکر کرنے پر محمول کرنا ممکن ہے۔ جیسے کہ ہم نے غیر مشروع طریقہ کے ساتھ ذکر کی مثال بیان کی ہے۔ لہٰذا ذبح کے وقت درود کی ممنوعیت پر اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔

15- بیع کے وقت درود پڑھنا:

خرید وفروخت کے وقت درود پڑھنا چاہیے جیسے کہ الانوار وغیرہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے اور کل امر ذی بال والی حدیث کا عموم بھی اس کی دلیل بنتا ہے۔

16- وصیت لکھنے کے وقت درود پڑھنا:

بعض علماء کے نزدیک وصیت لکھنے کے وقت درود پڑھنا مشروع ہے۔ اس پر یہ دلیل دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت میں یہ لکھنے کا حکم دیا تھا:

هـذا مـا اوصى به نفيع يعني اسمه وهو يشهد ان لا اله الا الله وان محمداً صلى الله عليه وسلم نبيّه .

(مصنف فرماتے ہیں) اس میں وصیت لکھنے کے وقت درود پڑھنے پر کوئی دلیل نہیں۔ میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت درود پڑھنے کے متعلق جو بات گزری ہے یہ اسی کی نظیر ہے یعنی یہاں پر درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی وجہ سے پڑھا گیا ہے۔

17- نکاح کے خطبہ میں درود پڑھنا:

الاذکار وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ الاية کے تحت فرمایا کہ تم اپنی نمازوں اور اپنی مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء کرو اور ہر مقام پر اور عورتوں کا رشتہ طلب کرتے وقت درود پڑھنے کو مت بھولو۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز

رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی ایک خاتون کے نکاح میں ایسا ہی عمل کیا تھا۔

18- صبح وشام اور سونے کے وقت درود پڑھنا اور جس کو نیند کم آتی ہو اسے درود کا ورد کرنا چاہیے:

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

من صلّی علیّ مائة صلاة حین یصلّی الصبح قبل ان یتکلّم قضی اللہ تعالیٰ له مائة حاجة یعجلّ له منها ثلاثین ویدّخرله سبعین وفی المغرب ذالك ۔

جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے صبح کی نماز ادا کرنے کے وقت کلام کرنے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا جن میں سے تیس دنیا میں پوری کرے گا اور ستر اس کی آخرت کے لیے ذخیرہ فرمائے گا اور مغرب کے وقت بھی ایسا کرے۔

اور نہایت غریب سند کے ساتھ مروی ہے جس کے بعض رواۃ میں کلام کیا گیا ہے۔

من اوی الی فراشه ثم قرء تبارك الملك ۔ ثم قال اللّٰهم رب الحل والحرم ورب الرکن والمقام ورب المشعر الحرام بکل ایة انزلتها فی شهر رمضان بلّغ روح محمّد تحیة وسلاماً اربع مرات وکلّ به اللہ ملکین حتی یاتیا محمداً فیقولان له ان فلان بن فلان یقرء علیك السلام ورحمة اللہ وبرکاتهٗ فاقول علی فلان بن فلان منی السلام ورحمة اللہ وبرکاتهٗ ۔

جو اپنے بستر پر آئے اور پھر سورۃ الملک پڑھے اور اس کے بعد کہے۔ اے اللہ۔ اے حل وحرم کے مالک اور رکن ومقام کے مالک اور مشعر حرام کے

مالک بطفیل ہر اس آیت کے جو تو نے رمضان کے مہینے میں اتاری روح محمد کو سلام پہنچا۔ جو یہ کلمات چار مرتبہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے حتیٰ کہ وہ فرشتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور: فلاں بن فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کی دُعا کرتا ہے تو میں کہتا ہوں میری طرف سے فلاں بن فلاں کو سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہو۔

بعض علماء کرام نے اس شخص کے لیے جسے نیند کم آتی ہے یہ ورد بتایا ہے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو اس آیت کریمہ کی تلاوت کرے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اور روایت ہے۔

من صلّی علیّ مساء غفر له قبل ان یّصبح ومن صلّ علیّ صباحاً غفر له قبل ان یمسی ۔

جو شام کے وقت مجھ پر درود پڑھے گا وہ صبح کرنے سے پہلے بخشا جائے گی اور جو مجھ پر صبح کے وقت درود پڑھے وہ شام سے پہلے بخشا جائے گا۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں مجھے اس کی اصل سے آگاہی نہیں۔

19-بوقتِ سفر درود پڑھنا:

جیسا کہ امام نووی کے الاذکار میں ہے۔ وہ فرماتے ہیں مسافر اپنی دعا کی ابتداء وانتہاء اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے ساتھ کرے۔ اس پر ''کُلّ امرٍ ذی بالٍ'' کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

20-سوار ہوتے وقت درود پڑھنا:

امام طبرانی نے تخریج کی ہے۔

انه صلى الله عليه وسلم قال من قال اذا ركب دابة بسم الله الّذى لايضرّ مع اسمه شىء سبحان من ليس له سميّ سبحان الّذى سخّرلنا هذا وماكنّاله مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون والحمدلله ربّ العالمين وصلى الله علىٰ محمد وعليه السلام قالت الدابة بارك الله عليك من مؤمن خففت من ظهرى واطعت ربك واحسنت الى نفسك بارك الله لك فى سفرك والنجح حاجتك .

جس نے سواری پر سوار ہوتے وقت یہ کہا اس ذات کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور اس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور اس کا کوئی مسمّیٰ نہیں پاک ہے وہ ذات جس نے مسخر کر دیا ہمارے لیے اس سواری کو ہم اس پر قدرت رکھنے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کے لیے ہیں درود و سلام ہو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ تو یہ دعا سن کر سواری کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے میری پیٹھ سے بوجھ ہلکا کیا۔ تو نے اپنے رب کی اطاعت کی تو نے اپنے نفس سے احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے سفر میں برکت رکھے اور تیری حاجت کو بامراد فرمائے۔

21-بازار اور دعوت میں حاضر ہونے کے وقت درود پڑھنا:

ایک جماعت نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ وہ کسی بھی دسترخوان میں تشریف رکھتے یا کسی بھی محفل ختنہ میں تشریف لے جاتے اور ایک روایت

میں ہے کسی بھی جنازہ میں شرکت فرماتے تو اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور اگر بازار کی طرف جاتے تو کسی غیر معروف جگہ پر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔

22- گھر میں داخل ہونے کے وقت اور محتاجی کے لاحق ہونے یا حاجت پیش آنے یا ان کے وقوع کے وقت درود پڑھنا:

ان مذکورہ امور کے وقت درود پڑھنے کے دلائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا محتاجی ومفلسی کو دور کر دیتا ہے کہ عنوان کے تحت گزر چکے ہیں۔

23-رسائل میں اور بسم اللہ شریف کے بعد درود لکھنا:

رسائل میں اور بسم اللہ شریف کے بعد درود لکھنا خلفاء راشدین کی سنت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض گورنروں کو لکھا تھا۔

بسم اللہ من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی طریفۃ بن حاجز سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الّذی لا الہ الا ھو واسالہ ان یصلّی علیٰ محمد امّا بعد......الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (یہ مکتوب) طریقہ بن حاجز کی طرف (ارسال) ہے۔تم پر سلام ہو۔ میں اُس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے تمہیں یہ مکتوب ارسال کر رہا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلاۃ نازل فرمائے اما بعد......الخ۔

بنو ہاشم کی ولایت کی ابتداء سے زمین کے ہر خطے پر مسلمانوں کا یہ عمل جاری رہا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔اور کچھ لوگ تو اپنے مکتوبات کا اختتام بھی درود شریف پر کرتے تھے۔یعنی مکتوبات کے آخر میں بھی درود لکھا کرتے تھے۔

مذکورہ تصریح اس قول کو رد کر دیتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ جس شخص نے سب سے پہلے مکتوبات ورسائل صادر کئے وہ ہارون الرشید ہے امام نووی کے الاذکار میں حماد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ

ان مكاتبة المسلمين كانت من فلان الى فلان: اما بعد سلام عليك فانى احمد اليك الله الّذى لا اله الّا هو واسأله ان يصلّى محمد وعلى على آلِ محمد . وان الزنادقة احدثوا المكاتبات الّتى اولها اطال الله بقاء ك .

مسلمانوں کی آپس میں خط وکتابت یوں ہوتی تھی۔ یہ مکتوب فلاں فلاں کی طرف سے فلاں کو ہے امابعد تم پر سلام ہو۔ پس میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ حضرت محمد پر رحمت نازل فرمائے مگر زندیقوں نے باہم خط وکتابت کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا جس کی ابتداء میں اطال اللہ بقاء ك کے الفاظ ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیری زندگی دراز فرمائے۔

24- دُکھ درد اور تکالیف ومصائب اور طاعون کے وقت درود پڑھنا:

اس کے متعلق احادیث اس موضوع کے تحت گزر چکی ہیں جس میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا دنیاوی واخروی مہمات ومشکلات میں کفایت کا سبب ہے۔ روایت میں ہے:

من عسر عليه شيء فليكثر من الصلاة عليّ فانها تحلّ العقد وتكشف الكرب .

جسے کوئی مشکل آئے وہ بکثرت مجھ پر درود پڑھے کیونکہ مجھ پر درود پڑھنا گرہ کشا اور کشف البلاء ہے۔

امام طبرانی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ

فرماتے ہیں میرے والد گرامی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی تو پہلے وضو فرماتے اور پھر دو رکعت نفل ادا کرتے اور نماز کے بعد یہ دعا مانگتے۔

اللّٰھم انت ثقتی فی کلّ کرب وانت رجائی فی کلّ شدة وانت لی فی کل امر نزل بی ثقة وعُدّة فکم من کرب قدر ضعیف عنه الفؤاد وثقل فیه الحیلة ویرغب عنه الصدیق ویشمت به العدد انزلته بك وشکوته الیك ففرجتِه وکشفته فانت صاحب کلّ حاجة وولیّ کلّ نعمة وانت الّذی حفظت الغلام بصلاح ابویه فاحفظنی بماحفظتهٗ به ولا تجعلنی فتنه للقوم الظالمین اللّٰھم اسئلك بکل اسم ھو لك سمّیته فی کتابك او علّمته احداً من خلقك اوا استأثرت به فی علم الغیب عندك اسئلك باسمك الاعظم الاعظم الاعظم الّذی اذا سئلت به کان حقا علیك اَن تجیب، اَن تصلّی علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد واسئالك ان تقضی حاجتی ویسأل حاجته۔

اے اللہ تو ہی ہر تکلیف میں میرا بھروسہ ہے اور سختی میں میری امید ہے اور مجھے پیش آنے والے ہر معاملہ میں تو ہی میرا بھروسہ اور تو ہی میرا سرمایۂ زیست ہے کتنی ایسی تکلیفیں آئیں جن سے دل ٹوٹ گئے اور اس میں حیلے بوجھل بن گئے دوست منہ موڑ گئے دشمن خوش ہوئے میں نے تجھ پر پیش کیں اور تجھ سے اس کی شکایت کی تو تُو نے اس تکلیف کو دور کر دیا تو ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے اور تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے اور تو وہ ہے جس نے والدین کی نیکی کی وجہ سے بچے کی حفاظت فرمائی۔ میری بھی حفاظت فرما اس کے ساتھ جس کے ساتھ اس کی حفاظت فرمائی۔ مجھے ظالم قوم کے لیے

آزمائش نہ بنا اے اللہ میں ہر اس اسم کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنے لیے کتاب میں ذکر فرمایا ہے یا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جس کو تو نے اپنے علم غیب میں خاص فرمایا ہے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس اسم اعظم کے طفیل جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو قبول فرمانا تجھ پر حق بن جاتا ہے۔ یہ کہ تو درود بھیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد پر اور میں سوال کرتا ہوں کہ تو میری ضرورت پوری فرما اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کرتے تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ درود شریف کے رفع طاعون کے لیے سبب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے اور طاعون اصل میں عذاب ہے اگرچہ مؤمنوں کے حق میں شہادت و رحمت ہے۔ رحمت اور عذاب دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں ہیں۔ اور یہ حدیث گزر چکی ہے تم سب سے زیادہ نجات پانے والا ہولنا کیوں میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ جب درود قیامت کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے تو طاعون جو دنیا کی مصیبت ہے اس کو بدرجہ اولیٰ دور کرے گا۔ اور فرماتے ہیں مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے طاعون اور دجال کے دخول سے محفوظ ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا طاعون کے دور کرنے کا سبب ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان حضرات کی مذکورہ دلیل کو اس بناء پر ردّ کر دیا گیا ہے کہ بات مؤمنین کے بارے میں ہو رہی ہے اور طاعون مؤمنین کے حق میں رحمت ہے جس میں کوئی عذاب نہیں۔ اور طاعون درحقیقت کوئی ہولنا کی نہیں اور مدینہ منورہ کا طاعون اور دجال کے دخول سے محفوظ ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس پر نص وارد ہے۔ دوسرے کسی مقام کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اس بارے میں قابل اعتماد چیز جسے میں نے شرح العباب اور شرح الارشاد وغیرہ میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ طاعون کے

لیے قنوت پڑھی جائے گی۔ اس بنا پر سابق استدلال واضح ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا اپنی امت کے لیے طاعون کی دعا فرمانا اس کے رفع کی دعا کے منافی نہیں تمہیں معلوم ہے کہ کفار کا مومنوں کو قتل کرنا شہادت اور رحمت ہے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے۔ اس کے باوجود کفار کے قتل سے پناہ مانگی جاتی ہے اور اس کے رفع کا سوال کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں نفوس کی موافقت نہیں پائی جاتی اور علماء اور بہادر لوگوں کے دنیا سے رخصت ہونے کی وجہ سے اسلام میں ضعف پیدا ہوتا ہے۔ پس طاعون اور کفار کے قتل میں سے ہر ایک میں اگرچہ خاص رحمت ہے لیکن ان میں عذابِ عام بھی ہے جو سب پر واضح ہے۔ اس بارے میں بہت سارے لوگوں کے جو اعتراضات تھے وہ ہماری اس مذکورہ تقریر سے رفع ہو گئے۔

خوفِ غرق کے وقت درود پڑھنا:

شیخ فاکھانی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی صالح انسان سے حکایت بیان کی کہ وہ ایک کھاری سمندر میں کشتی پر سوار سفر کر رہے تھے اچانک طوفان آ گیا کشتی ڈوبنے لگی انہیں غنودگی سی طاری ہو گئی اور نیند کا غلبہ ہو گیا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم کشتی میں سوار لوگوں کو بتا دو کہ وہ یہ درود ہزار مرتبہ پڑھیں۔

صلاۃ منجیہ:

اللّٰھم صلّ علٰی محمد صلاۃ تنجینا بھامن جمیع الاھوال والاٰفات وتقضی لنا بھا من جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیاٰت وترفعنا بھا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغیات فی الدنیا وبعدالممات ۔

اے اللہ درود نازل فرما ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود جس کی برکت سے تو ہمیں نجات دے تمام خوفوں اور آفتوں سے اور تو

اس کے طفیل ہماری تمام حاجتیں پوری فرما اور ہمیں اس کی برکت سے تمام گناہوں سے پاک فرما اور تو ہمیں اس کے باعث بلند کردے اعلیٰ درجات پر اور تو ہمیں اس کی برکت سے دنیا و آخرت کے تمام درجات کی انتہاء تک پہنچا۔

پس اس صالح شخص نے کشتی میں سوار سب لوگوں کو اپنا خواب بتایا۔ سب نے اس درود کو پڑھنا شروع کر دیا ابھی تین سو مرتبہ پڑھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مصیبت دور فرما دی۔ المجد اللغوی نے اپنی سند کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کیا ہے اور بعض سے اتنا اضافہ نقل کیا ہے کہ جو اس درود کو ہزار مرتبہ جس کسی مصیبت، مہم اور تکلیف کے رفع کے لیے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی وہ تکلیف دور فرمائے گا اور اس کی امید پوری فرمائے گا۔

دُعا کی ابتداء، درمیان اور آخر میں درود پڑھنا:

علماء کرام کا اجماع ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

اذا اراد احدکم ان یسأل اللہ شیأً فلیبدء بمدحه و الثناء علیه بما هو اهله ثم لیصلّ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم یسأل بعد فانه اجدر ان ینجح او یصیب ۔

جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کو طلب کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اس کی ایسی حمد و ثناء کرے جس کا وہ اہل ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اس کے بعد دعا مانگے اس طرح وہ کامیاب ہونے اور مقصد حاصل کرنے کے زیادہ قابل ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے:

اذا اراد احدکم ان یدعوا واحب ان یستجاب له فلیحمد اللہ

وَلْيُثْنِ عليه وليصل على النبى صلى الله عليه وسلم ثم ليدع بحاجته فانه احب ان يستجاب له ۔

جب تم میں سے کوئی دعا کرنا چاہے اور اپنی دعا کی مقبولیت پسند کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی ثناء بیان کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنی حاجت کی دعا مانگے۔ تاکہ وہ اپنی دعا کی مقبولیت کے لائق بن جائے۔

غریب سند کے ساتھ مروی ہے۔

لاتجعلونی کقدح الراکب قیل وماقدح الراکب؟ قال ان المسافر اذا فرغ من حاجته صبّ فی قدحه ماء فان کان له الیه حاجة توضأ منهُ او شربه والّا اجعلونی فی اوّل الدعا ووسطه و آخره ۔

مجھے قدحِ راکب کی طرح نہ سمجھو پوچھا گیا قدحِ راکب سے کیا مراد ہے؟ تو فرمایا جب مسافر اپنی حاجت سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے پیالے میں پانی ڈالتا ہے۔ اگر اسے اس کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس سے وضو کرتا ہے یا پی لیتا ہے اگر ضرورت پیش نہ آئے تو اسے انڈیل دیتا ہے۔ تم میرا ذکر دعا کی ابتداء، درمیان اور اس کے آخر میں کرو۔

پیالے کی طرح نہ بناؤ سے مراد یہ ہے کہ آپ کو ذکر میں مؤخر نہ رکھا جائے۔ مسافر پیالے کو سواری کے آخر میں لٹکا دیتا ہے اور اسے اپنے پیچھے رکھ دیتا ہے ایک روایت میں اھراقہ کی بجائے ھراقہ کا لفظ ہے اس کی ہا، ہمزہ سے بدلی ہے۔ اصل میں اراق ہے۔ اھراق میں بدل اور مبدل منہ دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔

امام نسائی وغیرہ نے تخریج فرمائی ہے۔

الدعاء کلّه محجوب حتی یکون اوله ثناء علی الله عزوجل

وصلاة علـى النبي صلى الله عليه وسلم ثم يدعوا فيستجاب لدعائه ۔

تمام دعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی ابتداء میں حمد الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

دیلمی نے تخریج فرمائی ہے۔

كل دعاء محجوب حتى يصلّ علَى النبي صلى الله عليه وسلم ۔

ہر دعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

اور دیلمی ہی نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ بھی تخریج کی ہے۔

الـدعـاء يـحجب من السماء ولا يصعد الى السماء من الدعا شـيء حتـى يـصـلّ عـلَى النبي صلى الله عليه وسلم فاذا صلّ علَى النبي صلى الله عليه وسلم صعدالى السماء ۔

دعا آسمان سے دور رکھی جاتی ہے اور آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

اور شفاء شریف میں یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے۔

الـدعاء والصلاة معلّق بين السماء والارض ولا يصعد الى الله عزوجل حتى يصلّ علَى النبي صلى الله عليه وسلم ۔

دعا و نماز آسمان و زمین کے مابین معلّق رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور باریاب نہیں ہوتیں حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

اس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث تقویت پہنچا رہی ہے جس کی سند میں ایک غیر معروف راوی ہے اور وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں جو چیز بیان کی گئی ہے وہ ان امور سے تعلق رکھتی ہے جن میں اپنی رائے سے کچھ نہیں

کہا جا سکتا ہے۔

ذکر لی ان الدعاء یکون بین السماء والارض لایصعد منهٗ شیء حتی یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ۔

(مجھے بتایا گیا ہے کہ دُعا آسمان وزمین کے درمیان رہتی ہے کوئی چیز بھی اوپر کو نہیں جاتی حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ایسی سند کے ساتھ مروی ہے جس کے ایک راوی کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

مامن دعاء الّا بینه وبین السماء حجاب حتی یصلّی علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد فاذا فعل ذالك انخرق ذالك الحجاب ودخل الدعاء واذالم یفعل رجع الدعاء ۔

ہر دعا اور آسمان کے درمیان پردہ رہتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد پر درود پڑھا جائے۔ جب درود پڑھا جاتا ہے تو وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا آسمان میں داخل ہو جاتی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو دعا واپس لوٹ آتی ہے۔

اسی حدیث کو بعض دیگر محدثین نے اختصار کے ساتھ موقوفا روایت کیا ہے۔

کلّ دعاء محجوب حتی یصلّی علٰی محمد و آلِ محمد ۔

ہر دعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد پر درود پڑھا جائے۔

مصنف فرماتے ہیں موقوف روایت زیادہ معتبر ہے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بھی مرفوع حدیث ثابت نہیں۔

دعاء کے ارکان:

حضرت عطاء سے منقول ہے کہ دعا کے ارکان یہ چیزیں ہیں حضور قلب، وقت،

عاجزی، خشوع اور دل کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق اور اسباب سے انقطاع۔ اور دعا کے پُر صدق واخلاص ہیں اور اس کی ایجابت کے اوقات۔ اوقاتِ سحر ہیں اور اس کے اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔

27- کانوں کے آواز دینے کے وقت درود پڑھنا:

ایک جماعت نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کی ہے۔

اذا طنّت اذن احدکم فلیصلّ علیّ ولیقل ذکر اللہ بخیر من ذکرنی بیخیر .

جب تم میں سے کسی کا کان آواز دینے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور یہ کہے کہ جس نے مجھے اچھائی کے ساتھ یاد کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھائی کے ساتھ یاد رکھے۔

اور ایک روایت میں ہے:

فلیذکرنی ولیصلّ علیّ .

اسے چاہیے کہ مجھے یاد کرے اور مجھ پر درود پڑھے۔

ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ کا اپنی صحیح میں اس حدیث کو تخریج کرنا باعثِ تعجب ہے کیونکہ اس کی سند غریب ہے بلکہ عقیلی نے فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

28- پاؤں سن ہونے کے وقت درود پڑھنا:

حضرت عمر، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تینوں سے منقول ہے کہ

ان رجلہ خدرت فقال لہ آخر اذکر احب الناس الیك فقال الاوّل یا محمّد صلی اللہ علیك والثانی یا محمد والثالث محمد صلی اللہ علیہ وسلم فذھب خدرہٗ .

ان کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے دوسرے نے کہا اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کرو۔ حضرت عمر نے کہا یا محمد صلی اللہ علیک اور حضرت ابن عمر نے کہا یا محمد اور حضرت ابن عباس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پاؤں کا سن ہونا ختم ہو گیا۔

29- چھینک کے وقت درود پڑھنا:

چھینک کے وقت درود پڑھنے کو علماء کی ایک جماعت نے مستحب کہا ہے۔ ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

من عطس فقال الحمدللہ علی کلّ ماکان من حال وصلّٰی علٰی محمد وعلٰی اهل بیته اخرج من منخره الایسر طائراً یقول اللّٰھم اغفر لقائلها ۔

جسے چھینک آئے اور وہ **الحمدللہ علی کل ماکان من حال وصلی اللہ علٰی محمد وعلٰی اهل بیته** ۔ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکالتا ہے جو کہتا ہے۔ اے اللہ ایسا کہنے والے کی مغفرت فرما ایک اور روایت میں ہے جس کی سند میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے کہ اس کے ایک راوی کو بہت سارے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن امام مسلم نے اس کی متابع تخریج فرمائی ہے۔

طیراً اکبر من الذباب واضعف من الجراد یرفرف تحت العرش یقول اللّٰھم اغفر لقائلها ۔

وہ پرندہ مکھی سے بڑا اور مکڑی سے کمزور عرش کے نیچے پھڑ پھڑاتا رہتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ ایسا کہنے والے کی مغفرت فرما۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ چھینک کے وقت درود پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔ اور اس کے برعکس آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص نے چھینک کے وقت **الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیه**

وسلم کہا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح نہیں بتایا۔
امام بیہقی نے پہلی حدیث کو ترجیح دی ہے اور دیگر محدثین نے فرمایا ہے کہ دوسری حدیث کی سند ضعیف ہے اگرچہ امام حاکم نے اسے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے۔

اور کچھ علماء کرام فرماتے ہیں چھینک کے وقت درود شریف پڑھنا مسنون نہیں کہ حدیث پاک میں ہے۔

لاتذکرونی فی ثلاث مواطن عندالعطاس وعندالذبیحة وعند التعجب ۔

تین مقامات میں میرا ذکر نہ کرو۔ چھینک کے وقت، ذبح کے وقت اور تعجب کے وقت۔

ایک روایت میں تعجب کی جگہ تسمیہ طعام کا ذکر ہے۔

اس حدیث میں ان علماء کی کوئی دلیل نہیں بنتی کیونکہ یہ صحیح حدیث نہیں بلکہ اس کی سند میں متھم بالوضع راوی ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

موطنان لایذکر فیھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند العطاس والذبیحة ۔

دو مقام ایسے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا جائے۔
چھینک کے وقت اور ذبح کے وقت۔
لیکن یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔

تنبیہ:

علماء کرام کی ایک جماعت نے فرمایا ہے کہ کچھ مقامات ایسے ہیں جن میں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جانا چاہیے۔ ان میں سے چند مقامات یہ ہیں کھانا، پینا، جماع کرنا اور چھینک مارنا۔ اور اسی طرح وہ مقامات جہاں درود پڑھنے کے متعلق سنت وارد نہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) چھینک کے وقت نہ پڑھنے کا رد تو تمہیں معلوم ہو گیا ہے۔ اور باقی مقامات میں درود نہ پڑھنے کا رد کل امر ذی بال والی حدیث سے ہو جاتا ہے۔

فائدہ:

سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے تعجب کے وقت درود پڑھنے کو پسند نہیں کیا اور الحلیمی فرماتے ہیں ہمارے بعض ائمہ نے تعجب کے وقت درود پڑھنے کو سبحان اللہ لاالہ الا اللہ کے پڑھنے کی طرح ناپسند نہیں سمجھتے کیونکہ نادر و عجیب وغیرہ چیزوں کو معرض وجود میں لانے والا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپسندیدہ اور مضحکہ خیز امر کے وقت درود پڑھے اور اس کے بارے میں یہ معلوم بھی ہو جائے کہ اس نے درود پڑھنے کو عجب بنا لیا ہے اور اس سے اجتناب نہیں کیا تو مجھے اس کے کفر میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔

القونوی نے الحلیمی کے اس قول پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کفر کا فتویٰ دینے کے لیے ایک زائد قید کا ہونا ضروری ہے بسا اوقات متکلم کا مضمونِ کلام اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ زائد قید یہ ہے کہ ناپسندیدہ یا مضحکہ خیز چیز کے پاس درود کو ناپسندیدگی یا ہنسی بنانے کے ارادہ سے ذکر کیا جائے تو اس حالت میں وہ شخص کافر ہو جائے گا جیسا کہ ظاہر ہے۔

علماء حنفیہ میں سے علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل حرام کے وقت یا سامان کو فروخت کے لیے پیش کرنے کے وقت یا سامان کو فروخت ــ یے کھولنے کے وقت تسبیح وتکبیر پڑھنے کی حرمت کی طرح تعجب کے وقت درود پڑھنے کی حرمت کا جزم فرمایا ہے اور غصہ کے وقت کسی کو بھی درود پڑھنے کا نہ کہا جائے کہ اس بات کا خوف ہے کہ کہیں غصہ اس کو کفر پر نہ اُکسائے۔ اس قول کو علامہ نووی نے الاذکار میں نقل فرما کر ثابت رکھا ہے۔

30- بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنے اور بھولنے کے خوف کے وقت درود پڑھنا:

ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

اذانسیتم شیأً فیصلّوا علیّ تذکروا ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو۔ انشاءاللہ یاد آ جائے گی۔

اور ضعیف مرسل سند کے ساتھ مروی ہے۔

من اراد ان یحدث فنسیہ فلیصل علیّ فان فی صلاتہ علیّ خلفاً من حدیثہ وعسی ان یذکرہ ۔

جو کسی بات کو بیان کرنے کا ارادہ کرے اور بھول جائے تو اس کو مجھ پر درود پڑھنا چاہیے بے شک اس کا مجھ پر درود پڑھنا اس کے قائم مقام ہوگا اور امید ہے کہ اس کو اپنی بھولی ہوئی چیز یاد آ جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند منقطع کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

من خاف علی نفسہ النسیان فلیکثر الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

جسے بھولنے کا اندیشہ ہو وہ بکثرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

31- کسی چیز کو عمدہ سمجھنے کے وقت درود پڑھنا:

اس مقام پر درود پڑھنے کا ذکر ابن ابی حجلۃ نے کیا ہے۔ لیکن تعجب کے وقت درود پڑھنے کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ اس کو ردّ کرتا ہے۔

32- مولی کھانے کے وقت درود پڑھنا:

دیلمی نے تخریج کی ہے۔

اذا اکلتم الفجل واردتم انّ لاّیوجد لہ ریح فاذکرونی عند اوّل قضمۃ

اگر تم مولی کھاؤ اور تم یہ چاہتے ہو کہ اس کی بُو منہ میں نہ رہے تو پہلا لقمہ کھاتے ہی مجھے یاد کرو۔

یہ حدیث بطور مرفوع صحیح نہیں۔ زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ ابن المسیب کے کلام کا حصہ ہے۔

33- گدھے کی آواز سننے کے وقت درود پڑھنا:

ابن السنی اور امام طبرانی نے تخریج کی ہے۔

لاینهق الحمار حتی یری شیطانا او یتمثل له شیطان فاذا کان ذالك فاذکروا الله وصلّوا علیّ ۔

گدھا نہیں ہینکتا حتیٰ کہ شیطان دیکھ کے یا شیطان کی مثل دیکھ کے۔ جب ایسا معاملہ ہو تو تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔

(مصنف فرماتے ہیں) اسی لیے ایسے وقت میں تعوذ پڑھنا مسنون ہے کہ حدیث میں ہے۔

لمایخشی من شرّ ذالك الشیطن وشر وسوسته فلیجأ الی الله فی دفعه متوسلا الیه بالصلاة علی نبیه صلی الله علیه وسلم ۔

جب شیطان کے شر اور اس کے وسوسہ کے شر کا ڈر ہو تو اس کو دور کرنے کے لیے اللہ کے نبی پر درود پڑھنے کے ساتھ توسل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ لی جائے۔

34- ارتکابِ گناہ کے بعد درود پڑھنا:

گناہ کے ارتکاب کے بعد درود پڑھنا چاہیے تاکہ وہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے۔ جیسے کہ درود کے کفارۂ ذنوب ہونے کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے اور اس مقام پر یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ درود کا پڑھنا زکاۃ ہے اور زکاۃ نمو، برکت اور طہارت کو متضمن ہے اور کفارۂ گناہ کو مٹانے کو متضمن ہے اور دونوں کے ضمن میں یہ مفہوم نکلتا ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا نفس کو رذائل سے پاک کرنا ہے اور اس کے نمودِ کمال میں اضافہ کرتا ہے اور نفس کا کمال انہیں دو امروں پر منحصر ہے۔ پس اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ نفس کا کمال بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور درود پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ کی متابعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے مقدم سمجھنے کے لوازمات میں سے ہے۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم تسلیمًا کثیرًا دائماً ابداً ۔

35-حاجت پیش آنے کے وقت درود پڑھنا:

اس کے متعلق ایک حدیث صبح وشام درود پڑھنے کے موضوع کے تحت ذکر ہو چکی ہے۔ ایک اور حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا محتاجی و مفلسی کو دور کرنے کا سبب ہے کے موضوع کے تحت گزری ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بارہ رکعات نفل پڑھنے کی کیفیت منقول ہے کہ تشہد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر...... کہے اور سجدہ کرے اور سجدہ میں سورۂ فاتحہ سات بار اور آیت الکرسی سات بار اور لا الٰه الّا اللّٰه وحده لاشريك لهٗ له الملك وله الحمد وهو علىٰ كلّ شيء قدير دس بار پڑھے اور اس کے بعد یہ کلمات پڑھے۔

اللّٰهم انى اسئلك بمعاقد العزّمن عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الاعظم وجدك الاعلىٰ وكلماتك التامة ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اسباب کے طفیل جن کی وجہ سے تو نے اپنے عرش کو عزت بخشی ہے اور تیری کتاب کی آیات رحمت کے طفیل اور تیرے اسم اعظم کے طفیل اور تیری بلند بزرگی کے طفیل اور تیرے کلمات تامہ کے طفیل۔

اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں، بائیں سلام پھیر دے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس کی سند غیر معتبر ہے اور اس کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور اسی کو حضرت ابو ہریرۃ کی حدیث سے ابن جریج کی سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے مگر اس کے بھی سارے طرق غیر معتبر ہیں خاص کر یہ رکوع وسجود میں قرأت کی صحیح نہی کے معارض ہے اور اس میں تشہد اور سلام کے درمیان بغیر کسی سہو کے سجدہ ہے اور بغیر سہو کے تشہد وسلام کے درمیان سجدہ کرنا مبطل نماز ہے۔

''معاقد العرش'' کا مطلب ایسے ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے **عقدت هذا الامر بفلان** میں نے یہ معاملہ فلاں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے کیونکہ وہ امانتدار، جاننے والا اور قوت والا ہے۔ پس امانت، علم اور قوت اس کے ساتھ معاملہ کو وابستہ کرنے کے اسباب ہیں۔ پس اس کا مطلب ہوگا کہ میں اُن اسباب کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں جن کی وجہ سے تو نے اپنے عرش کو عزت بخشی ہے حتیٰ کہ تو نے اپنے ارشاد میں ''**العرش العظیم ۔ العرش الکریم** اور **العرش المجید**'' کے ساتھ اس کی تعریف فرمائی ہے۔

(**منتهی الرحمة من کتابك**) اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور بندوں پر بکثرت مہربانیوں کا ذکر ہے۔ یا اس سے مراد وہ آیات ہیں جو اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والے کے لیے رحمت کا موجب ہیں۔ یہ مطلب المدینی نے ذکر کیا ہے۔

نماز حاجت:

ایک روایت میں ہے جسے اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثناء کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے۔

لاالٰه الا الله الحلیم الکریم سبحان الله رب العرش الکریم والحمدلله رب العالمین أسالك موجبات رحمتك وعزائم

مغفرتك والغنيمة من كلّ برّ والسلامة من كل ذنب ولا تَدَعْ لي ذنباً الا غفرته ولاهماً الّا فرجته ولا حاجة هي لك رضاً الا قضيتها يا ارحم الراحمين ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو بڑا بردبار کرم کرنے والا ہے اور پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا تیری رحمت کو واجب کرنے والے اسباب کا اور تیری مغفرت کو پختہ کر دینے والی خصلتوں کا اور ہر گناہ سے حفاظت اور ہر نیکی کی نعمت کا اور نافرمانی سے سلامتی کا۔ اے اللہ میرے کسی گناہ کو بخشے بغیر مت چھوڑ۔ اور میری کسی پریشانی کو بغیر دور کیے مت چھوڑ اور میری کسی حاجت کو جو تیری رضا کے مطابق ہو بغیر پوری کیے مت چھوڑ یاارحم الراحمین۔

اس حدیث کو ترمذی، ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ غریب ہے۔ اس کی سند میں کلام ہے کہ اس کا فائد نامی راوی ضعیف ہے ابن الجوزی کا اسے موضوعات میں ذکر نا مردود ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں فائد کی حدیث مستقیم ہے مگر امام بخاری و امام مسلم نے اسے تخریج نہیں کی میں نے اس کو بطور شاہد تخریج کیا ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں فائد ضعیف ہونے کے باوجود اس کی حدیث لکھی جاتی ہے بہر حال یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں اسے لکھا جائے گا۔ لیکن اس کا موضوع ہونا ہمیں تسلیم نہیں۔

ضعیف سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

جسے کوئی حاجت پیش آئے اسے چاہیے کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نفل ادا کرے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اٰمن الرسول سے آخر سورۃ تک پڑھے۔ پھر تشہد بیٹھے اور سلام پھیر دے

اوراس کے بعد یہ دعا مانگے۔

اللّٰھم یامونس کل وحید ویاصاحب کل فرید ویاقریباً غیر بعید ویاشاھدا غیر غائب ویا غالباً غیر مغلوب یاحی یاقیوم یا ذاالجلال والاکرام یا بدیع السمٰوت والارض اسئلك باسمك الرحمٰن الرحیم الحی القیوم الّذی عنت له الوجوہ وخشعت له الاصوات ووجلت القلوب من خشیته ان تصلّی علٰی محمد وعلٰی آلِ محمد وان تفعل بی کذا۔

اے اللہ ہر تنہا کے مونس اور ہر نفیس چیز کے مالک اے قریب جو دور نہیں اے شاہد جو غائب نہیں اور اے غالب جس پر غلبہ نہیں کیا جاتا۔ اے زندہ دوسروں کو زندہ کرنے والے۔ اے بزرگی وبخشش والے اور اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بطفیل تیرے اسم رحمٰن ورحیم، حی وقیوم کے۔ جس کے سامنے چہرے جھک گئے۔ اور آوازیں پست ہوگئیں اور دل جس کی ہیبت سے کانپنے لگے کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمد پر اور کہہ میرے ساتھ یہ معاملہ فرما۔ تو اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔

نہایت ضعیف سند والی روایت میں ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ایک دوسری کیفیت بتائی ہے جو سابقہ کیفیت سے مختلف ہے۔

اس کے شدت ضعف کی وجہ سے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور اس میں تشہد وسلام کے درمیان بغیر سہو کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے حالانکہ ایسا کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے ایک روایت جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے اس میں ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو اور وہ بدھ، جمعرات اور

جمعہ کا روزہ رکھے جب جمعہ کا دن ہو تو صاف ستھرا ہو کر مسجد کی طرف جا کے صدقہ کرے خواہ کم ہو یا زیادہ جب نماز جمعہ ادا کر چکے تو یہ دعا مانگے۔

اللّٰھم انی اسئلك باسمك وبسم الله الرحمن الرحیم الّذی لا اله الا ھو عالم الغیب والشھادة الرحمن الرحیم اسئلك باسمك بسم الله الرحمٰن الرحیم الّذی لا اله الا ھو الحی القیوم الّذی تاخذه سِنة ولانوم ۔ الّذی ملات عظمته السموٰت والارض واسئلك باسمك بسم الله الرحمن الرحیم الّذی لا اله الّا ھوالّذی عنت له الوجوه وه خشعت له الا صوات ووجلت القلوب من خشیته ان تصلّی علٰی محمد صلی الله علیه وسلم وتقضی حاجتی وھی كذا وكذا فانه یستجاب له ان شاء الله تعالیٰ ۔

اور اس کے بعد اپنی حاجت کا اظہار کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول ہوگی اور ابن عمر نے فرمایا یہ احمقوں کو نہ سکھاؤ تا کہ وہ اس کے ذریعہ گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کریں۔

محدثین کی ایک کثیر تعداد نے یہ حدیث تخریج کی ہے ان میں امام ترمذی بھی شامل ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام حاکم نے فرمایا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اس حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کے لیے آتا رہتا تھا۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ التفات نہ فرماتے تھے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس بات کی شکایت کی تو حضرت عثمان بن حنیف نے اسے فرمایا وضو کر اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر اور پھر یوں دعا مانگ۔

اللّٰھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد صلی الله علیه

وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیقضی لی حاجتی ۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے۔

اور فرمایا اس دعا کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کرو اور اس کے بعد جا کر حضرت عثمان کے پاس اپنی حاجت پیش کرو۔ وہ آدمی چلا گیا اسی طرح کیا جیسے حضرت عثمان بن حنیف نے اسے بتایا تھا پھر وہ شخص حضرت عثمان کے دروازے پر آیا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی کے پاس لے آیا۔ تو حضرت عثمان نے اس کو اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور فرمایا اپنی حاجت بیان کرو اس نے حضرت عثمان سے اپنی حاجت کا تذکرہ کیا تو حضرت عثمان نے اس کو پورا کر دیا پھر فرمایا اس سے پہلے میں تیری حاجت سمجھا ہی نہیں تھا۔ اب جو کام ہو بتا دینا۔ پھر وہی شخص حضرت عثمان کے ہاں سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف کے پاس آیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے پہلے تو وہ میری طرف توجہ ہی نہیں فرماتے تھے۔ مگر اب جبکہ تم نے اس کے ساتھ گفتگو فرمائی (تو انہوں نے میری طرف توجہ فرمائی اور میری حاجت پوری فرمائی) تو حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی نہ انہوں نے میرے ساتھ کوئی بات فرمائی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک نابینا آدمی آپ کی خدمت میں آیا اور اپنی بینائی ختم ہونے کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ لوٹا لاؤ، وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو پھر یہ دعا پڑھو۔

اللّٰھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیجلی لی بصری اللّٰھم شفعه فیّ

وشفعنی فی نفسی ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں تیرے نبی نبی رحمت کے وسیلہ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ میرے لیے میری بصارت روشن فرما دے اور اے اللہ ان کی میرے حق میں شفاعت قبول فرما اور میری شفاعت میری اپنی ذات کے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ابھی ہم مجلس میں موجود گفتگو کر رہے تھے کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کر کے آیا تو یوں محسوس ہوتا کہ اسے تو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ یہ واقعہ اگرچہ کتاب کے موضوع سے متعلق نہیں مگر میں نے اسے استرداد بیان کیا ہے۔

احیاء العلوم میں مرفوعاً روایت ہے۔

اذا سـئـالتـم اللہ حاجة فابدء وا بالصلاة علیّ فان اللہ اکرم من ان یسأل حاجتین فیقضی احداهما ویرد الاخریٰ ۔

جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگو تو مجھ پر درود پڑھنے کے ساتھ ابتداء کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں تو ایک کو قبول کرے اور دوسری کو رد فرما دے۔

معروف ہے کہ یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ شاید ابو سلیمان دارانی نے ان سے ان ہی کا قول اخذ کیا ہو کہ

اذا اردت ان تسأل اللہ حـاجة فصلّ علی سیدنا محمد صلی اللہ عـلیـه وسـلـم ثم سل حاجتك ثم صلّ علیه صلی اللہ علیه وسـلـم فان الصلاة مقبولة واللہ اکرم ان من ان یسأل حاجتین فیقضی احداهما ویرد الاخریٰ ۔

جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنے کا ارادہ کرو تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور پھر اپنی حاجت مانگو اور آخر میں پھر درود پڑھو اللہ تعالیٰ درود قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید ہے کہ وہ دو درودوں کے درمیان جو چیز ہے اس کو چھوڑ دے۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ بیان کیا ہے جو انہیں منصور کے ساتھ پیش آیا اور منصور سے خلاف قیاس ایک ایسی دعا کے وسیلہ سے آپ کی نجات ہوئی جو آپ نے مانگی تھی۔ اور اس دعا کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن اس کی سند نہایت ضعیف ہے۔

ربیع الانوار میں ہے کہ ایک شخص عبدالملک سے نہایت خوفزدہ تھا حتیٰ کہ اسے کہیں سکون نہیں ملتا تھا ایک دفعہ عالم اضطراب میں اسے غائب سے آواز آئی تو یہ سات کلمات کیوں نہیں پڑھتا اس نے پوچھا وہ سات کلمات کون سے ہیں تو ہاتف غیبی نے کہا وہ یہ ہیں۔

سبحان الواحد الّذی لیس غیرہ الہ سبحان الدائم الّذی لانفاد لہ سبحان القدیم الّذی لاندّلہ ۔ سبحان الّذی یحیی ویمیت سبحان الّذی ھو کل یوم فی شأن سبحان الّذی یخلق مایریٰ ومالا یریٰ ۔ سبحان الّذی علم کل شیء بغیر تعلیم ۔ اللّھم انی اسئلك بحق ھؤلاء الکلمات وحرمتھن ان تصلّ علٰی سیدنا محمد وان تفعل بی کذا ۔

پاک ہے وہ ذات وحدہ لاشریک لہٗ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے وہ دائم جس کے لیے کوئی اختتام نہیں۔ پاک ہے وہ قدیم جس کا کوئی شریک نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کو کسی کے سکھلائے بغیر ہر چیز کا علم ہے۔ اے اللہ تجھ سے ان کلمات

اور ان کی حرمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور میری یہ حاجت پوری فرما۔

ابن طولون نے ایک آدمی کی گردن زنی کا حکم دیا۔ اس نے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت مانگی تو اسے اجازت دے دی گئی۔ اس نے نماز ادا کی اور پھر آسمان کی طرف اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے ان کلمات کو پڑھتے ہوئے سنا گیا۔

یا لطیف فیما یشاء یافعال لما یرید صلّ علی سیدنا محمد وآلہٖ والطف بی فی ھذہ الساعۃ وخلّصنی من یدیہ۔

اے جس پر چاہے مہربانی فرمانے والے۔ اے جس کا ارادہ کرے اسے کر گزرنے والے درود بھیج ہمارے آقا محمد اور ان کی آل پر اور اس لمحہ مجھ پر مہربانی فرما اور مجھے اس کے ہاتھوں سے نجات عطا فرما۔

اس دعا کے بعد وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ تلاش کیا گیا تو وہ نہ ملا۔ اور اس مقام میں نہ تھا جہاں اسے رکھا گیا تھا۔ اس واقعہ کا جب ابن طولون سے تذکرہ کیا گیا تو اس نے جلاد سے کہا تم سچ کہتے ہو یہ دعا مقبول ہے۔

اس باب سے متعلق حضرت ابن عباس وغیرہ کے آثار باقی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو اپنا وسیلہ بنایا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے اور اس کی مراد برآئی ہے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاہِ رفیع اور جود وسیع کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیع مرتبہ اور وسیع جود کے مالک کیونکر نہ ہوں گے؟ آپ ہی کے توسل کی برکت سے نابینا صحت یاب ہو گیا یہ آپ کے معجزات میں سے عظیم معجزہ ہے۔ بلکہ آپ کے جاہ و مرتبہ کے ساتھ توسل کرنے والوں کی دعاؤں کی مقبولیت بے شمار و بے انتہا معجزات پر مشتمل ہے اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہِ اعظم اور آپ کے قرب اکمل وافخم کے واسطے سے توسل کرتے ہیں تو ہمیں ان تمام بھلائیوں سے نواز جنہیں ہم پسند کرتے ہیں

بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔

36-ہر حال میں درود پڑھنا:

تیسری فصل میں بہت ساری احادیث ذکر ہوئی ہیں جو ہر حال میں درود پڑھنے پر دلالت کر رہی ہیں۔

اور ابھی قریب ہی گزرا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کسی محفل یا دسترخوان پر تشریف رکھتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔

حکایت:

حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک آدمی حج کر رہا تھا اور حج کے تمام مواقف واعمال میں بکثرت درود پڑھ رہا تھا۔ اسے کہا گیا کہ تم ماثورہ دعا کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ تو اس نے معذرت کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ حج کرنے نکلا تھا۔ بصرہ پہنچ کر اس کا والد وفات پا گیا۔ اس نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو وہ گدھے کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو بڑا پریشان ہوا اس پریشانی کے عالم میں اسے اونگھ آ گئی۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے چمٹ گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے میرے والد سے پیش آنے والے واقعہ کی خبر دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص سود کھاتا تھا۔ اور سود کھانے والے کو دنیا و آخرت میں ایسی حالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ شخص ہر رات سونے سے پہلے مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا تھا۔ جب اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کرنے والے فرشتے نے اس کی خبر دی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ نیند سے بیدار ہو گیا اور اپنے والد کے چہرے کو دیکھا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر اس کو دفن کرنے کے بعد نیند اور بیداری کی بین بین حالت میں تھا کہ ہاتف غیبی کو آواز دیتے ہوئے

دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ تیرے والد پر اس عنایت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس کے بعد قسم اٹھائی کہ میں کسی بھی حالت اور کسی بھی وقت درود کو ترک نہ کروں گا۔

اس کی مانند ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص بکثرت درود پڑھا کرتا تھا اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ وہ ایک دفعہ حج کرنے کے لیے اپنے والد کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا اور راستے میں کسی جگہ ہم سو گئے اور اسی حالت میں مجھے ایک کہنے والا کہہ رہا ہے اٹھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اٹھا اور پریشانی کے عالم میں میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ مردہ تھا اور چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔ اور میری آنکھ بند ہو گئی اچانک میں نے دیکھا کہ چار آدمی ہاتھوں میں گرز لیے ہوئے میرے باپ کو گھیرے ہوئے ہیں فوراً ایک خوبصورت چہرے والا شخص آیا اور اُس نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور پھر میرے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا اور میرے پاس آیا اور کہا اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ و سفید کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کون ہیں؟ تو فرمایا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پھر میں نے اپنے باپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ بالکل سفید تھا۔ میں نے اس کو دفن کیا اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ترک نہیں کیا۔

اس طرح کی حکایت حضرت سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے ایک حاجی کو دیکھا کہ وہ کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہا تھا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا یہ جگہ تو اللہ تعالیٰ کی ثناء کے لیے ہے تو اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر میں تھا میرا بھائی فوت ہو گیا میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اس واقعہ نے مجھے مغموم کر دیا اسی عالم میں اچانک ایک شخص داخل ہو گیا اس کا چہرہ

گویا وہ روشن سورج تھا۔ اس نے میرے بھائی کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا پھر اس کے اوپر ہاتھ پھیرا تو اس کی سیاہی زائل ہوگئی وہ چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگیا۔ یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوا اور میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہ فرشتہ ہوں جو ہر اس شخص پر مقرر کیا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں۔ تیرا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھتا تھا اس سے کوئی غلطی صادر ہوگئی تھی جس کی سزا اسے چہرہ کو سیاہ کرنے کے ساتھ دی گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے اس کی سیاہی کو دور فرما دیا اور یہ چمک وسفیدی عطا فرما دی۔

ابونعیم وغیرہ نے حضرت سفیان ثوری سے اسی طرح کا ایک اور واقعہ ذکر کیا ہے جس میں ہے کہ انہوں نے دوران حج ایک نوجوان دیکھا کہ وہ ہر قدم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہا تھا۔ سفیان ثوری نے اس سے فرمایا کیا تو یہ سمجھ کر پڑھ رہا ہے تو اس نے کہا ہاں پھر اس نے ان سے بیان کیا کہ میں حج کر رہا تھا میری والدہ میرے ساتھ تھی اس نے مجھے کہا کہ میں اسے بیت اللہ کے اندر لے جاؤں میں اندر لے گیا وہ گر گئی اور اس کا پیٹ پھول گیا اور چہرہ سیاہ ہوگیا۔ میں اس کے پاس غمزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ اور میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور عرض کی۔ اے میرے پروردگار تو ایسا سلوک فرماتا ہے اس کے ساتھ جو تیرے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ پس اچانک تہامہ کی طرف سے ایک بادل اٹھا پھر سفید لباس میں ملبوس شخص نمودار ہوا بیت اللہ شریف میں داخل ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری ماں کے چہرہ پر پھیرا تو وہ سفید ہوگیا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اس کے پیٹ پر پھیرا تو مرض سے آرام ہوگیا۔ پھر وہ جانے لگا تو میں نے اس کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ جس نے میری تکلیف کو دور کیا تو اس نے کہا میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قدم کو اٹھاتے، رکھتے محمد وآل محمد پر درود پڑھنا۔

37- بے گناہ پر تہمت لگائی جائے تو اس کا درود پڑھنا:

اس کے متعلق کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ ان میں بعض پیش ہیں۔

1- ایک شخص کے خلاف شہادت پیش کی گئی کہ اس نے اونٹنی چوری کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ وہ شخص اپنا رخ موڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے لگا اچانک اونٹنی بول پڑی یا محمد یہ شخص میری چوری سے بری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے اسے پوچھا تو ابھی پیچھے مڑ کر کیا پڑھ رہا تھا؟ اس نے جو پڑھا تھا وہ بتا دیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ فرشتے مدینہ طیبہ کی گلیوں کو گھیرے ہوئے تھے حتیٰ کہ وہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جاتے پھر فرمایا تو صراط پر اس حال میں اترے گا کہ تیرا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ چمکدار ہوگا۔ اس حدیث کو دیلمی نے تخریج کیا ہے اور صحیح نہیں۔ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے ان کی روایت میں ایک راوی متھم بالوضع ہے۔

2- ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا اور عرض کی السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اونٹ بلبلانے لگا۔ اتنے میں اچانک ایک آدمی آیا گویا کہ وہ اونٹ کا محافظ ہے۔ اس نے کہا یارسول اللہ! اس اعرابی نے اونٹ چوری کیا ہے اونٹ ایک لمحہ کے لیے بلبلانے اور چیخنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور اونٹ کی آواز سننے لگے۔ جب اونٹ قرار میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس محافظ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس آدمی کو چھوڑ دے کہ اونٹ نے تیرے خلاف شہادت دے دی ہے کہ تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ محافظ واپس لوٹ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ جب تو میرے پاس آیا تو کیا پڑھ رہا تھا۔ اس نے عرض کی میرے ماں

باپ آپ پر قربان میں اس وقت اللّٰھم صلّ علیّ سیدنا محمد حتی لاتبقی صلاۃ اللّٰھم بارك علی سیدنا محمد حتی تبقی بر کۃ اللّٰھم صلّ وسلّم علی سیدنا محمد حتی لاتبقی سلام اللّٰھم ارحم سیدنا محمداً حتی لاتبقی رحمۃ ۔ پڑھ رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کا انکشاف مجھ پر اس وقت فرمادیا تھا جب اونٹ اس کی خیانت بتا رہا تھا اور فرشتوں نے آسمان کے افق کو ڈھانپ لیا تھا اس حدیث کو امام طبرانی نے تخریج کیا ہے لیکن اس کی نکارت ظاہر ہے۔ جیسے کہ لسان المیزان میں اس کی تصریح ہے۔

3-روایت ہے کہ ایک جماعت نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر ایک شخص کے خلاف اونٹ چوری کی شہادت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ اونٹ چلایا کہ اس کے ہاتھ مت کاٹو۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے نجات کیسے ملی؟ تو اس نے کہا میں ہر روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہوں جس کی وجہ سے میری نجات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات پا گیا۔

38- مسلمان بھائیوں کا ملاقات کے وقت درود پڑھنا:

انتہائی ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔

مامن متحابین یستقبل احدھما صاحبہ فیصافحہ ویصلّی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الالم یبرحا حتی تغفر لھما ذنوبھما مَاتقدم ماتقد منھا وماتاخر ۔

دو بندے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والوں میں سے ایک دوسرے کا استقبال کرتا ہے اور باہم مصافحہ کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے،

پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

ایک روایت میں متحابین کی جگہ مسلمین کا لفظ ہے۔

فقراء مساکین میں سے کسی سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مذکورہ حدیث ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

39-اجتماع سے متفرق ہونے اور مجلس سے اٹھنے کے وقت اور ہر اس مقام پر درود پڑھنا جہاں اللہ کے ذکر کے لیے اجتماع ہوتا ہے:

تارکِ درود کی مذمت کے موضوع کے تحت یہ حدیث ذکر ہو چکی ہے کہ

ان کل مجلس خلا من ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی اھلہ ترۃ من اللہ یوم القیامۃ وقاموا عن انتن جیفۃٍ ۔

ہر وہ مجلس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی ہو گی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مجلس کے لیے حسرت ہو گی اور وہ مردار کی بدبو سے اٹھے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری سے منقول ہے کہ وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو کہتے:

صلی اللہ وملائکتہ علی سیدنا محمد وعلی انبیائہ وملائکتہ ۔

درود شریف کے فوائد کے بیان کے تحت یہ حدیث گزر چکی ہے۔

ان للہ سیارۃ من الملائکۃ ۔ الحدیث

40-ختم قرآن کے وقت درود پڑھنا:

ختم قرآن کے وقت درود پڑھنا چاہیے آثار وارده اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ دعا کی اجابت کا مؤکد ترین عمل اور احق مقام ہے اور نزول رحمت کا محل ہے۔ پس اس لحاظ سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے مقامات میں سے مؤکد ترین اور اہم مقام ہے۔

41- حفظِ قرآن کی دُعا میں درود پڑھنا:

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی کہ انہیں قرآن کریم یادنہیں رہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ تم سے ہو سکے تو جمعہ کی رات کے آخری تیسرے حصے میں اٹھو اس میں اجابت کی گواہی دی گئی ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے جو فرمایا تھا کہ میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا۔ اس میں آپ کا مقصد جمعہ کی رات تک انتظار کرنا تھا۔ اور اے ابوالحسن اگر اس وقت اٹھنے کی طاقت نہیں تو رات کے درمیانی حصہ میں جاگو اور اگر اس وقت اٹھنے کی طاقت نہیں تو رات کے آخری حصہ میں جاگو اور اگر اس میں بھی طاقت نہیں تو اوّل وقت میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ حم الدخان اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الم تنزیل السجدۃ۔ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد تبارک الّذی پڑھو۔ جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی نہایت عمدگی کے ساتھ حمد وثنا کرو اور پھر مجھ پر اور تمام انبیاء کرام پر درود بھیجو۔ اور اس کے بعد تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں اور ان بھائیوں کے لیے جو ایمان میں سبقت لے گئے ہیں استغفار کرو اور آخر میں یہ دعا مانگو۔

اللّٰھم ارحمنی بترك المعاصی ابداً مابقیتنی وارحمنی ان اتکلّف مالا یعنینی وارزقنی حسن النظر فیما یرضیك عنی اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ الّتی لاتـرام اسئلك یااللہ یا رحمن بجلالك ونور وجھك ان تلزم قلبی حفظ کتابك ۔ کماعظمتنی وارزقنی اَن اَتْلُوہ علی النحوالّذی یرضیك عنی ۔ اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ الّتی لاتـرام اسألك یااللہ یارحمٰن

بجلالك ونور وجهك ان تنور بكتابك بصرى وان تطلق به لسانى وان تفرج به عن قلبى وان تشرح به صدرى وان تغسل به بدنى فانه لايعيننى على الحق غيرك ولايؤتيه الا انت ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم ۔

اے اللہ جب تک تو مجھے زندہ رکھے تو گناہ کے چھوڑ کے ساتھ مجھ پر رحم فرما اور رحم فرما مجھ پر کہ میں ایسی چیز کی تکلیف اٹھاؤں جو میرے فائدے کی نہیں۔ اور مجھے اس کام میں حسنِ نظر سے نواز جو تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمانے والے اے بزرگی واکرام والے اے اس عزت کے مالک جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ اے رحمٰن اپنے جلال کے طفیل اپنی ذات کے نور کے طفیل جیسے تو نے مجھے اپنی کتاب کا علم سکھایا ہے اسی طرح تو میرے دل میں اپنی کتاب کی حفاظت فرما۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کتاب کی اس طرح تلاوت کروں کہ تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ اے عزت واکرام کے مالک اے اس عزت کے مالک جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ اے اللہ۔ اے رحمٰن اپنے جلال اور اپنی ذات کے نور کے طفیل اپنی کتاب کے ساتھ میری آنکھوں کو روشن کر دے اس کے ساتھ میری زبان کو جاری کر دے۔ میرے دل کو اس کے ساتھ کشادہ کر دے۔ میرے سینہ کو اس کے ساتھ کھول دے میرے بدن کو اس کے ساتھ پاک کر دے۔ تیرے سوا حق پر میرا کوئی مددگار نہیں یہ نعمت مجھے تیرے سوا کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ نہ مجھے گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے سوائے اللہ عظیم کی توفیق کے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابوالحسن اگر تو یہ وظیفہ تین یا پانچ یا سات جمعے کرے گا تو باذن اللہ تیری دعا قبول ہو گی۔ حضرت علی نے کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر بتایا کہ اس سے پہلے مجھے چار آیات یاد کرنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ مگر اب چالیس آیات یاد کر لیتا ہوں اور بتایا کہ حدیث یاد کرنے میں بھی یہی مشکل پیش آتی تھی مگر اب جو سنتا ہوں یاد رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رب کعبہ کی قسم۔ اے ابوالحسن تم مؤمن ہو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے تخریج کیا ہے۔ جن میں امام ترمذی بھی شامل ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذہبی نے ایک مقام پر اس کے موضوع ہونے اور دوسرے مقام پر اس کے باطل ہونے کا جزم فرمایا ہے۔ کہیں فرمایا کہ مجھے اس کے موضوع ہونے کا خوف ہے حالانکہ قسم بخدا مجھے اس کی سند کی جودت نے حیران کر دیا ہے اور ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور ایک ایسے راوی پر وضع کا الزام لگایا ہے جو اس سے بری ہے۔ طرق حدیث جمع کرنے سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ اس کی برأت کے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد حافظ سخاوی نے اس حدیث کا ایک اور طریق ذکر کیا ہے جو پہلے کے قریب ہے۔ عقبہ نے المنذری سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کی اسانید کے طریق جید ہیں مگر اس کا متن نہایت غریب ہے اور عماد بن کثیر نے فرمایا کہ اس کے متن میں غرابت بلکہ نکارت ہے حافظ سخاوی فرماتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ اس میں کوئی علتِ قادحہ نہیں سوائے اس کے کہ یہ عن ابن جریج عن عطاء کے واسطہ سے معنعنہ ہے۔ ہمارے شیخ نے بھی یہی فائدہ لکھا ہے۔ مجھے کئی لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے اس دعا کا تجربہ کیا اور اس کو حق پایا۔ واللعلم عند اللہ ۔

42- کلام کی ابتداء میں درود پڑھنا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ہر آدمی اپنے خطبے اور اپنے ہر مطلوب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے ایک جماعت نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر وہ کلام جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجھ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع نہ ہو وہ ہر برکت سے محروم و خالی ہے۔

اور ابن مندۃ کی روایت میں ہے:

کلّ امر ذی بال لایبدء فیه بذکر اللّٰه ثم الصلاة علیّ فهوا قطع واکتع فمحقوق البرکة ۔

جو بھی کام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجھ پر درود پڑھنے کے بغیر شروع کیا جائے وہ ہر قسم کی برکت سے خالی ہے۔

43- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود پڑھنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود پڑھنے کا حکم اور اس کی دلیل کا سابقاً بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن ابراہیم التجیبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا ذکر خود کرنے یا کسی اور شخص سے آپ کا ذکر سننے کے وقت ہر مؤمن پر واجب ہے کہ وہ خضوع و خشوع کا اظہار کرے۔ اپنی حرکات سے رک جائے۔ اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و جلال کو مدنظر رکھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہوں۔ اور اس طرح ادب کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب سکھایا ہے۔ ہمارے سلف صالحین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ان

کا رنگ بدل جاتا اور اتنے خشوع وخضوع کا اظہار فرماتے کہ اہل مجلس پر گراں ہوتا۔ایک دن ان سے اس کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھتے تو مجھ پر تعجب وانکار نہ کرتے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان ائمہ سلف کی حکایت بیان فرمائی جس کے ساتھ انہیں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا کہ ان کے سامنے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے ان کی کیفیت بدل جاتی، بکثرت رونے لگ جاتے، رنگ زرد ہو جاتا اور منہ میں زبان خشک ہو جاتی۔

ان ائمہ کرام، سلف صالحین کی سیرت پر غور کرو تو تمہیں واضح ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت یا آپ کے نام پاک کو سنتے وقت یا آپ کی حدیث سننے اور آپ کے بعض آثار کے تذکرہ کے وقت تم پر خشوع وخضوع اور ادب واحترام کو مدّنظر رکھنا اور درود وسلام پر مواظبت کرنا واجب ہے۔

44- علم کے پھیلانے، وعظ ونصیحت کرنے اور حدیث شریف کے پڑھنے کے وقت آغاز واختتام پر درود شریف پڑھنا:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے الاذکار میں ہے کہ حدیث اور اس کی مثل پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت بلند آواز کے ساتھ درود وسلام پڑھے۔ لیکن آواز کی بلندی میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کرے۔ آواز بلند کرنے پر جن ائمہ نے تصریح فرمائی ہے۔ان میں امام حافظ ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء کرام شامل ہیں۔ان کا قول میں نے علوم الحدیث میں نقل کیا ہے۔

اور ہمارے اصحاب میں سے بعض دیگر علماء نے صراحۃً لکھا ہے کہ تلبیہ پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز کے ساتھ درود پڑھنا مستحب ہے۔

کلام کی ابتداء میں درود شریف پڑھنے کے موضوع کے تحت جو دلائل ذکر کیے گئے

اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا نہ ہوتا تو میں کسی حدیث کو بیان نہ کرتا اور اگر میرے نزدیک تسبیح سے حدیث افضل نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ نماز حدیث سے افضل ہے تو میں حدیث روایت نہ کرتا۔

حضرت ابو احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تمام علوم سے بابرکت وافضل اور دین ودنیا کے لیے نفع بخش کتاب اللہ کے بعد احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے کیونکہ اس میں کثرت کے ساتھ درود پڑھا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ ایک باغیچہ کی مانند ہے جس میں تمہیں ہر قسم کی بھلائی، نیکی اور فضیلت ملے گی۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا تھا کہ وہ قصہ گولوگوں اور واعظین کو حکم دیں کہ ان کی ساری دعائیں اور سارا مبالغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہونا چاہیے۔

لیث بن سعد فرماتے ہیں قصہ گو دو طرح کے ہوتے تھے۔ ایک قسم عام قصہ گو ہوتے تھے کہ لوگ ان کے پاس جمع ہوتے او وہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے اور دوسری قسم کے خاص قصہ گو ہوتے تھے جن کی رسم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں پڑی تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی شخص کو قصص بیان کرنے پر مقرر فرماتے تھے۔ جب امام صبح کی نماز سے سلام پھیر دیتا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد و ثنا کرتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا۔ اور اس کے بعد خلیفہ اور اس کی اہل، رعایا اور اس کی افواج کے لیے دعا کرتا اور اس کے مخالفین اور دشمنوں اور تمام کفار کے لیے بددعا کرتا تھا۔

45-فتویٰ صادر کرنے کے وقت درود پڑھنا:

الروضۃ وغیرہ کتب میں ہے کہ مفتی کو فتویٰ لکھنے کے وقت درود پڑھنا چاہیے اور الروضۃ میں ہی ہے کہ مفتی کے لیے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ

الرحمن الرحیم اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور رب اشرح لی صدری ویسرلی واحلل عقدۃ من لسانی پڑھنا بھی مستحب ہے۔

اگر سائل و مستفتی نے دعا یا حمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ترک کر دیا ہے تو مفتی خود اپنے خط سے فتویٰ کے آخر میں یہ چیزیں لکھ دے کیونکہ علماء کرام کا یہی طریقہ رہا ہے مفتی کے افتاء سے پہلے درود لکھنے کے استحباب پر قیاس کرتے ہوئے قاضی و حاکم کے لیے اپنے فیصلوں سے پہلے درود لکھنے کا استحباب ظاہر ہوتا ہے۔

46-رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے نام پاک لکھنے کے وقت درود پڑھنا:

لکھنے والا جب بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھے تو ہر بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھے۔ علماء کرام نے اس کی مستحب قرار دیا ہے۔ اسی لیے ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ پر صلاۃ وسلام لکھنے پر محافظت کے اور آپ کے بار بار ذکر کے وقت بار بار درود لکھنے سے نہ اکتائے۔ کیونکہ یہ حدیث کے طلبہ اور کاتبوں کے لیے حاصل ہونے والے فوائد میں سے سب سے بڑا فائدہ ہے اور جو اس سے غفلت بھرتے گا وہ ایک عظیم حصہ سے محروم ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والوں کے متعلق کئی اچھی خوابیں ہم تک منقول ہوئی ہیں۔ کاتب کا درود لکھنا ایسی دعا ہے جسے وہ ہمیشہ کے لیے قائم و ثابت رکھنا چاہتا ہے اور یہ ایسا کلام نہیں جس کی وہ روایت کرتا ہے۔

اسی لیے درود پڑھنے کو روایت کے ساتھ مقید نہیں کیا جاتا اور اصل میں جو موجود ہے اس پر اختصار بھی نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، عزوجل، تبارک وتعالیٰ وغیرہ الفاظ کی مانند کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔

درود میں اختصار جائز نہیں

اس کے بعد فرماتے ہیں کاتب کو درود شریف مکمل لکھنا چاہیے اس میں کمی کرنے

والوں کی تحذیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ درود شریف کی طرف صرف اشارہ کرنا کافی نہیں جیسے کہ بعض محروم لوگ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے 'صلعم' کے ساتھ اشارہ کر دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ صلاۃ کے ساتھ سلام ضم نہیں کرتے۔ حالانکہ صلاۃ وسلام کو ایک دوسرے سے جدا کرنا مکروہ ہے۔ جس کی کراہت کا بیان ہو چکا ہے بعض محدثین کے بارے میں ہے کہ وہ صلاۃ کے ساتھ سلام نہیں لکھا کرتے تھے انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کے ترک پر انقباض یا عتاب یا توبیخ سے پیش آ رہے ہیں۔ اور بعض کو فرما رہے ہیں تم اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم کر رہے؟ کیونکہ سلّم کے چار حروف ہیں ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

محدثین کی کثیر تعداد نے روایت کیا ہے کہ

من صلّی علی فی کتاب لم تزل الملائکة یستغفرون له مادام اسمی فی ذالك الکتاب ۔

جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود بھیجا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے اور ابن کثیر فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ ایک روایت میں یستغفرون جمع کے صیغہ کی بجائے واحد کا صیغہ تستغفر ہے۔

ایک روایت میں ہے:

من کتب فی کتابه صلی الله علیه وسلم لم تزل الملائکة تستغفر له مادام فی کتاب ۔

جو اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھے گا تو جب تک وہ کتاب میں رہے گا فرشتے اس کی مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

علماء کی ایک جماعت کے ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

من کتب عنّی علماً فکتب معه صلاة علیّ لم یزل فی اجر ما قری ذالك الکتاب ۔

جس نے مجھ سے کوئی علم لکھا اور اس کے ساتھ مجھ پر درود بھی لکھا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

من صلّی علیّ فی کتاب لم تزل الصلاة جاریة له مادام ذالك الکتاب

جس نے مجھ پر کسی کتاب میں درود بھیجا۔ جب تک وہ کتاب باقی رہے گی اس کے درود بھیجنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس کی سند میں ایک راوی متھم بالکذب ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث کئی وجوہ سے صحیح نہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے بھی مروی ہے لیکن وہ بھی صحیح نہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ موضوع ہے اور اسی کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کلام سے موقوفاً روایت کیا گیا ہے۔ ابن قیّم فرماتے ہیں یہ روایت محمد بن حمید کی روایت کے زیادہ مناسب ہے وہ فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کتاب میں درود بھیجتا ہے تو جب تک اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک رہے گا فرشتے صبح و شام اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

امام طبرانی نے تخریج کی ہے۔

انه صلی الله علیه وسلم قال اذا کان یوم القیامة لیجیٔ اصحاب الحدیث ومعهم المحابر فیقول الله عزوجل لهم انتم اصحاب الحدیث طالما کنتم تکتبون الصلاة علی نبیّی انطلقوا الی الجنة ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیام قیامت کا دن ہوگا تو محدثین اپنی دواتوں کے ساتھ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا تم اصحاب حدیث ہو میرے نبی پر تم ہمیشہ درود لکھا کرتے تھے۔ اس لیے جنت میں چلے جاؤ۔

الخطیب فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ اسی کو دیلمی نے ایک اور طریق کے ساتھ روایت کیا ہے اور النمیری نے بھی ایک اور طریق کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے الفاظ، پہلی حدیث کے الفاظ سے قریب ہیں اور یہ ضعیف ہے اور اسی حدیث کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر اصحاب حدیث کو کوئی فائدہ نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فائدہ تو ہے ہی۔ جب تک کتاب میں درود لکھا رہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا رہے گا۔

اصحاب حدیث کے متعلق کئی اچھی خوابیں دیکھی گئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کے سبب انہیں مغفرت یا نعیم عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ وہ فرما رہے ہیں۔ کاش تم کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے لکھے ہوئے درود کو دیکھتے کہ وہ آج ہمارے سامنے کیسے چمک رہا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ اپنی تحریر میں اکثر صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے سے غفلت برتتے تھے۔ یعنی آپ ضرورت عجلت کی وجہ سے اس کے لکھنے کو ترک کر دیتے تھے۔

ایک صالح بادشاہ کے مدینہ منورہ میں آنے اور مدینہ منورہ کی تزئین و آرائش کے موقع پر حضرت محمد بن الامام زکی الدین المنذری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ خواب دیکھنے والے سے فرما رہے ہیں بادشاہ کے آنے سے تم خوش ہوتے ہو؟ تو اس نے کہا ہاں لوگ اس پر خوش ہوتے ہیں تو انہوں نے فرمایا ہم جنت میں داخل ہو چکے ہیں

اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کو بوسہ دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہے کہ جس نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت امام ابوذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ آسمانوں میں فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ یہ مقام آپ کو کیسے نصیب ہوا؟ تو فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں جب بھی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتا تھا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلاۃ نازل فرمائے گا۔

علماء کی ایک جماعت نے ابن عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور میری بخشش فرمادی اور مجھے جنت کی طرف اس اہتمام کے ساتھ لے جایا گیا جیسے دُلہن کو لے جایا جاتا ہے اور مجھ پر اس طرح پتیاں نچھاور کی گئیں جیسے دلہن پر نچھاور کی جاتی ہیں میں نے پوچھا آپ نے یہ مقام کیسے پایا تو انہوں نے فرمایا۔ اپنی کتاب الرسالۃ میں جو درود شریف میں نے لکھا ہے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ درود کس طرح ہے تو انہوں نے فرمایا وہ یہ ہے۔

صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون ۔

ابن عبدالحکیم فرماتے ہین جب میں نے صبح الرسالۃ میں دیکھا تو اسی طرح لکھا ہوا تھا جیسے انہوں نے فرمایا تھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وکرم)

المزنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وصال خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کی بخشش کس وجہ سے ہوئی تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بھی یہی جواب دیا۔

ابوالحسن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے علماء کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الرسالۃ میں **صلی اللہ علٰی محمد عدد ماذکرہ الذاکرون وعدد ماغفل عن ذکرہ الغافلون** درود لکھا ہے۔ آپ کی طرف سے امام شافعی کو کیا جزاء ملی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے انہیں یہ جزاء دی گئی ہے کہ انہیں قیامت کے دن حساب کے لیے نہیں روکا جائے گا۔

محدثین میں سے کسی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کی: یارسول اللہ! محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ رشتے میں آپ کے چچا کے بیٹے ہیں آپ نے انہیں کسی چیز کے ساتھ خاص فرمایا ہے یا ان کو کوئی نفع پہنچایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ ان کا محاسبہ نہ فرمایا جائے۔ پھر میں نے سوال کیا: یارسول اللہ! آپ نے ان کی سفارش کیوں فرمائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے مجھ پر ایسا درود بھیجا ہے جس کی مثل کسی نے نہیں بھیجا اور مذکورہ درود کا تذکرہ فرمایا۔

امام بیہقی کے ہاں منقول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ پوچھا گیا کس عمل کے سبب؟ تو فرمایا ان پانچ کلمات کے سبب جن کے ساتھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتا تھا۔ پوچھا گیا وہ پانچ کلمات کون سے ہیں؟ تو فرمایا میں ان کلمات کے ساتھ درود پڑھا کرتا تھا۔

اللّٰهم صلّ على محمد عدد من صلّى عليه وصلّ على محمّد عدد من لم يصلّ عليه . وصل على محمّد كما امرت أن يصلّى عليه وصلّ على محمّد كما تحب ان يصلّى عليه وصلّ على محمد كما ينبغي ان يصلّى عليه .

ابوطاہر المخلص نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک پھیرلیا۔ وہ دوسری جانب سے گھوم کر آپ کے سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چہرہ مبارک پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ سامنے آیا اور عرض کی یا نبی اللہ آپ مجھ سے کیوں چہرہ پھیر لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کتاب میں جب میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ وہ فرماتے ہیں پس اس وقت سے لے کر آج تک جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لکھتا ہوں تو ساتھ صلى الله عليه وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرًا كثيرًا لکھتا ہوں۔

ایک شخص حدیث لکھا کرتا تھا اور کاغذ کی کنجوسی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ درود شریف نہیں لکھا کرتا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ پر پھوڑا نکل آیا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

صلّى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وسلّم

خاتمہ

ضعیف حدیث کا حکم:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ الاذکار میں فرماتے ہیں۔ محدثین اور فقہاء وغیرہم علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترہیب وترغیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ومستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔ مگر احکام جیسے کہ حلال وحرام، بیع، نکاح وطلاق وغیرہ میں صرف صحیح حدیث اور حسن حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن ان میں سے کسی میں احتیاط ہو تو پھر ضعیف حدیث پر بھی عمل کرنا مستحب ہے۔ جیسے کہ بعض بیوع اور بعض انکحہ کی کراہت کے متعلق ضعیف حدیث وارد ہے۔ اس لیے ان سے اجتناب مستحب ہے مگر واجب نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بارے میں تمام علماء کرام کا اتفاق ہے اور خود امام نووی نے شرح المہذب وغیرہ میں اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ لہٰذا ابن العربی المالکی کا قول کہ ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہ کیا جائے گا صحیح اور برمحل نہیں۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ جب کسی باب میں کوئی اور حدیث نہ ہو اور ضعیف حدیث کے معارض بھی کوئی نہ ہو تو ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل کیا جائے گا۔

یہ قول حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ علمائے حنفیہ کا اجماع ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل کرنا رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ امام ابوداؤد صاحب السنن جو امام احمد کے شاگرد ہیں اُن سے منقول ہے کہ جب کسی باب میں کوئی

حدیث نہ ملتی تو وہ سند ضعیف کو تخریج فرماتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے اقویٰ ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) پہلا قول جو کہ معتبر ہے اس کے مطابق ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کا ضعف شدید نہ ہو پس اس شرط سے وہ ضعیف حدیث سے نکل جاتی ہے جس میں صرف کذاب یا متھم بالکذب راوی ہیں یا روایت میں فحش غلطی کرنے والے راوی ہیں اور یہ شرط متفق علیہ ہے۔ مذکورہ قول ابوالعلائی کا ہے اور علماء نے اس قول کو برقرار رکھا ہے۔

ابن عبدالسلام اور ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور شرط بھی لگائی ہے کہ وہ اصل عام کے تحت مندرج بھی ہو۔ اس شرط سے اختراعی ومن گھڑت روایت خارج ہو جائے گی کیونکہ اس کی بالکل کوئی اصل نہیں ہوتی ہے اور انہوں نے ایک دوسری شرط کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اس پر عمل کرنے کے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد بھی نہ رکھا جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب نہ ہو جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔

موضوع حدیث کا حکم:

موضوع حدیث پر کسی صورت میں عمل جائز نہیں اور اس کی روایت بھی جائز نہیں مگر اس کی حقیقت ساتھ بیان کر دی جائے تو جائز ہے۔ مسلم کی حدیث میں ہے۔

ان من روی حدیثًا وھو یظنہ کذبًا فھو احدالکاذبین ۔

جس نے کوئی ایسی بات بیان کی جس کے بارے میں اس سے گمان ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

(الکاذبین) کو تثنیہ اور جمع دونوں طرح روایت کیا گیا ہے کیونکہ وہ جب اس کے جھوٹ ہونے کے گمان کے باوجود بیان کرے گا تو وہ شدید گناہ میں حقیقی جھوٹے کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں شدید وعید کا بیان ہے؟

من کذب علیّ متعمدا فلیتبوٴ مقعدہ من النّار ۔

جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اسی لیے امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

ہر محدث پر واجب ہے کہ صحیح وسقیم روایات اور ثقہ ومتہم بالکذب راویوں کا فرق جانتا ہوتا کہ وہ کوئی ایسی چیز روایت نہ کرے جو ثقہ راویوں سے منقول نہ ہو اور صحیح نہ ہو۔ اور صرف وہ چیز روایت کرے جس کے مخرج کی صحت اور اس کے ناقلین کی ثقاہت پر اعتماد ہو اور ہر اس چیز کو ترک کردے جو اہل تہمت اور اہل بدعت میں سے جو معاندین ہیں ان سے مروی ہو۔

اور ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف حدیث کی روایت کے جواز کو باطن میں اس کے صدق کے احتمال کے ساتھ مقید کیا ہے۔ لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کلام اس کے مخالف ہے۔ جیسے کہ شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا ظاہر کہ جس پر حدیث بھی دلالت کر رہی ہے یہ ہے کہ صدق کا احتمال جب ضعیف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ اور ائمہ نقل کا اس کی صحت وغیرہ پر حکم اس کے ظاہر کے اعتبار سے ہے نہ کہ اس کے نفس الامر میں قطعی ہونے کے اعتبار سے کیونکہ بسا اوقات جس پر صحیح ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے وہ نفس الامر میں صحیح نہیں ہوتی اور بسا اوقات اس کے برعکس جس پر غیر صحیح ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے وہ نفس الامر میں صحیح ہوتی ہے امام نووی فرماتے ہیں انسان کے لیے مناسب و بہتر یہی ہے کہ جب فضائل اعمال میں سے کوئی چیز اسے پہنچے تو وہ اس پر عمل کرے اگرچہ ایک ہی مرتبہ کرے تاکہ وہ اس پر عمل کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ہے۔

فاذا امرتکم بشیء فافعلوا منہ ما استطعتم ۔

جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جتنا تم سے ممکن ہو سکے اسے بجالاؤ۔

ایک سند کہ جس کے ایک راوی میں کلام کیا گیا ہے اور ایک راوی غیر معروف ہے۔اس سند کے ساتھ روایت ہے۔

من بلغهٔ عن الله عزوجل شيء فيه فضيلة فاخذ به ايماناً به ورجاء ثوابه اعطاه الله ذالك وان لم يكن كذالك ۔

جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم پہنچے جس میں کوئی فضیلت ہو پھر وہ ایمان اور ثواب کی توقع کے ساتھ اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ بھی ہو۔

اسے ابن عدی نے اپنی کامل میں ذکر کیا ہے اور منکر قرار دیا ہے۔

امام ابویعلیٰ وامام طبرانی نے ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے۔

من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدّق بها لم ينلها ۔

جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت پہنچی پس اس نے اس کی تصدیق نہ کی تو وہ اسے حاصل نہ کرسکا۔

اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے شہود کے حقائق تک رسائی نصیب فرمائے اور اپنے کرم سے اپنی کامل جود وعطاء ہم پر قائم ودائم رکھے اور ہمیں اپنے امن والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ گاہ میں داخل فرمائے۔حتیٰ کہ ہمیں خوفناکیوں اور آزمائشوں میں سے نہ کوئی متحرک چیز لاحق ہو اور نہ کوئی ساکن چیز اس جامع، نادر اور بے نظیر کتاب کی تالیف کے سبب ہر فتنہ، وآزمائش اور غم و پریشانی سے میں نے جس نجات کی توقع رکھی تھی اللہ تعالیٰ مجھے اس نجات تک پہنچائے۔ بیشک وہ قبول فرمانے والا، نفع دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ایسا عظیم ترین وسیلہ بنائے جس کے سبب میں شدائد میں اس کا تقرب حاصل کرسکوں اور اس دن اس وسیلہ کی پناہ میں آسکوں جس دن نہ اولاد نفع دے گی اور نہ مال، باپ اور اس کی بدولت میں ہلاکت کی مصیبتوں سے نجات پاسکوں اور اس کی

برکت سے ان لوگوں کی صف میں شامل ہوسکوں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ اس کے بعد ان پر ہمیشہ ناراض نہیں ہوگا جس چیز کا میں نے ارادہ کیا تھا یہ اس کا اختتام و اتمام ہے۔

مولیٰ سبحانہ ہی امیدیں بر لانے والا اور حاجات پوری فرما کر احسان فرمانے والا ہے اور اوّل، آخر، ظاہر و باطن میں اسی کے لیے حمد ہے۔ ایسی حمد جو اس کی نعمتوں کا حق ادا کرے اور اس کے احسانات کا بدل بن جائے۔

اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے ہی حمد ہے جو تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم قدرت کے لائق ہو۔ اے اللہ تیرے لیے کثیر، پاکیزہ اور مبارک حمد ہے جو آسمانوں کی پُری اور زمین کی پُری اور ہر اس چیز کی پُری کے برابر ہو جسے تو چاہتا ہے تو ہی حمد و ثنا کا اہل ہے اور تو ہی بندے کے اس قول کا زیادہ حقدار ہے کہ ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ جو چیز تو عطا فرمائے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو ردّ کرے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں۔ اور تیرے ہاں بخت والے کو اس کا بخت کوئی فائدہ نہ دے گا۔

اے اللہ! ہمارے آقا، ہمارے شفیع اور ہمارے ہادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول اور نبی اُمی ہیں پر درود نازل فرما اور ان کی آل، ازواج اور ذریت پر۔ جیسے کہ تو نے درود نازل فرمایا اور سلام نازل فرمایا اور برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر تمام جہانوں میں۔ بیشک تو حمید و مجید ہے اور ان پر ایسا درود نازل فرما جو ان کے عظیم شرف و کمال اور ان سے اپنی رضامندی کے لائق ہو۔ اور ایسا درود نازل فرما جسے تو ان کے لیے پسند فرماتا ہے اور ان پر صلوٰۃ نازل فرما اپنی معلومات کی تعداد اور اپنے کلمات کی سیاہی کی تعداد کے برابر اور ان پر درود نازل فرما جب بھی ذکر کرنے والے تیرا اور ان کا ذکر کریں اور جب

بھی غفلت برتنے والے تیرے چپ اور ان کے ذکر سے غفلت بھرتیں۔
ہمارے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے اور نہیں نیکی کی طاقت اور نہ ہی برائی سے بچنے کی قوت سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے جو بلندی وعظمت کا مالک ہے۔

جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا اور جسے اس نے نہ چاہا وہ معرض وجود میں نہ آیا۔ ماشاءاللہ! مجھے اپنی ذات اور اپنے تمام آثار پر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کوئی قوت حاصل نہیں۔

دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

اس کتاب کا مؤلف عفی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا آغاز میں نے 951ھ کے ماہ صفرالخیر کے آخری ایام میں کیا تھا اور اسی سال کے ماہ ربیع الاوّل کی آٹھویں تاریخ کو اس کی تالیف سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر آزمائش ومصیبت سے سلامتی کے ساتھ اس سال کا اختتام بخیر فرمائے۔ آمین آمین آمین۔

بعونہ تعالیٰ وکرمہ اس کتاب مستطاب۔ الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود کا ترجمہ بروز سوموار بتاریخ 7 شوال المکرم 1429ھ بمطابق 16 اکتوبر 2008ء کو شروع کیا گیا تھا اور آج بتاریخ 5 ذی قعد 1429ھ بمطابق 3 نومبر 2008ء بشب سوموار گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس ترجمہ کو مقبول ومفید عام وخاص بنائے اور میرے ومیرے والدین، بہن بھائی، اساتذہ کرام، مشائخ عظام اور عزیز واقارب ودوست احباب کو اس کے اجر وثواب سے بہریاب فرمائے اور ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہ وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

(شیخ فرید عفی اللہ تعالٰی عنہ وعن والدیہ)

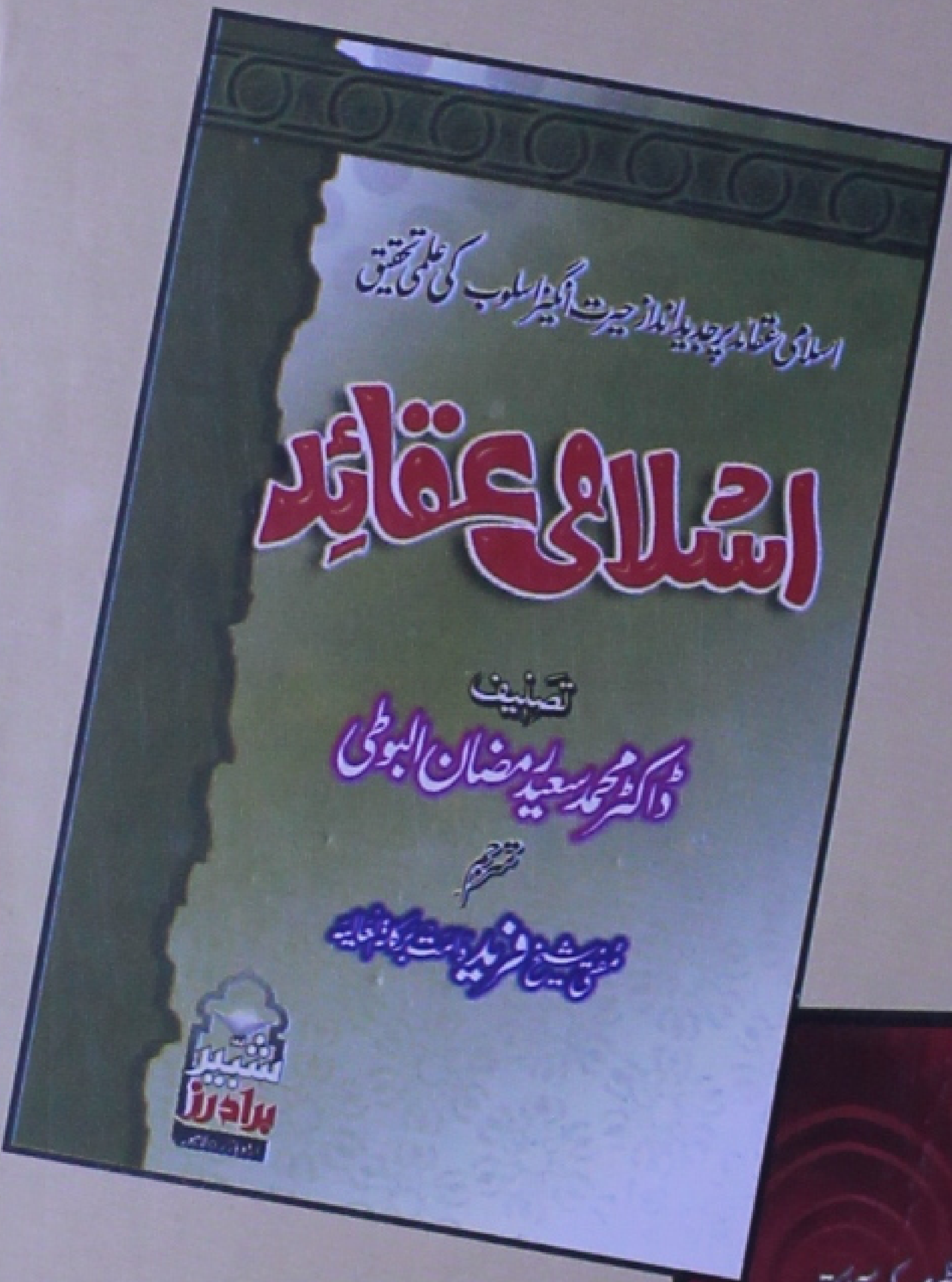
مظفر آباد

ہیں ان کے علاوہ اس مذکورہ بحث سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ جو سعادت مند انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی طرف سے فریضہ تبلیغ پر مامور ہوا سے چاہے کہ وہ اپنے کلام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ اور کلام کا اختتام بھی اسی پر کرے۔

امام نووی نے درود وسلام بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں جو نقل کیا ہے اور آواز کی بلندی میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کرنے کے ندب پر جو اعتماد کیا ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور بعض علماء کرام نے جو فرمایا کہ حدیث پڑھنے کے وقت درود وسلام کو بلند آواز کے ساتھ نہیں پڑھنا چاہے کیونکہ یہ بسا اوقات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت فوت ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس قول کو حد سے زیادہ آواز بلند نہ کرنے کی قید ردّ کر دیتی ہے کہ اتنی بلند آواز سے نہ پڑھا جائے کہ نہ آدمی خود تنگ ہو اور نہ دوسرے کو تنگ کرے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کوئی حقیقی اختلاف نہیں کیونکہ جس میں ضرر پایا جائے وہ مکروہ یا حرام ہے اور جس میں کوئی ضرر نہیں پایا جاتا وہ مندوب ہے۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تائید وہ حکایت بھی کرتی ہے جس مٰیں ہے کہ علی بن شاذان کی مجلس میں ایک نوجوان آیا اور اس نے علی بن شاذان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ نوجوان ان کے قریب جا کر کہنے لگا۔ اے شیخ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تو علی بن شاذان کی مسجد پوچھ لے اور جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام اس کو کہہ دینا۔ جب وہ نوجوان یہ بتا کر واپس چلا گیا تو علی بن شاذان رونے لگے اور کہا میں اپنے کسی ایسے عمل کو نہیں جانتا کہ جس کی وجہ سے میں اس شرف کا مستحق ٹھہرا ہوں سوائے اس کے کہ میں حدیث پڑھتا رہتا ہوں اور جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔

حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہر حدیث میں نبی کریم صلی





مکمل
15 جلدیں